خطبات نظامیہ 3

محمد عباس نقشبندی

Scanned with CamScanner

Date ________

مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ	نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱	ثابت قدم	۱	۲۸		
۲	شانِ رسالت ؐ	۱۱	۲۹		
۳	صحابہ کا محبوبِ اعظم ؐ	۱۳	۳۰		
۴	میلاد شریف	۱۴	۳۱		
۵	اطاعتِ رسول ؐ	۱۸	۳۲		
۶	حضرت عباس رضؓ کا ایمان	۲۱	۳۳		
۷	مقامِ صحابیت رضؓ	۲۴	۳۴		
۸	مشرکین کون	۲۷	۳۵		
۹	شانِ نورانیت ؐ	۳۱	۳۶		
۱۰	شانِ رسالت ؐ	۳۴	۳۷		
۱۱	شانِ محبوب ؐ و توکل	۳۸	۳۸		
۱۲	شہیدِ کربلا رضؓ	۴۳	۳۹		
۱۳	شانِ رسالت ؐ	۴۹	۴۰		
۱۴	شانِ رحمت ؐ	۵۳	۴۱		
۱۵	شانِ مومن رضؓ اطاعتِ رسول ؐ	۵۹	۴۲		
۱۶	جنت کا مقام اور رضائے پروردگار ج	۶۳	۴۳		
۱۷	شانِ رسالت ؐ و سخاوت ؐ	۶۷	۴۴		
۱۸	شانِ رسالت ؐ و اطاعت	۷۲	۴۵		
۱۹	خلقِ عظیم ؐ۔ احکامِ جنازہ	۷۵	۴۶		
۲۰	حضور ؐ اللہ تعالیٰ کی دلیل	۸۰	۴۷		
۲۱	محبتِ رسول ؐ	۸۵	۴۸		
۲۲	محبتِ الٰہی ج	۸۸	۴۹		
۲۳			۵۰		
۲۴			۵۱		
۲۵			۵۲		
۲۶			۵۳		
۲۷			۵۴		

Scanned with CamScanner

1

Date ۳۰-۱۲-۲۰۰۶

ثابت قدم

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِينَ
وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ ○ ابراہیم - ۲۷ پارہ ۱۳ - ثابت قدم رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اہل ایمان
کو اس پختہ قول (کی برکت) سے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی اور بھٹکا دیتا
ہے۔ اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو اور کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے۔ یعنی جو لوگ اخلاص
و یقین سے کلمہ شہادت پڑھتے ہیں۔ اور اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ انہیں ہر مقام پر ثبات و استقامت
بخشتا ہے۔ دنیا میں انکو دولت ایمان سے محروم کرنے کے لئے ہزاروں فتنے برپا کئے جاتے ہیں۔ بڑی بڑی آزمائشوں
سے انہیں گزرنا پڑتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی تائید و توفیق سے ان کے پائے استقلال میں لغزش نہیں
آتی۔ اسی طرح قبر و حشر میں جو مشکل مرحلے پیش آئیں گے۔ توفیق الٰہی اس وقت بھی انکی دستگیری
کریگی اور وہ ہر میدان میں کامیاب و سرخرو ہوں گے۔ سوال قبر کے متعلق وہ حدیث جو صحاح ستہ
میں مذکور ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت براء بن عازب سے مروی ہے۔ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ اَلْمُسْلِمُ اِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ فَذٰلِكَ
قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا) الآیۃ مشکوٰۃ صـ ۲۴ بابُ اِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ. بخاری
کتاب الجنائز صـ ۵۵۶ مسلم شریف صـ ۰۰۰ - یعنی قبر میں جب ایک مسلمان سے اس کے رب اور
اس کے رسول اور اس کے دین کے متعلق سوال کیا جائے گا تو وہ جواب میں کہے گا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ
واشہد ان محمد رسول اللہ - اور یہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا یثبت اللہ الذین امنوا (الآیۃ)
اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا فرغ من
دفن المیت وقف علیہ فقال استغفروا لاخیکم ثم سلوا لہ التثبت فانہ الآن یسئل
یعنی حضور علیہ السلام کا یہ معمول تھا کہ جب میت کو دفن کرنے سے فارغ ہوتے تو اس کے قریب کھڑے
ہو جاتے اور سب کو فرماتے اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو۔ اور اس کے لئے ثابت قدمی کی دعا مانگو کیونکہ
اب اس سے پوچھا جا رہا ہے۔ حضرت سہل بن عمار فرماتے ہیں۔ کہ میں نے یزید بن ہارون کو ان کی
وفات کے بعد خواب میں دیکھا۔ میں نے پوچھا سنائیے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے انہوں
نے کہا۔ قبر میں میرے پاس دو بڑے خوفناک اور سخت فرشتے آئے۔ اور مجھ سے دریافت کیا۔ ما دینک ومن
ربک ومن نبیک تیرا دین کیا ہے۔ تیرا رب کون ہے۔ اور تیرا نبی کون ہے۔ فاخذت بلحیتی
البیضاء وقلت المثلی یقال ھذا۔ وقد علمت الناس جوابکما ثمانین سنۃ - میں نے اپنی سفید داڑھی
کو پکڑ کر کہا۔ کیا میرے جیسے شخص سے تم اس قسم کے سوالات پوچھتے ہو۔ میں اسّی ۸۰ سال تک لوگوں
کو تمہارے انہیں سوالات کے جوابات پڑھاتا رہا ہوں - یہ بات ختم ہوگئی - تو انہوں نے سوال پوچھا۔ تم نے
حریز بن عثمان سے کوئی حدیث لکھی ہے۔ میں نے کہا ہاں - فقال انہ کان یبغض علیا فابغضہ اللہ
ان دونوں فرشتوں نے کہا۔ کہ وہ حضرت علی سے بغض رکھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے مردود بنا دیا۔ (قرطبی)

Scanned with CamScanner

Date ______

علامہ ابن کثیرؒ نے اور دیگر مفسرین نے اس مقام پر متعدد صحیح احادیث سے ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے لیے قبر ایک آرام گاہ ہے۔ اور بد کار لوگ کیلئے اس میں شدید عذاب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرمؐ کے طفیل عذاب قبر سے بچائے۔ آمین ثم آمین۔ یعنی ظالموں کو قبر میں ان سوالات کا جواب بھول جائیگا۔ بحوالہ ضیاء القرآن ص ۵۱۶/۲ کافر اور منافق قبر میں اور آخرت میں فرشتوں کے سوالات کا صحیح جواب نہیں دے سکیں گے۔ بلکہ ہائے وائے کرتے رہیں گے۔ یہ مضمون بھی متعدد احادیث سے ثابت ہے۔ شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ قبر میں جو کوئی مضبوط بات کہے گا ٹھکانا ٹھیک پائے گا۔ اور جو غلط بات کریگا خراب ہوگا۔ نواب وحید الزماں خان حیدر آبادی ص ۳۱۱

ظالمین کے ظلم کی وجہ سے ان میں گمراہی پیدا فرما دیتا ہے۔ یعنی کسب بندہ کی طرف سے ہوتا ہے اور خلق رب کی طرف سے۔ جیسے گردن کاٹنے سے رب موت پیدا کر دیتا ہے۔ تو قتل کرنا بندے کا کام ہے اور موت دینا رب کا کام۔ ایسے ہی ظالم کافر دنیا میں تو رنج و غم، راحت و مصیبت میں ثابت قدم نہیں رہتا۔ اور قبر میں اس کا دل ٹھکانے نہیں رہتا۔ اس لیے وہ کافر قبر میں جا کر لا ادری کہہ دیتا ہے۔ مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی کی تفسیر نور العرفان ص ۳۱۲

یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت اللہ تعالیٰ ثابت رکھتا ہے اہل ایمان کو حق بات پر القول الثابت سے کلمہ توحید مراد ہے۔ اس لیے کہ وہ مومن کے قلب میں راسخ ہے چنانچہ کاشفی نے کہا۔ کہ قول ثابت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔ کہ اسی پر اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو ثابت رکھتا ہے۔ فی الحیوٰۃ الدنیا۔ حیاۃ دنیا میں یعنی موت سے پہلے اس لیے کہ وہ کتنی ہی مصائب و مشکلات میں پھنسے۔ لیکن ایمان پر ثابت قدم رہتے ہیں۔ اور اپنے دین اسلام سے ہٹنے کا نام تک نہیں لیتے۔ اگرچہ ان کی کھال بھی ادھیڑ لی جائے۔ جیسے متقدمین حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام میں بہت ایسے گزرے جیسے حضرت زکریا ؑ اور یحییٰ علیہما السلام۔ اور حضرت جرجیس و شمعون اور وہ حضرات جنہیں اصحٰب الاخدود (کھائی والے) کہا جاتا ہے۔ اسی طرح وہ بزرگ جن کے چمڑے لوہے کی کنگھی سے ادھیڑے گئے۔ (رحمھم اللہ تعالیٰ)

(۱) حضرت جرجیس رضؓ کے حالات و کرامات ؛ حضرت سعدی المفتی فرماتے ہیں کہ مروی ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں ایک جرجیس نامی بزرگ تھے۔ جنہیں اسم اعظم اللہ تعالیٰ سے عطا ہوا۔ جس کی برکت سے وہ لوگوں کو زندہ کرتے تھے۔ موصل کے علاقہ میں ایک جابر ظالم بادشاہ بت پرست تھا۔ ایسے جرجیس رضؓ نے عبادت الٰہی کی دعوت دی۔ اس نے حکم دیا کہ اس کے ہاتھ پاؤں باندھ دیے جائیں۔ اس کے بعد اس نے لوہے کا کنگھا منگوایا۔ جس سے اس نے حضرت جرجیسؓ کا سینہ چاک کر دیا۔ اور

Scanned with CamScanner

Date ______

ہاتھ بھی کاٹ ڈالے۔ اس کے بعد ان کے زخموں پر نمکین پانی چھڑک دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں صبر کی توفیق بخشی۔ اس کے بعد اس ظالم نے لوہے کی سلاخیں بنوائیں۔ اور انہیں جرجیس کی آنکھوں اور کانوں میں پھیرا۔ اس پر بھی جرجیس ؓ کو اللہ تعالیٰ نے صبر کی توفیق عطا فرمائی۔ اس کے بعد اس ظالم نے تانبے کے بڑے بڑے لگن منگوائے جن کے نیچے آگ سلگائی گئی۔ جب سفید ہو گئے۔ (یہ ان کی سخت گرمی کی علامت ہے) ان گرم ترین لگنوں میں جرجیس ؓ کو ڈالا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اس آگ کو گلزار بنا دیا۔ اس کے بعد اس خبیث ظالم نے جرجیس ؓ کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کرا دیئے۔ اس سے جرجیس ؓ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے جرجیس ؓ کو پھر زندہ کر دیا۔ حضرت جرجیس ؓ نے پھر اس ظالم وجابر بادشاہ کو دعوتِ الٰہی پیش کی۔ لیکن اس بد بخت نے حضرت جرجیس ؓ کی دعوت کو پھر ٹھکرا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس ظالم کو مع اس کی قوم کے نیست و نابود کر دیا۔ یوں ہوا کہ اس کے شہر کو الٹ دیا گیا۔ اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا اوپر ہو گیا۔

(۲) حضرت شمعون ؒ کے حالات وکرامات :- حضرت شمعون ؓ بھی — عیسیٰ علیہ السلام کی امت کا ایک بہت بڑا زاہد اور بہادر آدمی تھا۔ روم کے بت پرستوں سے اسکی ہمہ وقت چپقلش رہتی تھی۔ انہیں دعوتِ دینِ حق پیش کیا کرتا تھا۔ اور تن تنہا کفار کے لشکر کا مقابلہ کیا کرتا تھا۔ روم کا بادشاہ اسے قابو میں لانے کے لئے کئی طرح سے مکر وفریب کے جال بچھاتا۔ لیکن شمعون ؓ اس کے قابو میں نہ آتا تھا۔ ایک دفعہ اس نے شمعون ؓ کی بیوی کو لالچ دے کر پھنسا لیا۔ وہ اس طرح کہ شمعون ؓ کی عورت نے اس سے خلوت میں پوچھا کہ آپ کو اگر کوئی گرفتار کرے تو کیا صورت ہے۔ شمعون ؓ نے کہا۔ کہ اگر میرے بال میری عورت طہارت کے وقت باندھ لئے جائیں۔ تو پھر میں انہیں نہیں چھڑا سکتا۔ بادشاہ نے اپنے لشکر سے کہا۔ کہ جب شمعون ؓ سو رہا ہو۔ تو اس کے بال باندھ لو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ شمعون کو نیند کی حالت میں لشکر نے گھیر کر اس کے بال باندھ لئے۔ اسی حالت میں اسے بادشاہ کے محل کے اوپر لے جا کر نیچے گرا دیا گیا۔ تو وہ پاش پاش ہو کر فوت ہو گئے۔

(ف) نفائس المجالس میں ہے۔ کہ شمعون ؓ کے دشمنوں نے طرح طرح کی اذیتیں دے کر آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے نجات کی دعا مانگی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے انہیں دشمنوں سے بچا لیا۔ پھر شمعون ؓ نے ایک ستون اٹھا کر ان کی گردن کی چوٹیوں پر دے مارا۔ جس سے وہ سب کے سب تباہ وبرباد ہو گئے۔

کو فی الآخرۃ۔ اور آخرت یعنی قبر میں منکر نکیر کے سوال کے وقت مومن کو ثابت قدم رکھے گا۔ اسی طرح اس کے بعد کی تمام منازل و مراحل پر۔ + قبر بھی آخرت میں

Scanned with CamScanner

Date ______

داخل ہے ۔ اس لیئے وہ آخرت کی پہلی منزل ہے۔ وَیُضِلُّ اللّٰہُ الظّٰلِمِیْنَ ۔ اور ظالمین کو اللہ تعالیٰ گمراہ کریگا۔ یعنی کافرین مشرکوں میں گمراہی پیدا کریگا۔ جس کی وجہ سے وہ بیچارے جواب باصواب نہ دے سکیں گے۔ جیسے دنیا میں گمراہ تھے۔ ویسے ہی قبر میں۔ وَیَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاءُ ۔ اور اللہ تعالیٰ جیسے چاہتا ہے کرتا ہے۔ کسی میں ثبات پیدا کرکے اسے ثابت قدم رکھتا ہے۔ اور کسی میں گمراہی پیدا کرکے اسے گمراہ کرتا ہے۔ اس پر کوئی اعتراض نہیں کرسکتا۔

تاویلات نجمیہ میں ہے۔ کہ اہل ایمان کے کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کی کثرت کی وجہ سے انہیں زندگی بھر اور پھر مرنے کے بعد بھی تمام ایمان اور سیر فی الحقائق میں اللہ تعالیٰ قدرت فرمائے گا۔ یعنی اعمال والوں کی سیر تو روح کے جسم سے خروج کے بعد منقطع ہو جاتی ہے لیکن ارباب احوال کی سیر کو انوار ذکر کی برکت سے اللہ تعالیٰ ثابت رکھے گا۔ اور وہ ہمیشہ ملکوت السموات والارض میں سیر کرتا رہیں گے۔ بلکہ انوار ذکر کے پروں کی طاقت سے جبروت کے عالم میں انہیں پرواز کی طاقت بخشی جائے گی۔ (ف) انوار ذکر کے پروں سے نفی و اثبات کا ذکر مراد ہے۔ اور نفی اثبات کا شغل غیر منقطع ہے۔ اس لیئے کہ سالک نفی میں ماسوی اللہ کا تصور کرتا ہے۔ اور اثبات سے بقاء باللہ و فنا فی اللہ کا درجہ پاتا ہے۔ اور یہ دونوں ابد الآباد دائم و قائم ہیں۔ حضرت سلطان باہو رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

الف اللہ چنبے دی بوٹی میرے من وچ لائی ہو۔
نفی اثبات دا پانی ملیا۔ ہر رگے ہر جائی ہو۔
اندر بوٹی مشک مچایا جاں پھلاں تے آئی ہو۔
جیوے مرشد کامل باہو جیں ایہہ بوٹی لائی ہو۔

آیت سے قبر میں منکیرین کے سوال اور اہل ایمان کو قبر میں نعمتوں سے نوازے جانے کا ثبوت ملا۔ اس لیئے کہ قبر میں سوال منکیرین کے وقت ثابت قدم رہنا بندے کے لیئے بہت بڑی نعمت ہے۔

مرنے کے بعد روح و جسد کا تعلق ۔؟ مرنے کے بعد روح کو جسم میں لوٹایا جاتا ہے وہ روح اس جسم میں ویسے ہی ہوتا ہے۔ جیسے عالم دنیا میں تھا۔ وہ فرشتوں کے سوالات کے وقت قبر میں اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے۔ منکر نکیر دو فرشتے ہیں۔ جو سیاہ رنگ اور نیلی آنکھوں والے۔ غصہ والے اور سخت گیر ہیں۔ ان کی دونوں آنکھیں بجلی کی طرح چمکدار اور ان کی آواز رعد کی گرج کی طرح ہے۔ وہ دونوں آتے ہی میت کو بٹھا دیتے ہیں۔ ان کے پاس لوہے کے دو چابک ہوتے ہیں۔ مردے سے سوال کرتے ہوئے پوچھتے ہیں۔ مَنْ رَبُّكَ ۔ مَنْ دِیْنُكَ مَنْ نَبِیُّكَ ۔ مومن کہے گا ۔ اللہ ربی ۔ الاسلام دینی ۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیی ۔

Scanned with CamScanner

Date ______

ہر مومن کے لیئے نہایت قیمتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے اسے عطا فرمائی ہے۔ (سلطان باہوؒ)

اِیہہ تن میرا چشماں ہووے تے میں مرشد ویکھ نہ رجاں ہو۔

لوں لوں دے مڈھ لکھ لکھ چشماں ہک کھولاں ہک کجاں ہو۔

اِتنیاں ڈٹھیاں صبر نہ آوے ہور کتے ول بھجاں ہو۔

مرشد دا دیدار ہے باہو مینوں لکھ کروڑاں حجاں ہو۔

(حکایت) حضرت بابا فریدالدین شکر گنجؒ کا ایک مشہور واقعہ ہے۔ کہ آپ اپنے شیخ کی خدمت میں۔ تعلیم بتقرب الی اللہ کی ابتدائی منازل طے کر رہے تھے۔ اور وہیں قیام بھی رکھا کرتے تھے۔ آپ نے ذمہ شیخ کی ظاہری خدمات میں سے یہ خدمت تھی۔ کہ آدھی رات کو آگ جلائی جائے۔ اور تہجد کے لیئے پانی گرم کیا جائے۔ یعنی حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے اٹھنے سے قبل پانی گرم تیار ہونا چاہیئے۔ ان دنوں آگ جلانے اور محفوظ رکھنے کا بڑا انتظام و اہتمام ہوا کرتا تھا۔ اور سال بھر اپنی ضروریات کے لیئے آگ کا ذخیرہ موجود رکھا جاتا تھا۔

اتفاق سے ایک رات آگ بجھ گئی۔ اور بابا فریدالدینؒ جو رات کو پانی گرم کرنے کے لیئے اٹھے تو آگ کو بجھا ہوا دیکھ کر نہایت مغموم و پریشان ہوئے۔ اور آگ کی تلاش کو خانقاہ سے باہر نکلے۔ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ کچھ فاصلہ پر آگ جل رہی ہے۔ فوراً وہاں پہنچے دیکھا تو وہ ایک بڑھیا نے جلا رکھی تھی۔ اس کے سامنے جا کر آگ مانگی تو وہ کہنے لگی۔ اس آگ کی قیمت آنکھ ہے۔ آنکھ دے دو۔ اور آگ لے جاؤ۔ آپ نے کہا۔ کہ جس آنکھ کی ضرورت ہو۔ فوراً نکال لو۔ اور آگ دے دو۔ کیونکہ حضرت شیخ اٹھنے والے ہیں۔ اور مجھے ان کے لیئے وضو کا پانی گرم کرنا ہے۔ اس بڑھیا نے داہنی آنکھ نکال لی۔ اور آگ دے دی۔ حضرت فریدالدین شکر گنج آگ لے آئے۔ پانی گرم کر لیا۔ اور حضرت شیخ وضو کر کے اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔ جب صبح ہوئی۔ تو حضرت شیخ نے درستوں میں حضرت بابا فرید صاحب کو یاد فرمایا۔ اور پوچھا کہاں ہیں۔ الغرض حضرت فریدالدینؒ بلائے گئے۔ جب آئے تو آنکھ پر پٹی باندھی تھی۔ حضرت شیخ نے پوچھا۔ کہ آنکھ کو کیوں باندھ رکھا ہے۔ پنجابی محاورہ میں عرض کی۔ کہ (آ گئی) خراب ہو گئی ہے۔ حضرت شیخ نے فرمایا۔ پہلے سے سوا ہو گئی ہے۔ کھول دو۔ اور تمہاری نسل میں بھی یہ نشان موجود رہے۔

بحوالہ۔ ابیاتِ باہو ص ۱۰۱

مسلمان کو اتنا عقیدہ ضروری ہے۔ کہ قبر کے اندر نکیرین کے سوالات اور اس کا عذاب و ثواب حق ہے۔ اس کی تفصیل میں نہ پڑے۔ اور نہ ہی ضروری ہے۔ اس لیئے مذکورہ بالا مطلب کے مطابق روایات و احادیث و آثار صحیحہ مرفوعہ وارد ہیں۔

Date ______

بعض لوگوں کو قبور میں دائمی عذاب میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔
النار یعرضون علیھا غدوًا وعشیًا ۔ مومن ۴۶ - فرعونیوں کو صبح وشام جہنم پیش کی
جاتی ہے۔ اور بعض وہ ہیں۔ جن سے عذاب قبر منقطع ہو جاتا ہے۔ یہ ان بعض اہل ایمان گنہ
گاروں کیلئے ہوگا۔ جن کے جرائم ومعاصی بہت تھوڑے ہوں گے۔ جیسے ان کے گناہوں کے مطابق سزا
دے کر قبر کا عذاب اٹھا لیا جائیگا۔ یا ہلکا کیا جائے گا جیسے جہنم میں بعض جہنمیوں کے لئے ہوگا۔
دعا واستغفار اور صدقہ وخیرات اور ثواب حج اور قرأۃ القرآن کے ثواب وغیرہ
سے مردے کا عذاب ہلکا ہو جاتا ہے۔ یا بالکل معاف ہو جاتا ہے۔ اہلسنت اپنی مسائل کو مختلف
طرق سے عمل میں لاتے ہیں۔ جیسے دیوبندی وہابی۔ قبوری شریعت سے تعبیر کرتے ہیں۔ حالانکہ
وہ خود مذہب اس مسئلہ میں معتزلہ کے مقلد ہیں۔ (کذا فی فتح القریب)
حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کے دفنانے سے فراغت پاتے تو فرماتے۔ استغفروا
لِاَخِیکُم وَسْئَلُوا لَہُ التَّثْبِیت فَاِنَّہُ الْآنَ یُسْئَلُ ۔ اپنے بھائی کے لئے ثابت قدمی کی
دعا مانگو اس لئے کہ ابھی اس سے سوال ہوگا۔ (مشکوٰۃ - عذاب القبر)
(شان نزول) مروی ہے کہ جب حضرت ابراہیمؓ بن سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن سے
ہم سب فارغ ہوئے۔ اور حضور علیہ السلام ہمارے ساتھ تھے۔ آپ حضرت ابراہیم رضی کی قبر پر کھڑے
ہوکر فرما رہے تھے کہ اے بیٹا۔ قلب غمگین ہے۔ اور آنکھیں روتی ہیں۔ اور ہم ایسی بات نہیں کہتے
جس سے ہمارا رب تعالیٰ ناراض ہو۔ وہی کہتے ہیں۔ جس کا ہمیں حکم ہے کہ انا للہ وانا الیہ راجعون
اے بیٹے تم نکیرین کو کہنا۔ میرا رب اللہ تعالیٰ۔ میرا دین اسلام۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ کے سچے رسول۔ میرے والد گرامی ہیں۔ اس پر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین رونے لگے۔ ان
میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ وہ اتنا روئے کہ انکی آواز بلند ہوگئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا۔ اے عمر روتے کیوں ہو۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی۔ حضرت آپکے صاحبزادے
کے معاملہ سے۔ کہ وہ ابھی بچے تھے۔ سن بلوغ کو بھی نہیں پہنچے تھے۔ ان کے لئے کسی قسم کا گناہ نہ
لکھا جائیگا۔ لیکن پھر بھی آپ انہیں تلقین فرما رہے ہیں۔ اور آپ جیسا تلقین کنندہ پھر کس کو نصیب
ہیں۔ تو پھر ہم کہاں جائیں گے۔ اور ہمارا حشر تو کیا ہوگا کہ ہم نے جوان ہوکر کیا کچھ کیا۔ اور ہمارا
ہر دم تو ہم پر کراماً کاتبین محافظ نگران بیٹھے ہیں۔ ہمیں آپ جیسا تلقین کنندہ نصیب ہوگا یا نہ۔
حضرت عمر کی باتوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم روئے۔ اور آپ کے صحابہ کرام بھی۔ جبریل نازل ہوئے
اور یہی آیت لائے۔ جسے آپ نے یثبت اللہ الذین امنوا — صحابہ کرام کو سنائی۔ تو وہ سب کے
سب خوش ہوئے۔ ان کے قلوب مطمئن ہو گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔
مسئلہ نمبر ۱ = انبیاء علیہم السلام اور نابالغوں اور ملائکہ کرام سے کسی قسم کا سوال نہ ہوگا۔

Scanned with CamScanner

Date

وہابی دیوبندی غور کریں جو انبیاء علیہم السلام کی غلطیاں پکڑنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں۔ (۲) یہ شرف ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے۔ کہ قبر میں آپ ہی کے متعلق بھی سوال ہوتا ہے۔ ورنہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کی امتوں سے ان کے نبیوں کے متعلق سوال نہیں ہوتا تھا۔ (نکتہ) پہلے انبیاء علیہم السلام کے متعلق قانون الٰہی تھا۔ کہ اگر ان کی امت انہیں نہ مانتی تو وہ فوراً عذاب میں مبتلا ہو جاتی۔ اور چونکہ ہمارے نبی اکرم رحمۃ للعالمین ہیں اس لئے ان کی امت سے عذاب مؤخر کر دیا گیا ہے۔ (۳) دنیا میں حضور علیہ السلام کا دین اخلاق سے پھیلا۔ لیکن غزوات دفاعی پر آپ کو تلوار کا حکم تھا۔ بعض لوگ تلوار کے ڈر سے منافقانہ طور مسلمان ہو گئے۔ اگرچہ دنیا کے عذاب سے محفوظ رہے۔ لیکن قبر کا سوال مقرر فرمایا۔ تاکہ اس وقت امتیاز ہو جائے۔ کہ ان میں مومن کون ہے۔ اور منافق کون ——

(اعجوبہ) بعض لوگوں سے ایک مجلس میں تین بار سوال ہوگا۔ اور بعض سے سات دن تک مسلسل سوال ہوتا رہے گا اور منافقین سے تو چالیس روز تک۔ (بابرکت راتیں) جمعرات اور جمعہ کی راتوں۔ اسی طرح رجب و شعبان و رمضان اور عید کی شب۔ کو نکیرین کا سوال نہ ہوگا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے۔ اور اس کی رحمت پر امید ہے کہ سوال نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ وہ اکرم الاکرمین ہے۔

(سبق) عاقل کو چاہیئے کہ وہ مرنے سے پہلے مگر دائمی زندگی حاصل کرلے۔ لیکن ایسی زندگی کا سوائے مرشد کامل کی تربیت کے بغیر حاصل ہونا مشکل ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ کہ وہ ہم سب کو حق بین پر تاحیات ثابت قدم رکھے۔ (آمین) روح البیان ۳۶۹/۱۳

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنۂ میت فی القبر کی خبر دی۔ (کہ قبر میں ہر میت سے آزمائش ہوگی۔) اور اس سے منکر نکیر سوال کریں گے اور منکر نکیر دو فرشتے ہیں۔ تو حضرت عمر فاروق رض نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا قبر میں ہمیں عقل لوٹا دی جائیگی یا نہ آپ نے فرمایا۔ لوٹا دی جائیگی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ پھر میں ان سے نپٹ لوں گا۔ بخدا خود میں ان سے سوال کروں گا۔ اور کہوں گا میرا رب تو اللہ تعالیٰ ہے۔ بتاؤ تمہارا رب کون ہے۔ روح البیان ص ۱۰۶/۲۷ ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں۔ کہ وہ ہمیں لغزشوں سے بچائے۔ اور قبر و قیامت میں امن و سلامتی سے رکھے۔ اور موت کے وقت ہمیں اپنی رحمت کی خوشخبری سے نوازے۔ اور فضل و کرم عنایت فرمائے۔ آمین۔ ص ۱۰۸/۲۷ روح البیان۔

شیخ بہاؤالدین رح فرماتے ہیں۔ کہ حضرت بایزید بسطامی کا ایک غلام مسخرہ بھی تھا۔ اس کے سامنے نکیرین کی حدیث کا ذکر ہوا۔ کہ قبر میں نکیرین کا سوال ہوگا۔ اس خادم شیخ بایزید رح نے کہا۔ کہ دیکھ لینا۔ کہ میں انہیں کیا معقول جواب دوں گا۔ لوگوں نے کہا تمہیں کیسے معلوم ہوگا۔ اس نے کہا میری قبر پر بیٹھ کر سن لینا۔ چنانچہ جب وہ فوت ہوا۔ تو نکیرین نے سوال کیا۔ تو اس نے کہا۔

Scanned with CamScanner

Date ______

کہ مجھ سے بھی سوال کرتے ہو۔ میں نے بائیس سال بایزید رح کی پرستش کا ندھے پر رکھی ہے۔ نکیرین اس کا یہ جواب سن کر خاموشی سے چلے گئے۔ روح البیان ص ۳۵۷/۱۴ ۔

کسی نے حضرت رابعہ بصری رح کو خواب میں دیکھ کر دریافت فرمایا۔ کہ منکر نکیر کے ساتھ کیسا معاملہ رہا۔ جواب دیا۔ کہ نکیرین نے مجھ سے سوال کیا۔ کہ تیرا رب کون ہے۔ تو میں نے کہا۔ کہ واپس جا کر اللہ تعالیٰ سے عرض کر دو۔ کہ جب تو نے پوری مخلوق کے خیال کے باوجود ایک ناسمجھ کو عورت کو کبھی فراموش نہیں کیا تو پھر وہ تجھے کیونکر بھول سکتی ہے۔ اور جب دنیا میں تیرے سوا اس کا کسی سے تعلق نہ تھا۔ تو پھر ملائکہ کے ذریعے جواب طلبی کے کیا معنیٰ ؟ تذکرۃ الاولیاء ص ۳۸ علامہ فریدالدین عطار ۔

حضرت جنید بغدادی رح کو کسی بزرگ نے خواب میں آپ سے پوچھا۔ کہ منکر نکیر کو آپ نے کیا جواب دیا۔ فرمایا جب انہوں نے پوچھا۔ کہ من ربک تو میں نے مسکرا کر جواب دیا۔ کہ میں ازل ہی میں الست بربکم کا جواب بلیٰ کہہ کر دے چکا ہوں۔ اور جو سلطان کو جواب دے چکا ہوں۔ اس کے لیے غلاموں کو جواب دینا کیا دشوار ہے۔ چنانچہ نکیرین جواب سن کر یہ کہتے ہوئے چل دیئے۔ کہ ابھی تک ان پر خمارِ محبت کا اثر موجود ہے۔ ص ۲۱۱ تذکرۃ الاولیاء علامہ فریدالدین عطار ۔

حضرت شیخ شبلی کو وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکھ کر آپ سے سوال کیا۔ کہ نکیرین سے آپ نے کیسے چھٹکارا حاصل کیا۔ فرمایا کہ جب انہوں نے مجھ سے سوال کیا۔ کہ تیرا رب کون ہے۔ میں نے جواب دیا کہ میرا رب وہ ہے۔ جس نے آدم کو تخلیق کر کے تمہیں اور تمام ملائکہ کو سجدہ کرتے دیکھا تھا۔ یہ جواب سن کر نکیرین نے کہا۔ کہ اس نے تو پوری اولادِ آدم کی جانب ہی سے جواب دے دیا۔ اور یہ کہہ کر واپس چلے گئے۔ ص ۳۵۸ تذکرۃ الاولیاء ۔ جب انسان کا نزع کا وقت قریب آتا ہے۔ تو شیطان پوری کوشش کرتا ہے۔ کہ کسی طریقہ سے مرنے والے کا ایمان ضائع کیا جائے۔ کیونکہ اس وقت جو ایمان سے پھر گیا۔ وہ پھر کبھی نہ لوٹے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھتا ہے۔ چنانچہ امام فخرالدین رازی کی وفات کا وقت قریب آیا۔ تو نزع کی حالت میں شیطان آگیا۔ اور کہنے لگا۔ اے رازی تم نے عمر بھر مناظرے کیے۔ کیا تو نے خدا کو پہچانا۔ آپ نے فرمایا۔ بے شک خدا ایک ہے۔ اس نے کہا۔ اس پر دلیل۔ آپ نے دلیل پیش کی۔ وہ خبیث معلم الملکوت رہ چکا تھا۔ اس نے وہ دلیل رد کر دی۔ آپ نے اور دلیل پیش کی۔ اس نے وہ بھی رد کر دی۔ حتیٰ کہ آپ نے تین سو ساٹھ دلیلیں پیش کیں۔ اس مردود نے سب ہی رد کر دیں۔ اب آپ سخت پریشانی میں مایوس ہوئے۔ کہ اب کیا کیا جائے۔ آپ کے پیرِ کامل حضرت نجم الدین کبریٰ رح۔ کہیں دور دراز مقام پر وضو فرما رہے تھے۔ کہ وہاں سے آہستہ آواز دی۔ کیوں نہیں کہہ دیتے۔ کہ میں خدا کو بغیر دلیل کے ایک مانتا ہوں۔

کی جو بایث دور گیا دل ہرگز وہ نہ ٹھیو سایو بستان کو کہاں تے مہرا مرشد دسدا میں نوں وچ حضور دسدے سی،

۰۱۰۰۳۰۶

Date ______

سرکار غوث پاک کا ایک دھوبی تھا۔ جو آپ کے کپڑے دھویا کرتا تھا۔ وہ فوت ہو گیا۔ تو
قبر میں منکر نکیر نے سوالات کیئے۔ تو اس دھوبی نے جواب دیا۔ کہ میں سرکار غوث اعظم کا دھوبی ہوں۔
فرشتوں نے عرض کی یا مولا۔ اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ حکم آیا بخش دیا جائے۔ اس لیئے
اللہ فرماتا ہے۔ وکونوا مع الصادقین۔ جب تم دنیا میں ساتھی بن جاؤ گے۔ تو تم کو اس کا فائدہ قبر
میں بھی ہوگا۔ کہ اللہ تعالیٰ تم کو ثابت قدم رکھے۔ سوالات کے جوابات میں تمہیں کوئی خوف نہ ہوگا۔

-o-

Date 9-3-2006

شانِ رسالت ﷺ

لقد جاءکم رسول من انفسکم ـــــ ـ ـ رحیم ۰ توبہ ۱۲۸ بے شک تمہارے پاس تشریف لایا ایک برگزیدہ رسول تم میں سے گراں گزرتا ہے۔ اس پر تمہارا مشقت میں پڑنا۔ بہت ہی خواہشمند ہے۔ تمہاری بھلائی کا مومنوں کے ساتھ بڑی مہربانی فرمانے والا۔ بہت رحم فرمانے والا ہے۔

برادرانِ اسلام۔ یہ ایک آیت پاک کیا ہے۔ حضور علیہ السلام کی نعت گوئی کا گنجینہ ہے۔ اس میں حضور علیہ السلام کی تشریف آوری اور میلاد کا پاک فرمان ہوا۔ کیونکہ حضور علیہ السلام کی تشریف آوری کا ذکر کرنا ہی تو میلاد ہے۔ تمام لوگ حضور علیہ السلام کا دنیا میں آنا جانتے ہیں۔ اور جانتے تھے۔ پھر جانی ہوئی چیز کو کیوں بیان فرمایا۔ اس لئے کہ ولادت کا ذکر ہوا۔ اور حضور علیہ السلام کی عزت کا اظہار ہے۔ اور پیغمبروں نے بھی اپنی اپنی امتوں کے سامنے حضور ؑ کے آنے کی بشارت دی تھی۔ معلوم ہوا۔ کہ میلاد پاک سنتِ الٰہیہ اور سنتِ انبیاء ہے۔

(۱) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی چھ صفات کا ذکر فرمایا۔ ۱۔ رسول۔ ۲۔ تم میں سے۔ (۳) ان پر تمہاری تکلیف بھاری پڑتی ہے۔ (۴) تم پر حریص ۵ مسلمانوں پر رؤف ۶۔ رحیم۔ ✓ رسول کی تشریف آوری ماننا اسی پر ایمان کا ہے۔ دارومدار۔ بشر یا اپنا مثل اور بھائی ماننے سے کوئی مسلمان نہیں ہوتا۔ ابولہب نے بھتیجا ہونے کی وجہ سے ولادت کی خوشی کی۔ ابوطالب نے بھی اسی رشتہ کی وجہ سے خدمت کی۔ اگر رسول ہونے کی وجہ سے یہ کام کرتے۔ تو مسلمان اور صحابی ہوتے۔ اس لیے یہاں رسول ؐ فرمایا گیا۔

(۲) یہاں رسول ؐ فرمایا۔ اور آیتِ معراج میں عبدہٖ فرمایا کیونکہ رب کی بارگاہ میں شانِ بندگی سے حاضر ہوئے۔ ہمارے پاس پیغمبر کی شان سے تشریف لائے۔ رسول نور برہان نعمت اللہ ہو کر تشریف لائے ـــــ من انفسکم میں دو قرائتیں ہیں۔ ایک تو فا کا زبر۔ اور دوسرے ف کا پیش اگر زبر پڑھا جائے۔ تو معنیٰ ہوں گے۔ تم میں سے نفیس ترین۔ ۱۔ عربی زبان۔ ۲۔ مکہ شریف۔ ۳۔ حضرت آمنہ و عبداللہ کی شان۔ اور آپ کی نسبت۔ (۲) دوسری قراءت تمہارے نفسوں میں سے۔ (۱) جسم میں روح۔ ۲۔ حضور کا آنا۔ ۳۔ حریص کون ہیں۔ ۴۔ قیامت کے دن کتنے حریص۔ شانِ حبیب الرحمان ص ۱۰۶

ہ سارے اونچوں سے اونچا جسے سمجھے ہے وہ ہمارا نبی۔

(۱) اللہ کی سلطنت نہیں نکل سکتا۔ لا تنفذون الا بسلطٰن (رحمٰن) (۲) حضور کی صفات کیا تہ ... فقیل ھم ... ـ ... فی الظلم۔

حضور علیہ السلام مثل آفتاب ہیں۔ دوسرے انبیاء ستاروں کی مانند ہیں۔ اور آفتاب لوگوں کے لیے اندھیرے میں انوار کی بکھر رہا تھا۔ + نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمان جابر۔ آزِ سبق بعث۔ رسول جاء کا فاعل ہے۔

Date ______

ے تیری صفات طیب تنہائی سے ہیں بری — حیران ہوں میں شاہ کیا کیا کہوں تجھے۔
سرور کہوں کہ مالک و مولا کہوں تجھے۔ باغ خلیل کا گل زیبا کہوں تجھے۔

— ٥ —

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ — نام احمد معتبر سوغات ہے۔ آپ کی ہر بات کی کیا بات ہے۔ جس کا ثانی دو جہاں میں نہ ملا۔ وہ محمد مصطفیٰ کی ذات ہے + محمد مصطفیٰ کیلئے۔ رسول مجتبیٰ کہیئے۔ خدا کے بعد بس وہ ہیں پھر اس کے بعد کیا کہیئے۔ شریعت کا ہے اصرار کہ ختم الانبیاء کہیئے۔ محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب خدا کہیئے۔ ارباب ستم کو کوئی ایسا نہ ملے گا۔ ان سا تو مل جائیں گے، مولا نہ ملے گا۔ تاریخ اگر ڈھونڈے گی ثانی محمد + ثانی تو بڑی چیز ہے سایہ نہ ملے گا۔ جب حسن تھا ان کا جلوہ نما انوار کا عالم کیا ہوگا۔ ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہوگا۔ کبھی شمس الضحیٰ بن کر۔ کبھی بدر الدجیٰ بن کر۔ کبھی خیر الوریٰ بن کر کبھی نور الہدیٰ بن کر۔ ضیا بن کر۔ عطا بن کر۔ صبا بن کر سخی بن کر۔ وہ ہر شکل میں تشریف آئے محمد مصطفیٰ بن کر + عرش سے نور چلا۔ اور حرم تک پہنچا — سلسلہ میرے گناہوں کا کرم تک پہنچا۔ تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا۔ میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا۔

فیضانِ رسالت ص ۱۳۱ ص ۱۲۲ (۲) عرب کا تاجدار + قرآن ص ۱۳۹

+ حب رسول۔ عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ لا یؤمن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین۔ محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے۔

ص ۲۱۸ — کتاب کا نام (راہنمائے خطابت)

ے جی و شیوم جس کی کرتا ہے خدا مرتے دم تک اس کی مدحت کیجیے۔
جس کا حسن اللہ کو بھا گیا۔ اس کے پیارے سے محبت کیجیے۔

ہر کہ عشق مصطفیٰ سامان اوست + بحر و بر در گوشہ دامان اوست — (اقبال)

ے تیرے ہی نام سے ابتدا ہے۔ اور تیرے ہی نام پر انتہا ہے۔
تیری حمد و ثنا الحمد للہ کہ تو میرے نبی کا خدا ہے۔

سر سے لیکر پاؤں تک تنویر ہی تنویر ہے۔ گفتگو سرکار کی قرآن کی تفسیر ہے۔
اے سوچتی تو ہوگی دنیا مصطفیٰ کو دیکھ کر۔ کہ مصور کیسا ہوگا جس کی یہ تصویر ہے۔

ے سب سے بالا و والا ہمارا نبی — سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی ۔

۲۴-۰۳-۲۰۰۶

Scanned with CamScanner

Date ______

(صحابہ کا محبوب اعظم ﷺ)

(۱)- صحابہ کا محبوب اعظم ﷺ ؛ ومن یطع اللہ والرسول فاولئک ------ رفیقاً (نساء ۵)
۱- حضرت ثوبان کی محبت ۔ (۲) عمرو بن جموح کا واقعہ شہادت
معارج النبوۃ صفحہ ۱۷۱ (۳) تین چیزیں انسان کو پیاری مال اور اولاد اور جان
(۴) پاگل اونٹ کا واقعہ جس نے سجدہ کیا (۵) چڑیا کے بچے اٹھائے صحابی نے
ے میڈا عشق وی توں میڈا یار وی توں ۔ میڈا دین وی توں ایمان وی توں ۔ میڈا
جسم وی توں میڈا روح وی توں ۔ میڈا قلب وی توں ۔ جند جان وی توں ۔ میڈا کعبہ قبلہ
مسجد منبر مصحف تے قرآن وی توں ۔ میڈے فرض فریضے حج زکوٰتاں ۔ صوم صلوٰۃ اذان
وی توں ۔ بے یار فرید قبول کرے سرور وی توں سلطان وی توں ۔ -۵-

Dabbas
۲۳-۰۲-۲۰۰۶ (صفر المظفر) ۱۴۲۷

(۲)- ومن یطع اللہ والرسول ------ رفیقاً ۵ (۱)- شہادت کی لوح (۲) ایمان کی روح
ے روح ایمان مغز قرآن جان دین ۔ ہست حب رحمۃ العالمین ۔ (۳) ابوہریرہ کی حدیث
یا تج کا نام بنی نجار کتاب الایمان شرح مسلم صفحہ ۳۰۳ ۱- نبی اکرم کا مدینہ میں آنا ۔ اور
روشنی کا آنا ۔ غوث اعظم کا وعظ اور علی بن ہیتی کا دیدار کرنا ۔ ے
جو عشق نبی کو اپنے سینے میں بسایا کرتے ہیں ۔ اللہ کی رحمت کے بادل ان لوگوں پہ سایہ کرتے ہیں
ے میڈا عشق وی توں میڈا یار وی توں + بے یار فرید قبول کرے سرور وی توں سلطان وی
-۵-

Dabbas
۳-۰۳-۲۰۰۶ (صفر المظفر)

(۳) سب توں وڈی شان والا آ گیا اچے رتبے شان والا آ گیا ۔ سب شکر دے سجدے کرو ۔ سب نور سینے
دا ن والا آ گیا ۔ جنگلاں دے وچ وی کھلوے بل بیٹے روشنی ورشان والا آ گیا ۔ کیوں ظہوری خبر توں
گھیراویں توں ۔ اس شرا جے شان والا آ گیا ۔ کلیات ظہوری صفحات سوہنے رسول دیاں صفحہ ۲۲
ومن یطع اللہ والرسول ------ رفیقاً ۵ (۱) حضرت ثوبان (۲) صحابہ کرام کی محبت
صدیق اکبر نبی ۔ النظر الی وجہ رسول اللہ ۔ صحابہ کرام کی حبت رسول = اطاعت کے لئے
محبت ضروری ہے ۔ (۳) گستاخی رسول (۴) فاحشہ کا قتل ے سے ہزار کتاباں پڑھیاں
پر ظالم نفس نہ مردا ۔ باجھ فقیراں کسے نہ ماریا ایہو چور اداہو ۔ ابیات باہو صفحہ ۲۶
(۵) فتح مکہ کی جنگ ۔ (۶) ایک عورت کا جذبہ ایمانی (۷) حضرت خبیب کی شہادت ۔

Scanned with CamScanner

Date ______

۔ بادِ صبا جا شہرِ مدینے دیکھیں سینا میرا ۔ کہے والیاں سولیں ڈتا یار حبیب اج ڈیرا ۔

(۸) فاروقِ اعظمؓ کی بہن سے نہ جنت نہ جنت کی گلیوں میں دیکھا ۔ مزا جو مدینے کی گلیوں میں دیکھا

(۹) امام مالکؒ اور مدینہ منورہ سے بشری الغفت میں مرشد شاعہ دشا اس کو کہتے ہیں ۔ بتیرے کوچے

میں مرشد دفن ہونا جنت اس کو کہتے ہیں ۔ مدینہ کا ادب ۔ (۱۰) یہودی اور منافق کا واقعہ

(۱۱) روسی سیارہ ۔ کشتی کی آواز سے الی ارای مالا تردون واسمع مالا تسمعون (۱۲) جابر بن

عبداللہ کا قرض ادا کر دیا ۔ بخاری شریف کتاب المغازی غزوہ احد صفحہ $\frac{۵۵۹}{۲}$ مشکوٰۃ باب فی المعجزات

دا نتو صفحہ $\frac{۱۰۰ - ۱۳۹}{۲}$ مولانا بشیر احمد کوٹلی لوہاراں

۱۰-۰۳-۲۰۰۶

(صغرا المظفر)

۴ ۔ صحابہ کا محبوبِ اعظم ﷺ = قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے ۔ دہر میں اسمِ محمد سے اجالا

کر دے ۔ خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے ۔ نبضِ ہستی تپش آمادہ اسی نام سے

ہے ۔ کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں ۔ یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں ۔ ——

رباچیوں کی برسات صفحہ ۱۱ (۱) ثمامہ بن اثال مشکوٰۃ صفحہ $\frac{۲۵۳}{۲}$ ابوہریرہ (۲)

صحابہ نے وضو کا پانی حاصل کرنا عبدالرحمن بن قراد صفحہ $\frac{۴۵۸}{۲}$ مشکوٰۃ = (۳) اللہ کی محبت ۔

ابو امامہ مشکوٰۃ صفحہ $\frac{۴۶۴}{۲}$ اللہ کی تعظیم (۴) بندہ سا کوا س پر اٹھایا جائیگا جس پر مرے گا

جابر مشکوٰۃ صفحہ $\frac{۵۳۵}{۲}$ مسلم) بشری الغفت میں مرشد شہ دشت اس کو کہتے ہیں

تیرے کوچے میں دفن ہونا جنت اس کو کہتے ہیں ۔ امام مالک کا ادب واعظ صفحہ $\frac{۱۳۹}{۲}$ ۔

صدیقِ اکبر کا طریقہ ۔ ۔ چن و چشم جس کو کرتا ہے تنا مرتے دم تک اس کی مدحت کیجیے

جس کا حسن اللہ کو بھا گیا ۔ اس پیارے سے محبت کیجیے ۔ + کفر و اسلام کے جھگڑے

تیرے چھپنے سے بڑھے تو اگر جلوہ دکھا دے تو تو ہو جائے ۔ + دیکھا اپنی محشر میں تو رحمت

نے پکارا ۔ آزاد ہے جو آپ کے دامن سے بندھا ہو ۔ +

کہاں یہ مرتبہ اللہ اکبر سنگِ اسود کے یہاں کے پتھروں نے پاؤں چومے میں محمد کے ۔

ہر کہ عشقِ مصطفیٰ سامانِ اوست + بحر و بر در گوشہ دامانِ اوست ۔

ایمان کی تکمیل = اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی ۔ جیسے میری سرکار ہیں ایسا نہیں کوئی ۔

(صغرا المظفر)

۱۲-۰۳-۲۰۰۶

(۵) صحابہ کا محبوب اعظم ۲ ۔ مکاں توں لامکاں تیکر حکومت مصطفیٰ دی اے۔ جنہوں مجرم بری
ہوندے۔ عدالت مصطفیٰ دی اسا ۔ زمین ساری فلک سارے ایہہ سب جنت دے نظارے۔ بے یکجا
کر لئے تے بندی ریاست مصطفیٰ دی اے۔ میں اک عاشق توں جدوں پچھیا جے رب وکھے تے کی منگیں۔
جواب وچہ اس نے فرمایا زیارت مصطفیٰ دی اے۔ عداوت کملی والے دی جہنم تیکر لے جاندی۔
جے توں جانا جنت نوں تے جنت مصطفیٰ دی اے۔ (۱) صدیق اکبر بنی کا ساتھ ہے
بیاں ہو کس زبان سے مرتبہ صدیق اکبر کا۔ ہے یار غار محبوب خدا صدیق اکبر کا۔ (۲) دوبارہ گھر
آئے۔ حج کرنے والا۔ نیکی کے اعمال کرنے والا۔ کعبے کی زیارت کرنے والا۔ حقدار جنت کے بنتے
ہیں۔ بھلا ان کو ہم کیا سمجھیں جو یار کے گھر میں رہتے ہیں۔ (۳) ابوبکر کا بدلہ۔ (۴) صدیق
اکبر دی نیکی۔ (۵) جنت کا ٹکٹ علی نے دیکھا۔ (۶) بت شکن واقعہ سنانا۔ وصال
صدیق ابوبکر۔ (۷) قبولِ اسلام ہے وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا۔ وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو۔
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے۔ (۸) اسلام کا صدیق خطیب۔ مسلمانوں کی
تعداد ۳۸ ہے۔ رسول اللہ توں صدقے جان میری۔ ایہہ فانی زندگی قربان میری۔ (۹) انگوٹھی
پر نقش۔ ہے ہر عشق مصطفیٰ سامان اوست بحر و بر در گوشہ دامان اوست۔
(۱۰) وطن کی قربانی سانپ غار میں زیارت کرتا ہے۔ وہ جی مقوم بس کی کرتا ہے تمنا ہر دم
تک اس کی مدحت کیجئے۔ جس کا حسن اللہ کو بھا گیا۔ اس دیار سے محبت کیجئے۔

قاری محمد الدین نقیبی الخطیب ۲۲۴
۱

نوٹ یہ موضوع تاجدارِ صداقت کے لیے بھی ہے۔

Dabbas
عصر المظفر ۱۴۴۷ھ ۲۳-۰۳-۲۰۰۶

(۶) صحابہ کا محبوب اعظم ۲ ۔ تخلیق کا عنوان ہیں سرکار دو عالم۔ توحید کا ارمان ہیں سرکار دو عالم
ذات ان کی سراپائے کرم آیت رحمت۔ سرمایۂ ایمان ہیں سرکار دو عالم۔ خاموش ہیں اسرار
رسالت کے نگہبان۔ گفتار میں قرآن ہیں سرکار دو عالم۔ محشر میں ہر اک سمت سے مایوس دلوں
کی۔ تسکین کا سامان ہیں سرکار دو عالم۔ کلیات ظہوری ص ۱۸
قل ان کنتم تحبون اللہ ــــ اعمال کی کمی۔ حبیب خدا کی محبت امام عبدالوہاب شعرانی۔
حضرت حسن کی خارجی سے ملاقات۔ (۱) عقلی دلیل جلسہ میں جانا۔ (۲) تمثیل۔ بلال کا شام
عبداللہ بن ابی ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار۔ (۳) صحابی کا جنازہ پڑھنا۔ نیکی
کمو بادو۔ لا تصل علیہ یا رسول اللہ فانہ رجل فاجر۔ اصحابک یظنون انہ من اھل النار

Scanned with CamScanner

Date ______

وانا استشهد انک من اہل الجنۃ (۴) صحابی کا جنگ لڑنا ۔ (۵) عبداللہ بن عمر راوی ۔ قیامت کے دن اللہ تعالی گنہگار کو فرمائے گا ۔ منافق کے اعمال (۶) دعوتِ فکر ۔ سے کیا پوچھتے ہو عزت و عظمت رسول اللہ کی ۔ دونوں جہاں پہ ہے حکومت رسول اللہ کا ۔ سچ ہے عمل ہی محشر کا سرمایہ ہیں مگر ۔ افضل ہے ہر عمل سے محبت رسول اللہ کی ۔ اعظم ہر عاصیوں کی شفاعت کے واسطے کس درجہ ہموار ہے رحمت رسول اللہ کی ۔ رنگ و بو صفحہ ۱۲ سے پیار ان کا اگر حاصل ایمان نہ بنے گا ۔ مومن تو بڑی بات ہے ۔ انسان نہ بنے گا ۔ تعظیم مدینے ہی تو جان عبادت ۔ کتنا کوئی عابد ہے مسلمان نہ بنے گا ۔ کلیات اعظم رنگ و بو صفحہ ۱۲ ۔ جے توں چاہیں مومن بننا بن خدمت گار نبی دا ۔ کر کم حج زکوٰۃ نمازاں بے کر یں انکار نبی دا ۔ جے توں صبر کی لذت چاہیں ۔ پہلوں کر اقرار نبی دا اعظم کس قدر سجدے بیشک جے نہ دل وچ پیار نبی دا مفتی محمد امین

رسالہ حمایت رسول صفحہ ۲۱ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ

۲۰۰۶-۳-۳۱

۷۔ صحابہ کا محبوب اعظم ۔ نگاہیں راہ میں بچھا دو کہ آپ آئے ہیں ۔ دلوں کو فرش بنا دو کہ آپ آئے ہیں ۔ ضمیر ارض مقدس سے آرہی تھی صدا ۔ صنم کدوں کو گرا دو کہ آپ آئے ہیں ۔ طلوع مہر رسالت ہے آج باطل کے ۔ سبھی چراغ بجھا دو کہ آپ آئے ہیں ۔ بتانِ کعبہ ولادت کا سن کر بول اٹھے ۔ سر نیاز جھکا دو کہ آپ آئے ہیں ۔ خدا نے آمد محبوب کی خوشی میں کہا ۔ فرشتو عرش سجا دو کہ آپ آئے ہیں ۔ ظہوری منیر میں منکر نکیر یوں بولے ۔ نبی کی نعت سنا دو کہ آپ آئے ہیں ۔ کلیات ظہوری نوائے ظہوری صفحہ ۲۰ ۔ سے پیار ان کا اگر حاصل ایمان نہ بنے گا ۔ ——— مسلمان نہ بنے گا ۔ (۱) مسئلہ حرام لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون ۔ تعظیم جس نے کی ہے محمد کے نام کی خدا نے اس پر آتش دوزخ حرام کی ۔ اس واقعے کا انکار سیدنا ابوہریرہ کو بائی چلاتا ۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۔ شعراء ۱۹/۲۲۷ (۲) ابو الحفص کا شفا کا وصال امام شمس الدین سنی دی قول البدیع ۔ (۳) شیخ شبلی کا ہمسایہ (۴) بلخ میں ایک امیر کے دو بیٹے ۔ سے دامن مصطفیٰ سے جو لپٹا یگانہ ہو گیا ۔ جس کے حضور ہو گئے اس کا زمانہ ہو گیا ۔ (۵) فاروق اعظم کی خلافت میں ایک شخص ۔ آپ کا نام نامی محمد علی ۔ ہر جگہ ہر مصیبت میں کام آگیا ۔ سفینہ صحابی کا شیر ۔ سفینے کیا شیر کا تابع ہی ہے شک رسول کا ہوں ۔ میں غلام رسول کا ہوں ذرا سوہنا کے ہاتھ لا دیں ۔ شیر نے کیا سنیے ۔ یہ تابع سن رہے راہ جانے ۔ جہاں غلام رسول ہو تو اسے غلام انہاں دشمن سے سارے نبیوں کا وہ سلطان ہے ۔ وہ حبیب رب یزدان ہے ۔ بن گئی اس کی امت بھی خیر الامم

Date ______

رسالہ حمایت رسول مفتی محمد امین صاحب ۲۱ - ۳۱ الخطیب صفحہ ۱۹۵/۳

Abbas
۲ - ۰۳ - ۲۰۰۶

ربیع الاول سن ۱۴۲۷ھ

- ۵ -

۸ - سیدہ آمنہ کا محبوب اعظم ؑ ۔ ثنا گو پتہ پتہ ہے خدایا دم بدم تیرا ۔ زمین و آسمان سب ہیں ۔ موجود و عدم تیرا ۔ جو دنیا میں تیرا کھا کر تیرے شکوے کریں یارب تعجب ہے کہ ان پر
بھی ہے لطف و کرم تیرا ۔ کلیات اعظم صفحہ ۸ غذائے روح ۔ (۱) ولادت سے
قبل گریہ نا سمل کرو ۔ ابا جان کا وصال ۔ (۲) سہری تعویذ (۳) بزم کونین کو
سجا یا گیا ۔ ولادت کی شب ۔ (۴) چراغاں ۔ ستاروں کا جھرمٹ جھکنا ۔ (۵)
فرحت بخش شربت (۶) جھنڈوں کا لگنا ۔ ولادت کا نور ظاہر ہونا ۔ عباس غزنیوی ک
(۷) پہلا کام اور پہلا کلام اللہ اکبر اللہ اکبر و الحمد للہ کثیرا و سبحان اللہ بکرۃ واصیلا ۔ (۸)
ولادت کے بعد بادلوں کا آنا ۔ (۹) مہر نبوت تین آدمیوں کا دیکھنا ۔ کعبہ جھوم اٹھا ۔
امام جلال الدین سیوطی ۔ ۷۰ مرتبہ زیارت ۔ نور شاہ کشمیری بیداری میں آنکھوں کا لاہور
جانا ۔ تتلیاں گننا ۔ لفظ المرجان جزو کی کتاب ۔ عصر کی نماز مکہ میں ۔ ست
ندا دی خدا کی داستان آیا ۔ دو عالم دی بخشش دا سامان آیا ۔ غریباں تے دکھیاں دلاں دا
سہارا ۔ تے دکھیاں دی بن کے بیلی آیا ۔ طے رشتہ تیرا سیدہ آمنہ ۔ نور تیرا سارا سیدہ آمنہ
آمنہ بی بی کے گلشن میں آئی ہے تازہ بہار پڑھتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم آج در و دیوار ۔ وسن لہ کلی واللہ
قرآن کی تفسیر ۔ سارا بنا کر ساتھ ہوتا ہے سم آباد سر آنا دمیر ______ نصاب عشق صفحہ ۱۸۶
ہونے پہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو ۔ چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو ۔
خدا کی کا آستانہ اسی نام سے ہے ۔ بزم ہستی تیری آرائش اسی نام سے ہے
نور الحبیب ۔ میلاد نمبر حبیب اللہ نوری ۲۰۰۵ صفحہ ۱۴۲۶ھ

Abbas
۲۱ - ۰۳ - ۲۰۰۶

۹ - سیدہ حلیمہ کا محبوب اعظم ؑ ۔ منم ادنیٰ ثنا خوان محمد ۔ غلامے از غلامان محمد ۔ محمد ہست مہمان
خدا مطلق ۔ دو عالم ہست مہمان محمد ۔ دو عالم روز و شب در گفتگو یش ہمہ قرآن در شان محمد ۔ گنہگار م
سیہ کار م و لیکن بدستم ہست دامان محمد ۔ غذائے روح کلیات اعظم صفحہ
لقد جاءکم رسول من انفسکم ______ رؤف رحیم ۔ توبہ ۔ (۱) یہودی کا اعلان ۔ ضیاء النبی
صفحہ ۳۱/۲ سیرت حلیمہ ۔ (۲) نورانی مخلوق کی آمد کعبہ پر تین جھنڈے ۔ (۳) عبدالمطلب کا

Scanned with CamScanner

Date ______

طوافِ کعبہ اللہ اکبر اللہ اکبر رَبُّ محمدٍ المصطفیٰ اَلْاٰنَ قَدْ ظَفِرْتُ وَلِیَّ رَبِّیْ مِنْ اَنْجَاسِ الْاَصْنَامِ وَاَرْجَاسِ الْمُشْرِکِیْنَ ۔ جن کا سجدہ سا کو محرابِ کعبہ جھکی ۔ (۴) دستورِ رضاعت قافلے کی پہنچت (۵) درآمنہ پر حاضری حلیمہ کی گود میں ۔ (۶) عجائبات کا ظہور سبز پوشی (۷) قافلے کی واپسی ۔ (۸) سواری کا شکریہ سب دائیاں حلیمہ نوں حیرت نال ویکھدیاں پئیاں ۔ سمجھتوں لے کے آئی ایں عمخوار بڑا سوہنا ۔ اجنبی نے میں مائی آں میری گل وی مائی آں ۔ میری گود وچہ نبیاں دا سردار بڑا سوہنا ۔ (۹) ہاتفِ غیبی کی آواز میں آئی اپنے سید سرکار کو لے چلی ہوں ۔ خدا کے دلارے کو لے چلی ہوں ۔ ہیں سب انبیاء ان کا منہ تکنے والے میں ان کے سہارے کو لے کے چلی ہوں ۔ ایہہ کون آیا جنہے آتیاں بہاراں مسکرائیاں ۔ کیہڑے نے پیر تے کلیاں ہزاراں مسکرائیاں (۱۰) ۔ شیرخوارگی کی تسبیح اللہ اکبر والحمدللہ رب العالمین وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا ۔ قلبِ مبارک کی آواز اللہ اللہ ۔ قدرت کا مَتِ الْعُیُوْنُ وَالتَّرْحُمْن کلا تاخذہ سنۃ ولا نوم ۔ کنز الخطیب صفحہ ۲۱۶-۲۳۸ الخطیب صفحہ ۱۳۳-۱۳۹ نزہۃ المجالس صفحہ ۱۹۷ عبدالرحمن صفوری دلائل النبوۃ حافظ کبیر محدث شہیر ۔ ابو نعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی مشہور ۴۴۰ ھ ۔ صفحہ ۱۳۱ ۔

سواری کا کلام کہتی ترمذی صحیح علی المحدی ۔ کملی والے خیر النبیین وسید المرسلین وخیر الملائکۃ رحیب الرحمن رب العالمین ۔ چراغ کی ضرورت ۔ خوشبو کی مہک ان کی بکے نہ دل نہ تھکے کھندا ویکھے یں ۔ پتھروں لعل ودرختوں کا کلام ۔ نور الحبیب صفحہ ۲۰۰ - ۱۶ - ۱۷ ۔ حلیمہ تو نے بڑی قسمت پائی ۔ + واہ واہ کی حلیمہ تیرے تے اج کرم کمایا دا ماہی ایہہ ۔ آکیاتا بڑی جھولی وچہ ، اگے تو پہرا جانا ایہہ ۔ ایہہ بیرے حق سچا سا گانا لے جا رہیا گا بتریاں بتریاں ۔ اکس نوں نہ اک دن دو عالم دا مختار بنایا جایا اے ۔ + احسان وچہ سنجنوں دے کھیاں ملے ۔ بیٹے نہ قوتوں دلیر گلیاں نوں ملے ۔ فرشتے وی جیب جیب وچہ من کیتے تھلے ۔ بٹری سمت دا کہو بیٹھیا ۔ کملو چنہ ربار شمس الضحیٰ سمیت چمکیاں الات تیراں ایہو ۔ کالی زلف تے اکو مستے لائی ایہہ ۔ محمود کھیا دھن مدینہ مایا ۔

۲۸-۰۳-۲۰۰۶

۱۵ - سیدہ حلیمہ کا محبوب انظم ۔ عرش بھی پکار رہا ہے ۔ فرشتے بھی پکار رہے ہیں ۔ مصطفیٰ ہمارے ہیں ۔ مصطفیٰ ہمارے ہیں ۔ آپ کے تبسم سے غنچے بھی مسکاتے ہیں ۔ آسمان کا دامن ہیں جتنے ستارے ہیں مکے میں جلال اس کا مدینے میں جمال ان کا ۔ مکہ ہو مدینہ ہو دونوں ہی ہمارے ہیں ۔ آپ کا سہارا ہے ہم غریب لوگوں کو ۔ ہم غریب لوگوں کو آپ کے سہارے ہیں ۔ حشر میں خدا کو آن سے یوں کہنا ہے کہ آنا ہے ۔

Scanned with CamScanner

Date ______

ان کو ستائے جا کر۔ بھو گزرا تمہارے ہاں ہیں۔ خیر الوریٰ ص ۱۳ (پیر سید ناصر حسین چشتی)
الم نشرح لک ٹیچا فائدی (۱) رضا ملت کے معنیٰ۔ حضور اکرم کی رضا کی مائیں ہیں (۲) پستی کا مقدر سے اسیہ کون آیا جنہے آشیاں بہاراں مسکرا پیاں۔ بکھرے ہیں پھول تے کلیاں ہزاراں مسکرا پیاں۔ (۳) خوش نصیب قبیلہ۔ بکریوں کا کلام میلاد اعظم ص ۴۳ (۴) حلیمہ کی لوریاں بکری کا سجدہ کرنا ضیاء النبی ص ۶۹/۲ سے یارب ثبتا ابقِ لنا محمدا حتی اراہ یافعا و امرد ۱ + اے میرے رب میرے بھائی کو ہمارے لئے سلامت رکھ۔ یہاں تک کہ میں آپ کو جوان دیکھوں۔ ثم اراہ سیدا و مسودا + و اکبت اعادیہ معا و الحسدا یہاں تک کہ میں آپ کو اپنی قوم کا سردار دیکھوں۔ جس کی سب اطاعت کر رہے ہوں۔ اے میرے رب اس کے دشمنوں اور حاسدوں کو ذلیل و رسوا کر۔ ضیاء النبی ص ۷۲/۲ سب سے گلے سے خوب چمٹا کر سلاتی لوریاں دیتی + یہ کہتی میرے بالے میرے نورِ نظر سو جا۔ امانت آمنہ کی ہے۔ تو خدمت ہے حلیمہ کی + رہیوں میں سر خرو میرے خوشبو لا کے گھر سو جا۔ سے قال اللہ تعالیٰ یا محمد قلم قسم یا جیبی کم تنام۔ کالب الجنۃ لا ینام۔ الوح و القلم لا ینام۔ قسم قسم یا جیبی کم تنام (۵) کھلونا نور کا۔ سے چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں۔ کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا۔ سے جبرائیل آ کے جھولا جھلائے لوری دے سلطان ذیشان۔ سو جا سو جا رحمتِ دو عالم دو جگ کے سلطان بسم جی۔ سے حضرت ملک کی لمرفین ——— (۶) عالم شیر خوارگی۔ میں طہارت (۷) حیاداری فان الحیاء من الایمان۔ لڑکپن کی حیا داری (۸) نور خدا کی زمین (۹) سایہ ابر۔ نثر الخطیب ۲۲۴ — ۲۲۵

Ωaleb
۳۰—۰۴—۲۰۰۶

(۱۱) سیدہ حلیمہ کا محبوب اعظم

جو بھی ہم نے دن گزارے دربارِ مصطفیٰ ہیں۔ تھے وہ لمحے کتنے پیارے دربارِ مصطفیٰ میں۔ جو عطا کیا نبی نے نہ دیا کسی نے۔ کبھی چل او بے سہارے دربارِ مصطفیٰ ہیں۔ صبح و شام والہانہ سلام عاجزانہ تھے عجیب ہی نظارے دربارِ مصطفیٰ ہیں۔ اللہ حضور ناصر اس کو عطا کریگا۔ نہ خدا سو جو پکارے دربارِ مصطفیٰ ہیں خیر الوریٰ سید ناصر حسین شاہ ص ۱۲۶ = آیت وقل جاء الحق و زھق الباطل ——— (۱) حضور کی ولادت باسعادت کسریٰ پہ زلزلہ۔ دریا ئے ساوی خشک ہو گیا۔ آتش کدہ فارس بجھ گیا۔ (۲) موبذان نے خواب دیکھا۔ سطیح یا دکاہن۔ دلائل النبوہ ص ۱۱۷ ~~۱۲۳~~ (۳) کاہنات کا خاتمہ۔ (۴) مہر سکوت ٹیٹ (۵) اختتام رضاعت۔ (۶) عیسائیوں نے پہچان لیا (۷) بکریوں کی رطعت۔ (۸) دشمن کا ہن (۹) امانت سیدہ آمنہ کے سپرد۔ (۱۰) حضرت ابو ہریرہ نے دودھ پیا اصحاب صفہ

Scanned with CamScanner

Date ______

(۱۱) پتھروں اور درختوں کا سلام ۔ فما مر بحجر ولا مدر ولا شجر ولا جبل ولا شجر ولا وحش ولا کلشیء الا قال السلام علیک یا رسول اللہ ۔ نزہۃ المجالس جلد ۲ ص ۱۰۳ بحوالہ نور الحبیب اپریل ۲۰۰۵ء ص ۱۷ (۱۲) حضرت علیہ کی الفاظ حالا بات کرنا الحلیب

ص ۲۳/۳ ۔ معارج النبوۃ ۔ نزہۃ المجالس ۔ یا یا نبی اکرم کی منقبت)

نور الحلیب ص ۲۳۶ - ۲۷۰/۳ جلد ۴

دلائل النبوۃ ۔ ۱۱۷ ۔ ۱۲۷ ۔ معارج النبوۃ ۔ ۲۳/۲

(signature)
۹-۰۵-۲۰۰۶

۱۲ ۔ سیدہ حلیمہ کا محبوب اعظم

دیوانہ نام لیندے رہو لج پال دا ۔ حال جیڑا جان دا رے دکھیاں دے حال دا ۔ جا کے جیڑے اوہدے تے خسا کمک جاندے نیں ۔ غم سونہے کول جا کے سارے کمک جاندے نیں ۔ ہونا بس کرم کوئی آپ دی تحال دا ۔ اللہ جانے کوئی سینوں روضے تے بلاوے گا ۔ اللہ جانے کدوں طیبہ چوں پیغام آوے گا اک اک پل پیا لنگدا رے سال دا ۔ ہونا اسیاں کوئی گنہگاراں دا وکیل نہیں ۔ ایہو جیا ہور کوئی حسین نہ جمیل نہیں ۔ ہر کوئی دیوانہ اوہدے حسن و جمال دا ۔ = خیر الوری ص ۱۰۹ (۱) قتل جادہم الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا شق صدر کا واقعہ نور الحبیب ۲۰۰۵ء ص ۸۲ مرآۃ المناجیح ص ۳۰/۸ حضور کا کھیلنا ۔

فضل پیدائش پر کروڑوں درود کھیلنے سے کراہیت پہ لاکھوں سلام ۔ انس بن مالک سے روایت کتاب الایمان مولا المسلم ص ۴۷۵ (۲) وزن کرنا شواہد النبوۃ ص ۶۵ مانگنا عبدالرحمٰن جامی ۸۹۸ء = ۵۲۹ سال قبل (۱) ہے قبل واقعہ شبیر نے سلام کہا ۔ نزہۃ المجالس ص ۸۰/۲ عبدالرحمٰن صفوری ۔ خصائص کبریٰ ص ۱۱/۱ وفات ۹۱۱ ۔ ۵۱۶ سال قبل ۔ (۳) بتوں کا گرنا حضور کو تکلیف ۔ معارج النبوۃ ص ۳۱/۲ ۱۰۵۲ء ۳۷۵ سال ۔ معارج النبوۃ ص ۱۲۹/۲ مولف معین الواعظ م ۹۰۱ ھ نور الحبیب ص ۲۵۹/۳ ۲۷۱/۳

سے ہر ذکر رسول عربی دا اوہنے وچ علیہ کی نسبتاں آئے۔

اک وارتوں بن دا سونہے دا پھر ساری خداں تبھاں اسے

(signature)
۱۹-۰۵-۲۰۰۶

Date ______

۱۳ - سیدہ آمنہ کا وصال رض:

مصطفےٰ ﷺ گھر جدوں آ بوہے ہر گل دی بات بن گئی - ہر صدا دی بات بن گئی - ہر دعا دی بات بن گئی - روح نوں کل نوں جدوں پیار نال چم کے چلی - جیہدوں توں سرور آ گیا - تے ہوا دی بات بن گئی - جو تیرے فیض تے فقیر ہو گئے اور بڑے امیر ہو گئے - اوہنے گل حسین دکھیں مرتضیٰ دی بات بن گئی - آپ دی امد سر مگین نال اٹھ گئی - جدھر جدھر ہر نال حسین ہو گئی - ہر ادا دی بات بن گئی - نیر الوری ۹۰

(۱) لقد من اللہ علی المومنین ———— آل عمران (۱) تمام نعمتوں کا ملنا ———— کنز الخطیب ۲۱۴/۳ (۲) یثرب کی طرف سفر - آمنہ بنت وہب - چھ سال کی عمر - تیاری کرنا - ایک ماہ قیام (۳) الوداع - بارک فیک اللہ من غلام - یا ابن الذی من حومۃ الحمام اے بیٹے اللہ تعالیٰ تیرے اندر برکتیں پیدا کر دے - اے اس شخص کے بیٹے جو انعام و اکرام کرنے والے شہنشاہ کی مدد سے موت کے شکنجے سے بچ نکلا تھا - اور جس صبح قرعہ ڈالا گیا تھا - اس صبح سو اونٹ تندرست و توانا اس کے فدیے کے طور پر دیئے گئے تھے - نجا بعون الملک المنعام - فودی غداۃ الضرب بالسہام - بمائۃ من ابل سوام - ان صح ما ابصرت فی المنام + فانت مبعوث الی الانام - من عند ذی الجلال والاکرام - اگر وہ درست ہے - تو پھر تجھے اللہ تعالیٰ لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گا - تبعث فی الحل وفی الحرم - تبعث بالتحقیق والاسلام - تجھے سارے جہان کی طرف رسول بنا یا جائیگا - تجھے حق گوئی دین اسلام + کل حی میت وکل جدید بال وکل کبیر یفنی وانا میتۃ وذکری باق وقد ترکت خیرا وولدت طھرا (الحاوی للفتاوی) ۲۲۲/۲ کنز الخطیب ۱۹۱ (۴) موت کا تذکرہ - حضور کا ذکر اپنی ماں کے ساتھ (۵) یتیم کی واپسی (۶) یادوں کے دریچے ہجرت کے بعد - بنی عدی بن نجار کے گھر کو دیکھ کر فرمایا - سیدہ سیدہ آمنہ ص ۱۵۹ (۱۸۰)

حضرت آمنہ رض کے شعر

بنی آمنہ پاک سرکار ضیا دی دین والی امی رسول خدا دی - خوا توں بڑی شان پائی اے ماجد - بنی والدہ بنی مصطفےٰ دی - (حسین نقابت ۳۸۱/۲) آمنہ کو بنایا تھا - جس کا امین اک خدا کی امانت ہو لکھوں سلام - خواتین کا میلاد ص ۶۲ - ولہ رتبہ تیرا سیدہ آمنہ - نور ہے آپ کا سیدہ آمنہ ص ۶۵ - سری توحید ہے تیری آغوش میں - مومنہ مسلمہ سیدہ آمنہ - سارے نبیوں کا سلطان ہو دلدار ہے - آپ کا دلدار سیدہ آمنہ - خواتین کا میلاد ۴۸ - میری زندگی کا سہارا محمد - دل و جان سے مجھ کو پیارا محمد - منور ہوئے جس سے کوشش ستارے - وہ ماہ درخشاں آنکھوں کا تارا محمد - رباعیوں کی برسات ۲۰۱ جب بھی سرکار خیالات میں آ جاتے ہیں - دل کا ویرانہ گلستاں بنا جاتے ۲۳۷-۲

Scanned with CamScanner

Date ______

۱۴ - سیدہ عبداللہ کا محبوب اعظم: ہو جاتے ہیں دل جاں مسرور مدینے میں - ہر آن برستا ہے
اک نور مدینے میں - رحمت کے گھٹے سائے - انوار کی بارش ہوتی ہے - دعا فوراً منظور مدینے میں -
ہر قطرہ چمکتا ہے طیبہ میں ہر صورت ہر ذرہ بنا دیکھا کوہ طور مدینے میں - رہتا ہے طبیب اپنا جسمانی
و وجدانی ہوتے ہیں کٹتے ہیں دکھ دور مدینے میں - یہ کرۂ عالم کا مرکز ہے در آقا - ملتا ہے دوعالم
کا منشور مدینے میں - (حضور پر نور ناصر حسین ص ۶) لقد من اللہ علی المومنین = (۱) قبیلہ بنی جرہم
بنو خزاعہ کا جھگڑا ۲۰۷ء میں ص ۴۲۸ ضیاء النبی (۲) آب زم زم کا کنواں بند ص ۴۳۰
(۳) عبد مناف کا گھرانہ جناب ہاشم کے بھائی - (۴) عبد المطلب کا نام اور حالات ص ۴۳۵
(۵) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ص ۴۵۷ (۶) عبداللہ کا وصال لوگوں کی عرض اللہ تعالیٰ
کی بارگاہ میں ص ۴۶۲ ضیاء النبی -
(نوٹ) حضرت عبداللہ کا واقعہ قربانی بعد عبد المطلب کا کنواں درست کرنا - ان کتابوں میں تفصیل
موجود ہے - خصائص کبریٰ ص ۸۹ جلد ۱ + مدارج النبوۃ ص ۱۶
جلد ۲ + تاریخ الخمیس ص ۳ - ۳ + سیرہ حلبیہ آمنہ ص ۸۳ + مدارج النبوۃ ص
۲ - ۷ ص ۱۷ جلد ۱ -0-
؎ میری زندگی کا سہارا محمد - دلوں جاں سے مجھ کو پیارا محمد - (رہا میرا کرم برسات) ۲۰۱

۱۵ - سیدہ ابو طالب کا محبوب اعظم: طیبہ میں تیرا کیا دربار کا عالم ہے - دربار یہ
مولا کے انوار کا عالم ہے - ہیں پیش نظر جس کے سب لوح قلم و کرسی - یہ چشم محمد کی رفتار
کا عالم ہے - حیوان بھی لائیں زبان محمد کا اس پیکر رحمت کے یہ پیار کا عالم ہے - وہ میرے حضور
میں میں ان کی نظر میں ہوں - ہر وقت ہی ناظر ہیں دیدار کا عالم ہے - حضور پر نور ص ۱۵
(۱) الم یجدک یتیما فاوی - کیا اس نے تمہیں یتیم نہ پایا - پھر آغوش رحمت میں جگہ دی - والضحیٰ ۶
عبد المطلب نے داغ مفارقت = بچپن سے جو علامات سعادت و نجابت وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتی
رہیں - حضور کی معصوما نہ ادائیں - صبح و مسا - ساری آرائے دلبری - فاوی
کی نسبت اپنی طرف - علامہ قرطبی نے مجاہد قال مجاہد ھو من قول العرب درۃ
یتیمۃ - در شہوار صدف اسکانی کو علامہ آلوسی والاول ان یقال الم یجدک واحدا
عدیم النظیر لم یکن مثلک صدف الاکوان فاوی الیہ وجعلک فی حق احد خلقہ - تفسیر ضیاء القرآن
ص ۵۸۹ جلد ۵ سے (۱) سرکار دوعالم اور عم ابو طالب (۲) شان شناسی کی آمد مکہ
میں (۳) ذریعہ معاش - بکریاں کی تدریس الجبرہ - (۴) سفر شام بارہ سال بحیرہ اور
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات - (۵) شریک شعر اللہ بادل رحمت (۶) عہد نبوت میں برکتیں -

Scanned with CamScanner

Date ______

جو بھی مانگو حضور دیتے ہیں۔ مانگو مانگو خزینہ دیتے ہیں سے اللہ لطف شاہ کو نہیں جلالت بشری۔
فردوس کیا عرش پہ جاری ہے کملی والے بشری۔ + آقا در پہ جو بشری آ بیٹھا جھولیاں لوٹا جائیگا
جو دو سخا ہے شراب عام تجھ پر درود و سلام +

(۱) ضیاء النبی ۹۸ - ۱۱۰ = جلد ۲ + (۲) معارج النبوۃ ۱۲۷ - ۱۵۹ = جلد ۲
(۳) معارج النبوۃ ۳۳ - ۳۷ = جلد ۲ + (۴) خصائص کبریٰ ۱۵۶ - ۱۶۳ = جلد ۱
(۵) دلائل النبوۃ ۱۳۸ ۱۵۶ + (۶) شواہد النبوۃ ۷۳ - ۷۶ + (۷) حجۃ اللہ علی العالمین ۳۰۶ =

(signature)
۹-۰۵-۲۰۰۶

۱۶- سیّدہ خدیجہ کا محبوب اعظم

بنی کی نعت پڑھتے ہیں۔ عبادت ہوتی جاتی ہے۔ محمد کا کرم اللہ کی رحمت ہوتی جاتی ہے۔
بحمد اللہ محمد کی غلامی کا نتیجہ ہے خدا کے نیک بندوں سے محبت ہوتی جاتی ہے۔ برستی
ہیں چھما چھم رحمتیں اس پر گھٹا بن کر۔ جسے اپنے گناہوں پر ندامت ہوتی جاتی ہے۔
خدا کے شہر سے مجرم سزا لےکر وہاں پہنچے۔ بنی کے شہر میں ان کی ضمانت
ہوتی جاتی ہے۔ حضور پر نور۔ سید ناصر حسین شاہ صفحہ ۱۴

(۱) النبی اولیٰ بالمومنین من انفسہم وازواجہ امھٰتہم الاحزاب $\frac{۶}{۲۱}$ بنی اکرم کی شان۔
گرنے سے پکڑنا۔ مسلم کی حدیث۔ دنیا میں کوئی ایسا نہیں جس کا میں ولی نہ ہوں۔ ماں کا احترام
ضیاء القرآن صفحہ ۱۲ (۲) شام کی طرف دوسرا سفر نسطورا کی ملاقات۔ اشہد
بک واشہد انک الذی ذکرہ اللہ تعالیٰ فی التوراۃ فلما رای الخاتم قبلہا وقال اشہد
انک رسول اللہ النبی الامی الذی بشر بک عیسیٰ علیہ السلام۔ (۳) حضرت
خدیجہ سے عقد زرِ مہر (نفیسہ) ابو طالب کا خطبہ الحمد للہ الذی جعلنا من ذریۃ ابراہیم۔
وزرع اسماعیل (ورقہ بن نوفل کا خطبہ) ضیاء النبی صفحہ $\frac{۱۲۶}{۲}$ (۱) غارِ حرا کی راتیں۔
(۲) ۲۱ کا سلام ضیاء النبی صفحہ ۱۳۱ / ۲ (۳) وفات ضیاء النبی صفحہ ۳۲۷ / ۲
ضیاء النبی صفحہ ۲۲۳ جلد ۲۔ (۱) شواہد النبوۃ صفحہ ۷۶ (۲) معارج النبوۃ صفحہ
۱۶۹ - ۲۲۳ - ۳۲۲ جلد ۲ = مدارج النبوۃ صفحہ ۳۸ جلد ۲ خصائص کبریٰ
۱۷۵ جلد ۱ دلائل النبوۃ صفحہ ۱۵۳ حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۴۶۳ =

جو عشق بنی اپنے دل میں بسایا کرتے ہیں۔ اللہ کی رحمت کے بادل ان لوگوں پہ سایہ کرتے ہیں۔

(signature) ۔۰۔
۱۶-۰۶-۲۰۰۶

Scanned with CamScanner

Date ______

۱۷- بیت اللہ کا محبوبِ اعظمؐ = رحمت دی تصویر مدینہ ۔ عاشق دی جاگیر مدینہ ۔
ہر عاشق دا قبلہ و کعبہ عشق دی ہے زنجیر مدینہ ۔ پیارا پہلا بابِ طیبہ ۔
کُل شہراں دا پیر مدینہ ۔ دین دی خاطر چھڈ گیا سی ۔ رو رو کے شبیر مدینہ ۔
ہر شئے نال مثالاں جانی اس ۔ رہنا فقط اخیر مدینہ ۔ حضور پرنور ص ۱۴ ۔
(۱) وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ
الْعَلِیْمُ ۔ بقرہ ۱۲۷ ۔ (۱) کعبہ کی تعمیر نو ۔ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ
مُبٰرَكًا وَّهُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ۔ (۱) سب سے پہلا گھر ۔ اَیُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ اَوَّلُ
قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ ۔ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ ۔ قَالَ الْمَسْجِدُ الْاَقْصٰی ۔ قُلْتُ كَمْ بَیْنَهُمَا قَالَ
اَرْبَعُوْنَ سَنَةً ۔ (رواہ البخاری والمسلم) (۲) کعبہ کے اندر کنواں ۔ (۳) جاںثار
مبارک ۳۵ سال ۔ (۴) قبیلہ قریش نے گرجا ۔ (۵) حلال کمائی ۔ (۶) کعبہ کو گرانا (۷)
سانپ کا نکلنا ۔ (۸) عمارت منہدم ۔ اللھم انا لا نرید الا الخیر ۔ ابن ہشام ۔ (۹) چھوٹی
دیوار ۔ (۱۰) حجرِ اسود کا نصب کرنا ۔ ھذا الامین رضینا بہ محکما ھذا محمد ۔ (۱۱) غلافِ
کعبہ ۔ (۱۲) بنیاد کا کام (حجاج بن یوسف) (۱۳) (زید بن حارثہ)

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے ۔ دہر میں اسمِ محمد سے اجالا کر دے ۔ تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا
تیری خلق کو حق نے جمیل کہا ۔ کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا ۔ تیرے خالق حسن و ادا کی قسم
وہ زبان جس کی ہر بات حرفِ خدا ۔ چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام ۔

(۱) ضیاء النبی ۵ ص ۳۵ ۱۶۵ جلد ۲ ۔ (۲) مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۱۸۹ تا ۱۹۵
(۳) مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۳۰ تا ۴۲ (۴) = روح البیان ص ۵۱۲ تا ص ۵۱۷ آیت ھذا ۔
۱۲۷ البقرہ

Rahbar
۲۸-۰۶-۲۰۰۶

۱۸- جمالِ مصطفیٰؐ اخلاقِ عظیمؐ = حبیبِ کبریا آئے نظارے مسکرا اٹھے ۔ سہارا مل گیا ہے
بے سہارے مسکرا اٹھے ۔ ملیں آقا وجد میں حوریں فرشتوں کو سرور آیا ۔ جنابِ آمنہ کے
ماہ پارے مسکرا اٹھے ۔ رخِ تابانِ احمد کی ضیاء پاشی کو دیکھو تو ۔ فلک پر ماہ و خورشید و ستارے سب
مسکرا اٹھے ۔ امام الاولین آئے شفیع المذنبین آئے ۔ سکون ایسا ملا جیسے یتیم کے سارے مسکرا اٹھے ۔
حضور پرنور ص ۴۲ سید ناصر حسین شاہ (۱) والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ ۔ (۱) انبیاء کا
حسن و جمال ۔ (۲) انبیاء کا ذکر سعید بن مسیب (۳) زیارتِ حسین انس بن مالک
(۴) ایک اعرابی کا مسلمان ہونا ۔ (۵) حضرت خدیجہ کے بیٹے ۔ (۶) ام معبد ہجرت کی رات

Scanned with CamScanner

Date ______

(۷) حضور کا حسن و جمال (۸) انس کی حدیث حضور سے زیادہ مشک ۔ (۹) پسینہ مبارک ۔ (ضیاء النبی ۱۶۷ - ۱۸۰ جلد ۲) ہے بشری شکل و صورت کتنی پیاری یا رسول اللہ ۔ حسینوں نے بھی تجھ پہ جان واری یا رسول اللہ ۔ گذر جس راہ سے تیرا ہوا ۔ اے رحمت عالم ادھر چلنے لگی باد بہاری یا رسول اللہ ۔ جبریل امین سے پوچھا ہمارے حسن و جمال کو کیسا پایا ۔ (۱) قال جبریل علیہ السلام مشارق الارض و مغاربھا فلم ار رجلا افضل من محمد ۔ (۲) آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک حسن و جمال سے بڑھ کر خلق کو حق نے عظیم کیا ۔ (۳) قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دیا ۔ دہر میں اسم محمد ۔

(جواہر تقابلہ جلد ۱ صفحہ ۷۲ تا ۷۹)

-٥-

Mabbas

۱۹ - غار حرا سے محبوب اعظم ۲

۳-۰۶-۲۰۰۶

آئے کرم فرمانے والے ۔ سب کی لاج بچانے والے ۔ جنت تیرا رستہ دیکھے آئے میلاد منانے والے ۔ لے جائیں گے بازی سب سے شہر مدینے جانے والے ۔ پھر حق ہیں مانیں گے آپ کی نعتیں آپ کا دم کھانے والے ۔ رب حبیب کی بیتے ہوئے آئے امت کو بخشانے والے ۔ ناصر کیا کیا لطف اٹھائیں ان کا ذکر سنانے والے ۔ حضور پر نور صفحہ ۳۵ (پیر سید ناصر حسین چشتی) (۱) لو انزلنا ھذا القرآن ـــــ چالیس سال تک ۔ (۲) نبی اکرم کا خواب عائشہ (۳) انبیاء کو سچے خواب ۔ (۴) غار حرا ۔ (۵) غار حرا میں قیام (۶) درود و سلام پڑھنا ۔ (۷) غار حرا میں فرشتہ (۸) ساری دنیا کے لئے ارشاد (۹) گھر میں خدیجہ نے حضور کی تعریف کی (۱۰) نبی کو شک کیوں نہ ہو ہر شئی کا ذمہ دار ۔ (۱۱) خوف دہراس (۱۲) خدیجہ کہہ کے قرار دی ہے (۱۳) ورقہ بن نوفل = ضیاء النبی صفحہ ۱۸۵ - ۱۹۶ مشکوٰۃ جلد سوم صفحہ ۱۳۳ باب المبعث وبدء الوحی ۔ مرآۃ المناجیح جلد ۸ صفحہ ۱۰۲ طحاوی شرح مسلم صفحہ ۴۳۹ جلد نمبر ۱ ۔ ہے بشر خلق کے حق نے عظیم کیا ۔ سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی =

Mabbas

۲۰ شان نبوت ۲ :

۱۳-۰۷-۲۰۰۶

گنبد آقا کے جو کبھی گائیں گے ۔ ان شاء اللہ مدینے جائیں گے ۔ نوری جالی لگا کر سینے سے حال دل آپ کو سنائیں گے ۔ میں تو زندہ ہوں اس سہارے پہ میرے آقا مجھے بلائیں گے ۔ جھوم اٹھے گی رحمت باری جب آقا محشر میں مسکرائیں گے ۔ حضور پر نور صفحہ ۳۹ ناصر ۔ (۱) وحی کا معنیٰ ۔ (۱) اشارہ سے زکریا نے کہا تسبیح بیان کرو ۔ (۲) الہام ۔ موسیٰ کی والدہ کی طرف الہام ۔ (۳) شہد کی مکھی ۔ شیاطین پیغام دیتے ہیں ۔ (۲) انبیاء کی طرف وحی

Scanned with CamScanner

Date ______

انبیاء کے ساتھ مخصوص۔ (۳) وحی کی اقسام ۔ آٹھ کی قسمیں ۔ رویا صادقہ (۲) فرشتہ دکھائی دیتا ہے ۔ (۳) انسانی کی شکل ۔ (۴) گھنٹی کی آواز (۵) فرشتہ اصلی صورت میں ۔(۶) فرشتے کے بغیر ۔ (۷) موسیٰ سے کلام ۔(۸) لذت دید ۔ معراج کی رات ۔ = صحیفہ ہدایت ۔(۴) کتاب کا چیلنج ۔ (۵) نبی کا معنیٰ ۔ نبأ ۔ نُبُوَّۃ ۔ نَبَاوَۃ ۔ پہلے قول کے مطابق بروزن فعیل معفعل مخبر ہوگا ۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دینے والا ہو ۔ علامہ جوہری اور فراء دونوں کی رائے ہے ۔ کہ نبأ سے ماخوذ ہے اس کا معنیٰ ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دینے والا ۔ اور اگر اس کا ماخذ اشتقاق النبوۃ یا النباوۃ ہو تو اس کا معنیٰ ہے ۔ بلند اور اعلیٰ چیز ۔ اس لیے نبی کہتے ہیں ۔ علامہ اصفہانی کہ نبأ ہر خبر کو نہیں کہا جاتا ۔ بلکہ صرف اس خبر کو نبأ کہتے ہیں ۔ جس میں تین اوصاف ہوں ۔ فائدہ مند ہو ۔ اہم اور عظیم ہو ۔ ایسی ہو کہ اس کے سننے سے علم یا کم از کم غلبہ ظن حاصل ہو ۔ نبوت اور اللہ کے درمیان واسطہ ۔ (۶) حقیقت نبوت (۷) نزول وحی کا آغاز ۔ شب قدر ۔ (۸) دوبارہ وحی کا آنا ۔ (۹) وحی کے بند ہونے کی وجہ ۔ حضور کا بیمار ہونا ۔ اور طعنہ دینا ۔ کلام الٰہی دو نمازیں فرض ۔

انا اوحینا الیک کما اوحینا الیٰ نوح والنبیین من بعدہٖ ۔

ضیاء النبی جلد ۲ ص ۱۹۷ تا ۲۱۷

معارج النبوۃ ۲۲۰/۲

۱۸-۰۷-۲۰۰۶

۱۱- اولین حق پرستے عجوب العلم ۲ =

گئیت آقا سے جو بن گاہ ملی ستے ۔ (حضور پرنور ص ۳۹ ناصر حسین شاہ) والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار = (۱) خدیجہ کا ایمان ۔ تمام آئمہ علامہ ابن ہشام ۔ (۲) ابوبکر کا ایمان اور چاند کا دیکھنا ۔ حکیم بن حزام ۔ خدیجہ کا ذکر ۔ حضرت عائشہ عبد الکعبہ عبد اللہ رکھا ابوبکر کنیت ۔ لقب عتیق ۔ (۳) حضرت علی کا ذکر ۔ ے خدا نے مرتبہ بالا کیا صدیق اکبر کا ۔ کلام نے خطبہ پڑھا صدیق اکبر کا ۔ = چرچا ہے جہاں میں پیارے صدیق کا ۔ سچا ہے یار میرے رب کے حبیب کا

ضیاء النبی جلد ۲ ص ۲۲۳ تا ۲۳۲

۳-۰۸-۲۰۰۶

Scanned with CamScanner

Date ________

۲۲۔ اولین صحابہ کے محبوب اعظم = ہمیں اپنا وہ کہتے ہیں محبت ہو تو ایسی ہو۔ ہمیں رکھتے ہیں نظروں
میں عنایت ہو تو ایسی ہو۔ دعا پتھر مارنے والوں کو دیتے ہیں دعا اکثر کوئی لاؤ مثال ایسی شرافت
ہو تو ایسی ہو۔ اشارہ جب فرمائیں۔ تو پتھر بول اٹھتے ہیں۔ نبوت ہو تو ایسی ہو۔ رسالت ہو تو
ایسی ہو۔ وہاں مجرم کو ملتی ہیں پناہیں بھی جزائیں بھی۔ مدینے میں جو لگتی ہے عدالت ہو تو ایسی ہو۔
بنا دیتے ہیں سائل کو سکندر وہ زمانے کا کرم ہو تو ایسی ہو کہ دولت ہو تو ایسی ہو۔ حسین ابن علی نے
کربلا میں یہ کیا ثابت رہے جاری جو نیزے پر تلاوت ہو تو ایسی ہو۔ حضور پر نور صفحہ ۵۵
والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار۔ (۱) صدیق اکبر اور اشاعت اسلام اور آپ کے
خصائص۔ (۲) عثمان بن عفان (۲) زبیر بن العوام۔ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب خدیجہ
کے بھتیجے (۳) عبدالرحمن بن عوف (۴) سعد بن ابی وقاص ماں کا حال۔ (۵) طلحہ بن عبیداللہ۔
۔ خدا نے مرتب کیا بابو صدیق اکبر کا —— ضیاء النبی جلد ۲ صفحہ ۲۳۲ تا ۲۳۸

[signature]
۳-۰۸-۲۰۰۶

Date ——

میلاد شریف

سرکار دوعالم کی ثنا کرتے رہیں گے۔ یہ کام عبادت ہے سدا کرتے رہیں گے۔ پڑھتے ہیں فرشتے بھی
جس پہ بھی خدا بھی یہ جن کا وظیفہ ہے ادا کرتے رہیں گے۔ ہم آل محمد کی غلامی جو کرو گے۔
وہ گنبد خضرا میں دعا کرتے رہیں گے۔ اللہ کا محبوب یا وظیفہ ہے یہی نام ہم صل علی صل علی
کرتے رہیں گے۔ سرکار دو عالم کی اگر لطف عطا ہے۔ عشاق مدینہ ایسی خطا کرتے رہیں گے
مدینے دانتا ساتھ ص ۱۸ ۔ واذ اخذنا من النبیین میثاقھم ومنک ومن نوح وابراہیم
وموسیٰ وعیسیٰ ابن مریم واخذنا منھم میثاقا غلیظا (احزاب ۷) اور اے حبیب
آپ یاد کیجئے جب ہم نے انبیاء سے ان کی تبلیغ رسالت کا عہد لیا۔ اور خصوصاً آپ سے اور
نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے۔ اور عیسیٰ ابن مریم سے اور ہم نے ان سے نہایت پختہ عہد لیا
(عرفان القرآن ص ۴۶۱) ہمیں نہایت ہی واجب الاحترام۔ برادران اسلام۔ محترم بزرگوں اور
نوجوان ساتھیوں۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور توصیف تمجید اور تحمید اور آقا علیہ السلام کی بارگاہ
رسالت و نبوت میں ہدیہ۔ نذرانہ بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے۔ کہ ہمیں آقا
علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضری دینے کا موقع نصیب ہو۔ حضرات گرامی میں نے آپ
کے سامنے اللہ تعالیٰ کے پاک کلام مجید فرقان حمید میں سے ایک آیت کریمہ تلاوت کرنے کا شرف
حاصل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو شرف قبولیت عطا فرمائے ہمارا ایمان ہے جہاں اللہ کا
کلام پڑھا جائے وہاں اللہ کی رحمت کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ اور جہاں صاحب قرآن کا ذکر
ہو۔ حدیث ابی سعید خدری رض سے روایت ہے۔ اُسید بن حضیر قرآن کی تلاوت کرتے
ہیں (بخاری شریف) حضرات گرامی۔ اگر قرآن کو بنظر ایمان دیکھا جائے۔ تو اس میں
اوّل سے لیکر آخر تک نعت حضور سرور کونین علیہ السلام معلوم ہوتی ہے۔ حمد الہی ہو۔ یا
بیان۔ عقائد۔ گزشتہ انبیائے کرام اور ان کی امتوں کے واقعات ہوں۔ یا احکام بغرض
قرآن حکیم کا ہر موضوع اپنے لانے والے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد اور اوصاف کو اپنے اندر
لئے ہوئے ہے۔ قرآن کریم کو جہاں سے بھی تلاوت کرو تو محبوب کے حسن کا جلوہ نظر آتا ہے۔
جو مقام میں نے تلاوت کیا ہے۔ یہ آیت کریمہ حضور سرور کونین ؐ کی توصیف کا نفیس
بے مثال بے مثل گلدستہ ہے۔ اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے ایک مخصوص عہد کا
ذکر بیان فرمایا۔ گیا ہے۔ اور وہ عہد حضرات انبیاء علیہم السلام کے ساتھ متعلق ہے۔ اللہ
رب العزت نے فرمایا۔ واذ اخذنا من النبیین میثاقھم۔ جس وقت ہم نے انبیاء سے اُن کا عہد لیا۔
اور وہ عہد کیا تھا۔ علمائے تفسیر نے بیان فرمایا۔ کہ اللہ رب العزت نے جملہ انبیاء علیہ السلام
سے عہد لیا۔ کہ اے میرے مقربین انبیاء علیہم السلام تا دم آخر۔ میری عبادت پر قائم
رہنا۔ اور پوری انسانیت کو میری عبادت کی ترغیب دیتے رہنا۔ اور ایک دوسرے کی مدد بھی کرنا۔

Scanned with CamScanner

یہ مضبوط عہد رب کریم نے سارے انبیاء سے لیا۔ اور آگے ارشاد فرمایا۔ وَمِنْكَ اے میرے حبیب علیک السلام اور وہ عہد آپ سے بھی لیا۔ وَمِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَى ابنِ مریم ہم نے وہ عہد اے حبیب علیک السلام آپ سے بھی لیا۔ اور عہد نوح سے بھی لیا۔ اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام سب سے عہد لیا۔ وَأَخَذْنَا مِنْهُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا ہم نے ان سے بہت پختہ اور مستحکم عہد لیا۔ کہ اے حضرات انبیاء علیہم السلام۔ کہ اس عہد پر تا دمِ آخر تم نے قائم رہنا ہے۔

اللہ رب العزت نے جب عہد لیا۔ تمام انبیاء سے۔ من النبیین ایک ایسا لفظ ہے کہ اپنے عموم کے اعتبار کے ساتھ۔ سارے انبیاء کو یہ شامل ہے۔ علماء ارشاد فرماتے۔ کہ نبی تے رسول وین فرق کیا ہے۔ بعض لفظ نبوت کا ذکر ہوتا ہے۔ بعض مقامات پر رسالت کا ذکر ہوتا ہے۔ علماء نے فرمایا۔ کہ رسول نبی ہے۔ اور ہر نبی رسول نہیں۔ یعنی رسول ایک ایسا جامع ترین اعلیٰ ترین ارفع ترین مقام ہے۔ کہ مقامِ رسالت کے ضمن کے اندر مقامِ نبوت بھی آجاتا ہے۔ اور جب نبیین کا لفظ ارشاد فرمایا گیا۔ اپنے عموم کے اعتبار کے ساتھ آدم سے لیکر خاتم الانبیاء حبیب کبریا تک سب کو شامل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ واذ اخذنا من النبیین میثاقھم۔ اس وقت کو یاد کرو۔ جس وقت ہم نے تمام انبیاء سے عہد لیا۔ آگے ارشاد فرمایا۔ ومنک ومن نوح وابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ ابن مریم واخذنا منھم میثاقا غلیظا۔ فرمایا حبیب علیک السلام۔ ومنک لفظ پہ توجہ کریں۔ اے حبیب ہم نے تم سے عہد لیا۔ اور نوح علیہ السلام سے عہد لیا۔ موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام سے بھی عہد لیا۔ عیسیٰ روح اللہ سے بھی عہد لیا۔ یہاں اس آیت پاک میں اول الخلق ہونا بعین معنیٰ ثابت ہے۔ کہ اگر ترتیب کو دیکھا جائے۔ کہ ترتیب کا تقاضا یہ ہے۔ کہ نوح علیہ السلام پہلے نبی ہیں۔ اور ہمارے آقا علیہ السلام سرورِ کائنات سب کے بعد تشریف لائے۔ کیوں جی حضور خاتم النبیین ہیں ناں۔ نوح علیہ السلام کا دور پہلے گزرا۔ ابراہیم علیہ السلام کا دور بعد میں آیا۔ یہ بھی ترتیب ٹھیک ہے۔ موسیٰ اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام کا دورِ نبوت آیا۔ اس کے بعد خاتم انبیاء بنی اسرائیل۔ جناب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا دورِ رسالت آیا۔ اور سب کے بعد ہمارے آقا علیہ السلام کا میلاد ہوا یہاں ترتیب کا تقاضا یہ ہے۔ کہ سرکار کا ذکر بعد میں ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ترتیب کے تقاضے کو تبدیل کر دیا۔ محبوب پاک کا ذکر بعد میں نہیں فرمایا۔ محبوب کا ذکر پہلے کیا۔ تا کہ سرکار کے ذکر کا مقدم ہونا۔ تقدیم ذکر جب اس بات کی دلیل ہے۔ کہ نبی علیہ السلام کی جلوہ گری اگرچہ سب انبیاء کے بعد میں ہوئی۔ لیکن سرکار کی تخلیق سب سے پہلے ہو گی۔

Scanned with CamScanner

Date ______

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بڑی خوبیوں اور بڑے خصائص سے نوازا ہے۔ (حاجی جلیل ص ۱۴)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس آیت میں ذکر پہلے آپ کی تعظیم کیلئے ہے۔
اور یہ بتانے کے لئے کہ اگرچہ بعثت کے اعتبار سے آپ تمام انبیاء علیہم السلام سے آخر میں تھے۔ لیکن اولیت کے اعتبار سے ابھی تخلیق بشر کا سلسلہ شروع نہیں ہوا۔ لیکن حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق سب سے پہلے تھی۔ آپ نے فرمایا۔ کنت اول الناس فی الخلق وآخرھم فی البعث۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ آپ کا ذکر مقدم اس لئے ہوا۔ لتقدمہ فی الرتبۃ او لتقدمہ فی الوجود / آپ رتبہ میں بھی سب سے افضل جملہ کائنات سے انبیاء افضل انبیاء سے رسل افضل۔ اور آپ سارے رسولوں سے افضل ہ سب سے بالا و بالا ہمارا نبی سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ کے کمالات عالم ارواح میں بھی ظاہر تھے۔ اور ارواحِ انبیاء نے آپ کی روح سے عالم ارواح میں فیضان حاصل کیا۔ مدارج ص ۹۵
جب انبیاء علیہم السلام کی دنیا میں جلوہ گری کا سلسلہ شروع ہوا۔ تو آپ کی نورانیت سے فیضان کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ ؎

وکل آیٍ اتی الرسل الکرام بھا فانما اتصلت من نورہ بھم

اور ہر طرح کا معجزہ جو آپ سے پہلے ہر نبی کو ملا۔ وہ درحقیقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہی سے ملا ہے۔ فانہ شمس فضل ھم کواکبھا یظھرن انوارھا للناس فی الظلم
حضور علیہ السلام مثل آفتاب ہیں۔ اور دوسرے انبیاء کرام ستاروں کی طرح ہیں۔ اور آفتاب لوگوں کے لئے اندھیرا میں اپنے انوار ظاہر کر رہا تھا۔ جب تک آفتاب ردح پردہ غیب میں رہا۔ حضراتِ انبیاء کے کواکب آپ کے نور سے منور ہوتے رہے۔ جب آپ کی نبوت کا آفتاب ظاہر ہوا تو وہ مخفی ہو گئے۔ اعلیٰ حضرت۔

قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی چاند بدلی سے نکلا ہمارا نبی۔

کتنی زمانے رسولوں کا تبادلہ ہوتا رہا۔ انبیاء کا زمانہ = جب آپ پردہ میں تھے انبیاء آپ سے فیض لیتے رہے۔ جب آپ کا چاند نبوت کا مکہ میں طلوع ہوا تو کفر و شرک کی تاریکیاں چھٹ گئیں۔ (حاجی جلیل) ص ۲

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ہی شان و عظمت سے نوازا ہے۔ پورے قرآن کے اندر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت شریف کو بیان فرمایا ہے۔ وداعیا الی اللہ باذنہ سراجا منیرا۔
اے حبیب ہم نے تمہیں آفتاب بنایا ہے۔ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے۔ تو تمام ستارے چھپ جاتے ہیں۔
حالانکہ ستاروں میں خوبصورتی ہے ستاروں میں حسن ہے۔ ستاروں میں نور ہے۔ ستاروں

Scanned with CamScanner

Date ______

ے وہ خدا ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا ۔ ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستان بتایا ۔

ستاروں میں چمک ہے ۔ ستاروں میں دمک ہے ۔ لیکن ان تمام اوصاف کے باوجود جب سورج طلوع ہوتا ہے ۔ تو لاکھوں ستارے چھپ جاتے ہیں ۔ اور سورج کی روشنی کا مقابلہ نہیں کر سکتے ۔
سراجا منیرا ۔

اے دنیا والوں میرا محبوب چمکتا ہوا آفتاب ہے ۔ اور جیسے تمام ستاروں کے حسن و جمال کو اکٹھا کیا جائے ۔ سورج کا مقابلہ نہیں ہو سکتا ۔ ایسے ہی تمام انبیاء کے کمالات کو اکٹھا کیا جائے تمام انبیاء کے معجزات کو اکٹھا کیا جائے ۔ تمام انبیاء کے اوصاف کو اکٹھا کیا جائے ۔ میرے نبی کے کمالات کا مقابلہ نہیں ۔ ے

محبوب خدا کا کوئی ہم پایہ نہیں ہے ۔ اس شان کا رسول کوئی آیا نہیں ہے

شانِ محبوب آیاتِ قرآنی کے سلسلہ = میں نے قرآن پاک کی متعدد آیات تلاوت کی ہیں ۔ عام لوگوں کی بات ایک طرف انبیاء میں سے کوئی اس شان کا مالک نہیں ہے ۔ میرے آقا علیہ السلام بے مثل ہیں ۔ حضور کی آن شان و عظمت بہت بلند و بالا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو محبوبیت عطا فرمائی ہے ۔ آپ آقا کے کُل ہیں ۔ آپ سرور کائنات ہیں ۔

(تقریر شب برات ۱۸ مئی)

حضراتِ گرامی ۔ میرے آقا علیہ السلام سے انبیاء کرام علیہم السلام نے عالم ارواح میں فیضان حاصل کیا ۔ کیونکہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں جہان میں مختار کل بنا دیا ہے ۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے ۔ حضور سرور کائنات نے فرمایا ۔ انی اعطیت خزائن الارض او مفاتیح الارض ۔ اسی لئے ہم اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ ہمیں جان ملی تو کملی والے کا صدقہ ۔ مال ملا تو کملی والے کا صدقہ ۔ اولاد ملی تو کملی والے کا صدقہ ملی ۔ رمضان ملا تو کملی والے کا صدقہ ۔ قرآن ملا تو کملی والے کا صدقہ ۔ عرفان ملا تو کملی والے کا صدقہ ۔ ایمان ملا تو کملی والے کا صدقہ ملا ۔ ایمان ملا تو کملی والے کا صدقہ ۔ رحمان ملا تو کملی والے کا صدقہ ۔

ے ایسا نہیں محبوب اپنے نور رب کریم نے بنایا ۔
اس در کے عالم سارا سائل بن کے آیا ۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں ۔ واللہ یعطی وانا قاسم ۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ جب بھی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو جب بھی کوئی مشکل دنیاوی ۔ ظاہری اور باطنی مشکل پیش آئی تو وہ مشکل کشاء نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے اور گوہر مراد سے اپنی جھولیاں بھرتے ۔

(۱) قرض کا ادا ہو گیا ۔ جابر بن عبداللہ ۔ میرے والد جنگ احد میں شہید ہو گئے ۔ نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں درخواست پیش کرنا ۔ بخاری ۵۸/۲ (۲) آنکھ طلب کرنا ۔ قتادہ رض آنکھ نکل گئی

Date ______

میری مجبوری دی خال اسے تے منگن والی دل نہیں ۔ مدینے والیا سخیا گدا دی لاج رکھ لینا ۔

(۴) حافظ قوی ہوگیا ۔ ابو ہریرہ ملفوظ الخطیب ج۲ ص۱۹۶ (۲۴۴) صفی وقت ۔ بخاری ج۱ ص۳۹۲ ۔ سید زادہ اور حاتم طائی کا پوتا ۔

(۵) حکایت مثنوی سیاہ فام کو نبی اکرم نے سفید بنا دیا ۔ الخطیب ص۵۵ ۔ فوائد نعیمیہ ص73

(۶) دحیہ کلبی کا اسلام قبول = ابا جیہڑا ہوس حشر دیہاڑے اللہ دے دربار سے

جیہڑا ان لوگاں دی بجرے تابعیں لوکاں دی بدلے سارے = ابہ اللعم اُرْزُقْ دِحْيَةَ الْكَلْبِي الْإِسْلَامَ

گل سن کے مہربت محمد تے ہنجو ہو گئے جاری ۔ نالے مدنی نے آکھن ان مرد سیں لک واری ۔

اُن کے دربار اقدس میں جب بھی تشنا کام آگیا ۔ غم غلا ہو گئے یا عیش دل کی عاقبت کا پیغام آگیا ہے

میرا کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا دریا بہا دیئے ہیں در بے بہا دیئے ہیں ۔

لحد میں عشق محمد کا داغ لے کے چلے ۔ اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے ۔

روح البیان ص۳۱۰ ۔ ۵۰ ۔

[signature]
۱۳-۱۱-۲۰۰۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ قد جاءکم برہان من ربکم ۔۔۔۔۔۔ (نساء) ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ساری صفات کے مظہر ہیں ۔ رب العزت نے جہاں اپنی ربوبیت کا ذکر فرمایا ، وہاں محبوب کی رسالت کا بھی ذکر فرمایا ۔ اللہ کی ذات بھی بے نیاز ہے ۔ اور رسول کی ذات بھی بے نیاز ہے ۔ اگر کوئی اللہ کو رب نہ مانے تو اللہ کی ربوبیت میں کچھ نقصان نہیں ۔ اگر کوئی ان کی اطاعت نہ کرے تو ان کی رسالت میں نقصان نہیں ۔ اگر سورج سے کوئی نور نہ لے تو سورج کا کچھ نہیں بگڑتا ۔ حضور علیہ السلام ساری مخلوق کے داعی بنے ہیں ۔ حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتے ہیں ۔ حضور کی بارگاہ سے ہدایت ۔ ایمان ۔ عرفان ۔ شفاعت رحمت پاکیزگی علم وغیرہ سب کچھ دیئے ہیں ۔ یہاں سے دین و دنیا کے خزانے ملتے ہیں ۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے کونین کا مالک بنا دیا ہے ۔ اللہ فرماتا ہے اے لوگو ۔ میرے محبوب تمہارے محتاج نہیں ۔ تم حاجت مند ہو ۔ تمہارا قیام تمہاری بقا کعبہ سے ہے ۔ کعبہ کا قیام اس کی بقا ۔ تم سے نہیں بلکہ کعبے کی رونق مدینے کی زینت میرے محبوب کے دم قدم سے ہے ۔ حضور نبی اکرم تمام جہان کے داعی بنے ہیں ۔ تمام جہان حضور علیہ السلام کا نیازمند ہے ۔ حضور علیہ السلام ان سب سے بے نیاز ہیں ۔ وہ صرف اپنے رب کے نیازمند ہیں ۔ کوئی شخص براہ راست رب تعالیٰ سے ہدایت نہیں لے سکتا جسے جو ملے گا ۔ حضور علیہ السلام کی معرفت ملے گا ۔ اللہ رب العزت نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رؤف رحیم رحمت عالمین ۔ نور سراج بشیر اور نذیر خوارس کا وسیلہ عظمیٰ فرمایا ہے ۔ حضور اپنے رب کی عطا سے اس کے فضل سے سب کچھ ہیں ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبلغ اعظم ہیں ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رب تعالیٰ کے احکام و فیوض بزبان قال مخلوق کے کانوں تک پہنچاتے ہیں ۔ اور بزبان حال دلوں تک بزبان نظر روحوں تک قال والی تبلیغ 23 سال تک فرمائی مگر حال والی اور نظر والی تبلیغ ابد الآباد تک فرماتے رہیں گے ۔ مشرق

Scanned with CamScanner

مغرب جنوب و شمال میں جو فیض جس کو مل رہا ہے ۔ حضور کی نگاہ سے مل رہا ہے ۔
جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا ۔ اس نگاہِ رحمت پہ لاکھوں سلام تفسیر نعیمی ص 95/7
یہ آیت پاک حضور علیہ السلام کے نعت کے پھولوں کا نفیس گلدستہ ہے ۔ فرمایا گیا۔
تم سب کے پاس تمہارے رب کی دلیل آ گئی ۔ حضور علیہ السلام کی تشریف آوری اور نبوت کسی
خاص قوم یا خاص ملک یا خاص وقت کے لئے نہیں ۔ بلکہ جو انسان اللہ کا بندہ ہے ۔ حضور
علیہ السلام کا امتی ہے ۔ حضور علیہ السلام از سر تا قدم پاک خود اللہ کی وحدانیت
اور ذات و صفات کی دلیل ہے ۔ برہان سے مراد حضور علیہ السلام کی ذات پاک ہے
اور پیغمبروں کی ذات معجزہ نہ تھی ۔ بلکہ کسی کے صرف ہاتھ میں معجزہ ۔ کسی کی سانس
میں معجزہ ۔ کسی کی لاٹھی میں معجزہ ۔ مگر حضور علیہ السلام سراپا معجزہ ہیں ۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم و اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول مائدہ ۹۲ شان حبیب الرحمن ص 64
ہمارے آقا علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ایسے محبوب ہیں ۔ کہ جس کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے ۔ اللہ تعالیٰ
کی اطاعت اس لیے ہے ۔ کہ وہ ہمارا خالق مالک رازق ہے حاکم حقیقی ہے ۔ اور حضور کی اطاعت اس
لیے ہے ۔ کہ وہ ہمارے نبی رسول شفیع ہیں ۔ قرآن مجید میں عموماً رسول اور الرسول سے
مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے ہیں ۔ کیونکہ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی رسول کی اطاعت
واجب نہیں ۔ ساری نبوتیں منسوخ ہو چکی ہیں ۔ عبادت صرف خدا تعالیٰ کی ہے ۔ اطاعت اللہ کی
بھی ۔ رسول کی بھی اور دوسرے بزرگوں کی بھی ۔ اتباع صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے ۔ اطاعت
عقل سے ہوتی ہے ۔ اتباع عشق و محبت سے ۔ انجن اسٹیشن والوں کی اطاعت کرتا ہے ۔ مگر
ڈبے انجن کی اتباع کہ ڈبے نہیں دیکھتے کہ لائن صاف ہے یا نہیں ۔ سگنل ہے یا نہیں ۔ لائن کمزور ہے یا
مضبوط ۔ ان کا کام ہے ۔ انجن کے پیچھے دوڑنا ۔ ڈاکٹر علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ۔
خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں میرے مولا مجھے صاحب جنوں کر ۔
خیال رہے ۔ کہ قرآن مجید میں اطاعت کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول فرمایا جاتا
ہے ۔ اور خطاب کے موقع پر عموماً نبی فرمایا جاتا ہے ۔ کیونکہ اطاعت واجب ہوتی ہے محسن کی
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہ شان رسالت محسن ہیں ۔ رسول کے معنی ہیں ۔ فرمان رساں ۔ فیضان
رساں ۔ اگر کسی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ خلاف قرآن حکم دیں تو اس کیلئے وہی شرلعیت ہے اس
کے لیے قرآن کا وہ حکم شرلعیت نہیں ۔ خیال رہے کہ اللہ کی اطاعت صرف اس کے فرمان و احکام
میں ہے ۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت حضور کے فرمان حضور کے عمل میں ہے ۔ کہ آپ
کے احکام فرض یا واجب ہیں ۔ اور اور آپ کے اعمال سنت موکدہ یا غیر موکدہ لہذا اطاعت
خدا سے اطاعت رسول عام تر ہے ۔ تفسیر نعیمی ۔ ص ۵۵

جیسے جسمانی نعمتیں بعض ایسی ہیں۔ جن کی ضرورت ہر شخص کو ہر وقت ہے۔ جیسے ہوا پانی غذا۔ دھوپ وغیرہ انہیں نعمت عامہ کہتے ہیں۔ بعض نعمتیں وہ ہیں۔ جن کی ضرورت کسی کسی کو کبھی کبھی پڑتی ہے۔ جیسے سونا۔ چاندی۔ موتی۔ جواہرات انہیں کہتے ہیں نعمت خاصہ یوں یہ روحانی نعمتیں بعض تو خاص ہیں جیسے نبوت ولایت۔ قطبیت غوثیت یا زکوٰۃ حج۔ جہاد وغیرہ اور بعض نعمت عامہ ہیں۔ جن کی سب کو ہر وقت ضرورت ہے جیسے ایمان اور اللہ رسول کی اطاعت بلکہ دنیاوی نعمتوں کی حاجت مرنے کے بعد جاتی رہتی ہے۔ مگر ایمان و اطاعت رسول کی ضرورت بعد موت بھی رہتی ہے۔ یہاں اسی نعمت عام کا ذکر ہے جس کا ہر شخص ہر وقت محتاج۔ اسی لئے ارشاد ہوا۔ کہ اے مسلمانو! ہمیشہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر طرح بخوشی فرمانبرداری کرو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرح مطلقاً واجب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسے جو حکم دیں اس پر فرمانبرداری لازم ہے۔ وہ یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ قرآن کریم کا تو یہ حکم ہے۔ آپ اس کے خلاف کیوں حکم دے رہے ہیں۔ احکامات رسول دیکھو حضرت علی فاطمہ زہرا کی موجودگی میں دوسرا نکاح نہ کریں۔ حضرت خزیمہ کی ایک گواہی دو کے برابر ہے۔ یہ احکام بظاہر قرآن کریم کے موافق نہیں مگر ان کے لئے واجب العمل رہے۔ بلکہ انسانوں کے سوا دوسری مخلوق بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مطیع و فرمانبردار ہے۔ جیسے ساری مخلوق رب تعالیٰ کی مطیع ہے کیونکہ وہ اس کا خالق ہے۔ یوں ہی باذن پروردگار ساری مخلوق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مطیع ہے۔ کہ حضور ان سب کے رسول ہیں۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر سورج لوٹا اشارہ پر چاند پھٹا۔ حکم پر جانوروں کنکروں پتھروں لکڑیوں نے کلمہ پڑھا۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع فرمان ہوا۔ جنات سب ہوئے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو شہنشاہ کونین ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تا ابد حیات النبی ہیں۔ آپ کو موت آئی۔ مگر موت آپ کی حیات کو فنا نہ کر سکی۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کیلئے نبی ہیں۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات ہمیشہ کے لئے جاری ہیں۔ یہ تینوں باتیں اطیعوا الرسول سے حاصل ہوئیں۔ کیونکہ اطاعت واجب ہونے کے لئے تین شرطیں فرمانبردار کا زندہ ہونا۔ اس فرمانروائی کا قائم ہونا۔ فرمان کا باقی ہونا۔ غیر منسوخ ہونا۔ اللہ کی اطاعت کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ایسی لازم و ضروری ہے۔ جیسے خدا تعالیٰ کو سجدہ کرنے کیلئے کعبہ کی طرف سجدہ کرنا ضروری۔ کعبہ اللہ تعالیٰ کی مسجودیت کا مظہر ہے۔ اور حضور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے مظہر ہیں۔ مسلمان کو چاہیئے۔ کہ اپنی زندگی۔ بہت ہوشیاری اور احتیاط سے گزارے کسی وقت اپنے کو شیطان سے محفوظ نہ جانے۔ جب تک ایمان پر خاتمہ نہ نصیب ہو جائے۔

Scanned with CamScanner

Date ______

حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب تعالیٰ کی بے نیازی کے مظہر ہیں۔ انہیں کسی بندے کی حاجت نہیں سب کو ان کی حاجت ہے۔ اگر تمام جہان گمراہ ہو جائے۔ تو نہ رب تعالیٰ کی الوہیت میں فرق پڑ سکتا ہے۔ نہ نبی علیہ السلام کی نبوت میں۔ اگر کوئی سورج سے نور نہ لے۔ تو سورج کے نور میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

اطاعت تین قسم کی ہوتی ہے۔ اطاعت بالخوف۔ اطاعت بالرجاء۔ اطاعت بالمحبۃ یعنی ڈر کی اطاعت۔ لالچ کی اطاعت۔ محبت کی اطاعت۔ ان تینوں میں محبت کی اطاعت قوی ہے۔ کہ دونوں اطاعتوں کے لیئے فنا ہے۔ خوف گیا اطاعت گئی۔ امید گئی اطاعت گئی۔ مگر محبت کی اطاعت کے لیئے۔ فنا نہیں۔ اور رسول کے لفظ سے محبت وابستہ ہے۔ دیکھو۔ جسمانیات میں ماں باپ کی محبت کا سرچشمہ ہے۔ اس لیے بھائی کو ماں جایا کہتے ہیں۔ ایمانیات میں لفظ رسول محبت کا سرچشمہ ہے۔ کہ ماں کا لفظ بولتے ہی اس کا دودھ اس کی تمام مہربانیاں یاد آجاتی ہیں۔ ہارون علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کا غصہ ٹھنڈا کرنے کے لیئے کہا۔ یا ابن ام لاتاخذ بلحیتی ولا براسی اے میرے ماں جائے میری ڈاڑھی اور سر کے بال نہ پکڑ۔ یوں ہی رسول بولتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے کمالات احسانات یاد آجاتے ہیں۔ اور محبت کا دریا جوش مارنے لگتا ہے۔ اس لیے اطاعت کے موقع پر الرسول فرمایا۔ تاکہ معلوم ہو۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بالمحبت چاہیئے۔ اس محبت سے ساری اطاعتیں آسان ہو جاتی ہیں۔ اس لیئے سارے قرآن میں اطاعت کے ساتھ رسول ہی فرمایا جاتا ہے۔ کلمہ طیبہ میں محمد رسول اللہ ہے نبی اللہ یا حبیب اللہ نہیں حضور علیہ السلام کیلئے نبوت ایسی لازمی ہے۔ جیسے سورج کیلئے روشنی یا آگ کے لیئے گرمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال میں نبی ہیں۔ بلکہ حضرت حلیمہ کی گود میں جناب آمنہ کے شکم میں نبی ہیں بلکہ عالم ارواح میں بھی نبی ہیں۔ چالیس سال کی عمر میں اعلان نبوت فرمایا۔ نبوت اور اظہار نبوت میں فرق ہے۔ (سوال) اس آیت میں رب تعالیٰ نے اپنا تو ذاتی نام لیا۔ اور حضور علیہ السلام کا صفاتی نام لیا۔ اطیعوا اللہ ومحمدا کیوں نہ فرمایا۔ اطیعوا الرب والرسول کیوں نہ ارشاد فرمایا۔ اس لیئے کہ اطاعت بقدر احسان واجب ہے۔ ماں باپ سے ہم کو جان ملی۔ حضور علیہ السلام سے ایمان عرفان۔ قرآن بلکہ رحمان ملا۔ اس لیئے آپ کی اطاعت ماں باپ سے بھی زیادہ واجب ہے۔ یا اس لیئے کہ اطاعت ڈر سے بھی ہوتی ہے۔ لالچ سے بھی۔ محبت سے بھی ان میں محبت کی اطاعت بڑی قوی ہے۔ الرسول فرمانے میں۔ محبت جوش مارتی ہے۔ کہ رسول وہ ہیں جنہوں نے بندوں کا رشتہ رب سے جوڑا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بالمحبت ہوتی چاہیئے۔

تفسیر نعیمی صفحہ ۵۳-۶۳ (احمد یار خان نعیمی گجراتی بدایونی) ہر چیز آقا علیہ السلام کی

Scanned with CamScanner

اطاعت گزار ہے۔ امام احمد رضا خاں بریلوی امام اہل سنت مجدد دین و ملت فرماتے ہیں
کہ عرش تا فرش ہے جس کے زیر نگیں اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام
جس میں آقا کی بات ہوتی ہے۔ خوبصورت وہ رات ہوتی ہے۔ نام نامی جو ان کا لے کوئی۔ رقص میں
کائنات ہوتی ہے۔ ہم فقیروں کی جھولیوں میں تو ان کے در کی زکوٰۃ ہوتی ہے۔ ذکر خیر الوریٰ کبھی ہو
جس میں سب سے اچھی وہ بات ہوتی ہے۔ ان کے چہرے سے دن نکلتا ہے۔ ان کی زلفوں سے رات ہوتی ہے
ان کے لب سے نکلتی ہے جو بھی۔ حرف آخر وہ بات ہوتی ہے۔ ہم فقیروں کی لاج آ ناصر۔ کملی والے کے ہاتھ ہوتی ہے
مدینے کا منظر صفحہ ۵ (سید ناصر حسین چشتی)۔

(۱) تین چیزیں انسان کو پیاری مال اولاد اور جان۔ (۲) پاگل اونٹ کا سجدہ کرنا۔ (۳) نبی اکرم کا مدینہ میں آنا۔
جو عشق نبی کو اپنے سینے میں بسایا کرتے ہیں۔ اللہ کی رحمت کے بادل ان لوگوں پہ برسا کرتے ہیں۔
روح المیزان مفسر قرآن جان دیں + ہست حب رحمۃ للعالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّمَن فِي أَيْدِيكُم مِّنَ الْأَسْرَىٰ إِن يَعْلَمِ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمْ
خَيْرًا يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّا أُخِذَ مِنكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (انفال ۷۰، پارہ ۱۰)
اے نبی آپ فرمائیے۔ ان قیدیوں سے جو تمہارے قبضہ میں ہیں۔ اگر جان لی اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں
میں کوئی خوبی تو عطا فرمائے گا۔ تمہیں بہتر اس سے جو تم سے لیا گیا ہے، تم سے اور بخشے گا۔ تمہارے
قصور اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ = عرشی بھی پکارتے ہیں فرشی بھی پکارتے ہیں مصطفیٰ ہمارے ہیں مصطفیٰ
ہمارے ہیں۔ آپ کے تبسم سے فیض باب کھلتے ہیں آسمان کے دامن میں جتنے ستارے ہیں۔ مکے میں جلال
اس کا مدینے میں جمال ان کا۔ مکہ ہو مدینہ ہو دونوں ہی ہمارے ہیں۔ آپ کا سہارا ہے ہم غریب لوگوں کو
ہم غریب لوگوں کو آپ کے سہارے ہیں۔ یاد کے جو قابل ہیں بھول نہیں سکتے۔ مصطفیٰ کے قدموں میں دن
جو گزارے ہیں۔ حشر میں خدا ان سے یوں کہے گا اے ناصر ان کو ساتھ لے جاؤ جو گدا تمہارے در کے ہیں۔
محترم نہایت ہی واجب الاحترام برادران اسلام ہر قسم کی حمد و ثنا کے بعد۔ اللہ تعالیٰ کے
پیارے حبیب علیہ السلام کی بارگاہ اقدس میں ہدیہ تحفہ پیش کرنے کے بعد۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں
دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آقا علیہ السلام کی محبت کاملہ نصیب فرمائے۔
اس آیت کریمہ میں دو شاندار غیبی خبریں حضور انور کے ذریعے دی گئی ہیں۔ جن میں سے ایک کا
تعلق دنیا سے ہے۔ اور دوسری کا تعلق آخرت سے ہے۔ اس لئے پہلے حضور انور کو نبی کے خطاب سے پکارا۔
یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے احکام کی خبریں دینے والا۔ لطف یہ ہے کہ اس آیت میں ندا اور قل میں
خطاب ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ایدیکم میں خطاب ہے۔ نماز پال بدر سے یہ آیت کریمہ۔

Scanned with CamScanner

Date ______

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کا ایک عظیم گلدستہ ہے ۔ اس آیت کریمہ میں رب العزت نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے بدر کے قیدیوں اور نمازیوں کو حکم دیا۔ کہ تم اس فرمان پر عمل کرو۔ اور یہ میرا بھی وعدہ ہے۔ کہ میں تمہارے گناہ معاف کر دوں گا۔

عزیزان محترم اس آیت پاک کو کیوں نازل کیا گیا۔ اس آیت کے نزول کا سبب کیا بنا۔ کفار مکہ نے بدر کی طرف چلتے وقت دس شخصوں کے ذمہ ساری فوج کا کھانا ڈالا تھا۔ کہ مکہ معظمہ لوٹتے وقت تک باری باری سے فوج کو کھانا دیں۔ ان میں ایک حضرت عباس بن عبد المطلب بھی تھے۔ آپ مکہ معظمہ سے اپنے ساتھ ۲۰ اوقیہ سونا لے کر چلے تھے۔ اسی خرچ کیلئے۔ ان میں سے نو شخصوں نے اپنی باری باری پر فوج کو کھانا دیا۔ خاص غزوہ بدر کے دن حضرت عباس کے کھانا دینے کی باری تھی۔ کہ معاملہ درہم برہم ہو گیا۔ ستر کافر مارے گئے۔ ستر قید ہو گئے۔ ان میں آپ بھی تھے۔ جو قید ہوئے۔ آپ کا ۲۰ اوقیہ سونا مال غنیمت میں مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ جب ان قیدیوں کو فدیہ دینے کا حکم ہوا تو فی کس ۴۰ اوقیہ چاندی یعنی چالیس درہم فدیہ مقرر ہوا۔ مگر حضرت عباس کے ذمہ ۸۰ ٹھہرایا اسی اوقیہ فدیہ کیا گیا۔ ایک فدیہ ان کا۔ دوسرا ان کے بھتیجے کا، عقیل بن ابی طالب کا، تیسرا ان کے بھتیجے نوفل بن حارث کا۔ پہلے تو حضرت عباس نے اتنا بھاری فدیہ دینے میں پس و پیش کیا۔ جب مگر کچھ نہ بنا تو عرض کیا۔ کہ وہ ۲۰ اوقیہ سونا جو مال غنیمت میں مجھ سے چھینا گیا ہے۔ وہ اس فدیہ میں کاٹ لیا جائے۔ حضور انور نے فرمایا۔ ہرگز نہیں۔ وہ سونا تو تم ہمارے مقابل فوج کو کھانا دینے ان کی مدد کرنے کے لئے لائے تھے۔ وہ ہم کو رب نے دیا ہے۔ فدیہ میں نہ گنیں گے۔ حضرت عباس نے سرد آہ بھر کر کہا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اب اپنے چچا یعنی مجھ سے مکہ کی گلیوں میں بھیک منگواؤ گے۔ میرے پاس کچھ بھی نہیں جو فدیہ دوں۔ حضور انور نے فرمایا۔ کہ چچا جان وہ سونا کہاں گیا ہے۔ جو تم نے روانگی کے موقع پر رات کے وقت اپنی بیوی ام الفضل کو دیا تھا۔ اور ان سے کہا تھا۔ کہ اگر میں جنگ میں مارا جاؤں تو یہ سونا تمہارا اور میرے بچوں قثم، عبداللہ، فضل، عبید اللہ کا ہے۔ آپ حیران ہو کر بولے یہ خبر آپ کو کس نے دی ہے۔ میں نے تو وہ سونا۔ اندھیری رات میں تنہائی میں دیا تھا۔ فرمایا مجھے رب نے خبر دی۔ حضرت عباس اسی وقت دل میں ایمان لائے۔ اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

غرضیکہ اس ایک فرمان میں بہت وسعت ہے۔ کلمہ میں لام نفع کی ہے۔ کہ مغفرت میں تمہارا ہی نفع ہے۔ واللہ غفور رحیم۔ اس فرمان عالی میں مذکورہ دو لفظوں کی دو وجہیں بیان ہوئی ہیں یعنی رب تعالیٰ کی مغفرت تمہارے گناہوں سے زیادہ ہے۔ کہ تم عاصی ہو۔ وہ غفور ہے تمہیں گناہ کرنا آتا ہے۔ اسے بہت ہی بخشنا آتا ہے۔ لہذا تمہارے سب کے سب گناہ معاف فرما دے گا۔ چونکہ وہ رحیم بھی ہے اس لئے تمہیں فدیہ سے کہیں زیادہ مال عطا فرمائے گا۔ تم اس کی عطاؤں پر تعجب نہ کرو۔ وہ بڑا ہی مہربان ہے۔

Scanned with CamScanner

اللہ تعالیٰ نے ان سے دو انعاموں کا وعدہ کیا۔ ایک کا دنیا میں دوسرا کا آخرت میں۔ دنیا میں یہ انعام ہوگا۔ کہ جتنا فدیہ تم سے لیا گیا ہے۔ اس سے کہیں زیادہ تم کو عطا ہوگا۔ آخرت میں یہ کہ تمہارے سارے گناہ چھوٹے بڑے نئے پرانے یاد اور بھولے ہوئے۔ بخش دیئے جائیں گے۔ ہم غفور بھی ہیں رحیم بھی تمہارے گناہوں سے ہماری رحمت کہیں زیادہ ہے۔ فرماتے ہیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہ رب تعالیٰ کا دنیاوی انعام تو میں نے دیکھ لیا ہے۔ کہ مجھ سے ۲۰ اوقیہ فدیہ میں مجھ سے وصول کیے گئے تھے۔ آج میرے پاس ۲۰ غلام ہیں۔ جن میں سے ادنیٰ درجے کا غلام ۲۰ ہزار روپیہ کی تجارت کرتا ہے۔ اور مجھے رب نے چاہ زمزم عطا فرمایا۔ جو مجھے تمام مکہ کے مالوں سے زیادہ عزیز ہے۔ ایک بار حضور کی خدمت میں بحرین سے اسی ہزار درہم آئے۔ حضور نے وضو فرمایا۔ اور نماز سے پہلے وہ سب تقسیم فرما دیئے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اس قدر درہم کی گٹھڑی باندھ لو جتنی اٹھا کر لے جا سکو لے جاؤ (یؤتکم خیرا مما اخذ منکم)

(فوائد)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر دور و نزدیک۔ دن رات اندھیرے اجالے ہر جگہ دیکھ لیتی ہے۔ آپ کی نگاہ کیلئے کوئی چیز آڑ نہیں۔ یہ فائدہ اس آیت کے شان نزول سے حاصل ہوا۔ کہ حضرت عباس نے مکہ معظمہ میں رات کے اندھیرے میں گھر کی چار دیواری میں جو سونا اپنی بیوی کو دیا۔ حضور انور نے مدینہ سے وہ واقعہ ملاحظہ فرمایا اس نور نظر کو دیکھ کر حضرت عباس ایمان لے آئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم۔ تم جو گھروں میں کھاتے بچاتے ہو میں بتا سکتا ہوں۔ یہ تھی نگاہ عیسیٰ علیہ السلام۔ اور یہ ہے قوت نگاہ محمدی۔ (۲) حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ جب کسی مومن سے اس کی بیوی لڑتی ہے۔ تو جنت سے حور پکار رہی ہے۔ کہ اس سے مت لڑ یہ تیرے پاس مہمان ہے۔ عنقریب ہمارے پاس آنے والا ہے۔ یہ ہے حور کی نظر تو اللہ کے نور کی نظر کا کیا کہنا۔ حضور انور نے دو قبروں کے متعلق فرمایا۔ کہ ان دونوں پر قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔ ان میں سے ایک چغل خور تھا۔ اور دوسرا پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچتا تھا۔ یہ ہے نظر پاک مصطفیٰ (مشکوٰۃ شریف)

۲ فائدہ = حضرت عباس فتح مکہ کے دن کے مومنین میں سے ہیں۔ آپ بدر کے دن اس موقع پر ایمان لا چکے مگر اپنے ایمان کا اعلان آپ نے فتح مکہ کے دن کیا۔ رب کا ارادہ یہ تھا۔ (۳) مبارک ہے وہ قید و بند جس کے ذریعے ایمان مل جائے۔ حضرت عباس بڑے خوش نصیب ہیں۔ ان کے لیے جنگ میں آنا۔ قید ہونا۔ ان کے ایمان کی صحابیت کا ذریعہ بنا۔ (تفسیر نعیمیہ) اللہ تعالیٰ کا ہر کام حکمت پر مبنی ہے

حضرت عباس واقعہ بدر سے پہلے ہی حضور سے محبت کرتے تھے۔ اسلام سے رغبت رکھتے تھے۔ مگر آپ کے کفار مکہ پر قرضے تھے جو سارے مکہ بلکہ علاقے میں پھیلے ہو گئے تھے۔ آپ کو خیال تھا کہ اگر میں مسلمان ہو گیا۔ تو میرا اتنا قرضہ اس کا سود سب مارا جائے گا۔ اس خیال میں رہے کہ بدر کا واقعہ پیش آیا۔ یہاں ان کے دل میں ایمان خوب جم گیا۔ اب آپ مکہ مکرمہ میں حضور انور کی جاسوسی کرتے تھے۔ کفار مکہ کے ارادے خیالات سے حضور انور کو

Scanned with CamScanner

Date ______

خبریں بھیجتے رہے۔ فتح مکہ کے دن ایمان کا اعلان کیا۔ اور خاتم المہاجرین کا لقب پایا۔ اس سے پتہ لگا کہ جو شخص دنیا کی قید سے رہائی چاہے۔ وہ ایمان واخلاص اختیار کرے۔ رب غالب ہے۔ مخلوق مغلوب اس اس ایمان واخلاص کی برکت سے رب تعالیٰ اسے دنیا سے بہتر خیر عطا فرمائے گا۔ یعنی اسے ذکر اللہ تقویٰ کی توفیق دنیا میں اور جنت کی نعمتیں رب کا دیدار حضور انور کا قرب آخرت میں عطا فرمائے گا دنیا اور اس کی نعمتیں فانی ہیں۔ آخرت کی نعمتیں باقی ہیں۔ دنیا کو آخرت کا ذریعہ بناؤ۔ حضور کی اتباع سے اللہ تعالیٰ کی محبوبیت ہے۔ فاتبعونی یحببکم اللہ حضرت عباس کو حضور انور کی اتباع سے رب تعالیٰ کی محبوبیت نصیب ہوئی۔ تفسیر نعیمی صفحہ ۱۱۳ پارہ ۱۰ (آیت ماخذ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ یُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِیْهَا نَعِیْمٌ مُّقِیْمٌ ۝ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝ ۲۰ - ۲۲ جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا۔ راہ خدا میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے بہت بڑا ہے ان کا درجہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور یہی ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔ خوشخبری دیتا ہے انہیں ان کا رب اپنی رحمت اور اپنی خوشنودی کی۔ اور ایسے باغات کی۔ کہ ان کے لئے ان میں دائمی نعمت ہوگی۔ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اس میں تا ابد بے شک اللہ تعالیٰ کے پاس ہی اجر عظیم ہے۔ التوبہ ۲۲ ۹

اللہ رب العزت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے مومن مجاہدوں کی توصیف بیان فرمائی کیونکہ جہاد اور ہجرت ایسی مشقت والی عبادتیں ہیں کہ مومن مجاہد کرتا ہے۔ اپنی جان مال اولاد کی پرواہ نہیں کرتا۔ سب اللہ کی بارگاہ میں پیش کر دیتا ہے۔ تو اس کا انعام دنیا و آخرت میں یہ ہے کہ رب العزت کی طرف سے بشارتیں ہیں اور آخرت میں اعلیٰ درجے کی نعمتیں ہیں۔ یہ حضرات صحابہ کرام ہیں کہ جس ایمان شہودی عطا ہوا۔ کہ وہ حضور کی ذات وصفات معجزات حالات کمالات آنکھوں سے دیکھ کر ایمان لائے۔ بلکہ انہوں نے وہ آنکھ دیکھ لی۔ جس نے خدا کو دیکھا۔ تو ان آنکھوں کے واسطے سے انہوں نے خدا کو دیکھ لیا۔ اس ایمان میں ان کا کوئی شریک نہیں۔ سے

جن نیناں نے دلبر ڈٹھا او نیناں دِکھ لیاں۔ تے ملیوں تے دلبر ملیا ہن آساں لگ پیاں۔

اس ایمان شہودی کی تمنا حضرت ابراہیم نے کی تھی۔ ولکن لیطمئن قلبی۔ اور ہجرت سے مراد ہے مکہ معظمہ کی طرف ہجرت بلکہ اپنی طرف سے محمد مصطفیٰ کی طرف ہجرت کرنا گویا وطن چھوڑنا حضور کو پالینا۔ یہ ہجرت بھی ان کے سوا تا قیامت کسی کو میسر ہوگی نہیں۔ اور جہاد سے بھی حضور انور کے ساتھ رہ کر جہاد کرنا

Scanned with CamScanner

Date ______

مراد ہے۔ اگر شہید ہوں تو حضور کو تکتے تکتے جان نکلے۔
نام نامی رہے اُن کا وردِ زبان ذکر ہوتا رہے سانس چلتا رہے۔
آخری وقت ہو اُن کے قدموں میں سر دید ہوتی رہے دم نکلتا رہے۔

ایسا جہاد بھی اُن کے سوا کسی کو میسر نہ ہوا۔ سبیل اللہ سے مراد اخلاص تام ہے جس میں دنیا طلبی کو بالکل دخل نہ ہو۔ اموال میں ہر قسم کا مال داخل ہے۔ اور یہاں ان صحابہ کی فضیلت اُن صحابہ پر بیان ہو رہی ہے۔ جو ایمان لائے مگر اپنے گھروں میں آرام سے رہے۔ مہاجر اور مجاہدین حضرات صحابہ کرام کسی اور ہی عظیم المرتبت درجے کے مومن ہیں۔ اُن کے ایک تکا حضور کو دیکھنے پر ہمارا عمر بھر کے نیک اعمال قربان ہوں۔ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ۔ ان کا اللہ کے نزدیک بڑا درجہ ہے۔ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ صرف یہی لوگ کامیاب ہیں۔ اگرچہ ہر مومن کامیاب ہیں مگر یہ حضرات اول درجے کے کامیاب۔ فوز کے معنی ہیں۔ دین و دنیا میں کامیابی پانا سعادت پانا مراد کو پہنچنا۔ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ یہ ان خوش نصیبوں کی تیسری سعادت ہے۔ یبشر بنا ہے بشارت سے بشارت وہ خوشخبری جس کو سن کر بشرہ یعنی چہرہ کھل جائے۔ یہ مضارع یا بمعنی حال یا بمعنی استقبال یعنی دنیا میں ہی رب تعالیٰ انہیں خوشخبری دیتا ہے۔ یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے یا اس طرح کہ دنیا انہیں ولی مقبول محبوب مانتی ہے۔ ان کے عرس ختم کراتی ہے۔ یہ اللہ کی بشارت ہے۔ یا مرتے وقت فرشتوں کے ذریعے خوشخبری دے گا۔ يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ۔ یا قیامت میں جنت میں براہ راست رب خوشخبری دے گا۔ یا بذریعہ رحمت کے فرشتوں کے۔ تنوین عظمت کی ہے۔ یعنی بڑی ہی رحمت کی۔ اس سے مراد گناہوں کی معافی ہے یا رحمت سے عطیات خسروانہ کی عطا رحمٰن سے مراد رحمت خاصہ ہے۔ جو ان ہی لوگوں کو عطا ہوگی۔ ورضوان اللہ تعالیٰ کا راضی ہونا۔ کبھی ناراض نہ ہونا۔ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا دوسری نعمتوں سے بڑھ کر ہے۔ جیسا کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ اس رحمت و رضوان سے مراد یا تو دنیا میں رحمت و رضا کی عطا ہے۔ کہ رب کی رحمت سے انہیں اعمال ملے۔ اعمال خیر کی توفیق ملی۔ پھر عمل مقبول ہوئے۔ اور رب تعالیٰ اُن سے راضی ہوا۔ یا جنت و رضا مراد ہے۔ رب تعالیٰ جنتیوں سے فرمائے گا۔ کہ تم کو ایسی نعمت دوں گا۔ جو تمام نعمتوں سے اعلیٰ ہے۔ وہ یہ کہ تم سے راضی رہوں گا۔ کبھی ناراض نہ ہوں گا۔ وَجَنَّاتٍ لَهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُقِيمٌ۔ یہ عبارت معطوف ہے۔ رضوان پر چونکہ ایک ایک جنتی کو بہت سی جنتیں عطا ہوں گی۔ اس لئے جنات جمع ارشاد ہوا۔ نعیم یا تو جنت کی صفات ہے۔ اور لام ملکیت کا یعنی یہ باغات ان کی ملکیت ہوں گے۔ یعنی اس جنت میں ایسی ایسی نعمتیں ہیں۔ جو کامل ہیں۔ اور کسی تکلیف سے مخلوط نہ ہوں۔ مقیم دائمی کہ نہ نعمت فنا ہو نہ نعمت والے اور نہ نعمت اُن سے منتقل ہو۔ نہ وہ نعمت سے نیز کسی نعمت کے لئے کوئی موسم مقرر نہ ہو۔ ہمیشہ رہے۔ کسی نعمت سے جنتی کا پرہیز نہ ہو۔ طبعی و شرعی ممانعت نہ ہو۔ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا یہ فرمان عالی ہے۔ کہ نعمتیں ہمیشہ رہیں اور نعمتوں کو حاصل کرنے والے ہمیشہ رہیں گے۔ نہ وہاں سے نکلیں نہ انہیں موت آئے۔ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ۔ اللہ فرماتا ہے۔ کہ جنت نیک اور بڑے بڑے ثواب ہیں۔ جو سب انعام سے بڑھ کر ہوں گے۔ مثلاً وہاں حضور کا دیدار بلکہ اللہ کا دیدار جو تمام نعمتوں سے اعلیٰ و افضل ہے۔ عظیم فرما کر بتایا کہ وہ ثواب تمام دنیا سے بڑا تمہارے خیال تمہارے اعمال سے بڑا۔ ابھی تمہارا خیال بھی وہاں تک نہ پہنچے گا۔

Date ______

فوائد = ایمان ہجرت جہاد سے افضل ہے - (۲) مہاجرین صحابہ حضرات انصار سے افضل ہیں - کیونکہ انہوں
نے اللہ کیلئے ترک وطن کیا - اس لئے ہمیشہ سے مہاجرین کا ذکر قرآن مجید میں انصار سے پہلے ہوتا ہے - من المہاجرین
فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر ہجرت نہ ہوتی تو ہم انصار میں سے ہوتے - مگر خیال رکھنا کہ انصار کی شان بھی
ہمارے وہم و گمان سے وراء ہے - یہ ہمارے نبی کے مددگار ہوئے - مہاجرین پناہ دے اسلام کی اشاعت کرنے والے
ہیں - فرمایا نبی نے ہم نے سب کے احسانات کے بدلے کر دیئے - سوا ابوبکر اور انصار کے ان کا بدلہ رب تعالیٰ
سے کروایا جائے گا - (۳) حضور انور ﷺ کے کام در حقیقت رب تعالیٰ کے کام ہیں - دیکھو ان حضرات کو خوشخبری
حضور علیہ السلام نے دی مگر ارشاد ہوا یبشرھم ربھم - (۴) خلقت میں اپنا چرچا ہو اللہ تعالیٰ کی خاص
نعمت ہے بشارت سے خلقت کی گواہی مراد ہے - کہ فلاں شخص ولی ہے مقبول ہے - حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے دعا کی تھی واجعل لی لسان صدق فی الآخرین - دیکھ لو آج یہودی عیسائی مسلمان بلکہ ہندو بھی ان کی
تعریفیں کر رہے ہیں - حتی کہ درود ابراہیم میں آپ پر درود پڑھا جاتا ہے - حضور کے صدقہ تو حج قربانی ختنہ
کعبہ معظمہ مقام ابراہیم آب زمزم اور سعی سے بڑھ کر حضور انور حضرت ابراہیم کی یادگاریں ہیں - (۵)
جنت اور یہاں کی نعمتیں یوں ہی جنتی اور ان کی نعمتوں سے فائدہ اٹھانا یہ سب کے سب فنا سے محفوظ ہیں
(نکتہ عجیبہ) کیا امام حسین سے حضرت بلال و سلمان فارسی افضل ہیں - کہ وہ حضرات مومنین مہاجرین مجاہد
سب ہی کچھ ہیں - اور حضرت حسین نہ مہاجر ہیں - اور نہ مجاہد - کربلا نے امام حسین کو یہ تمام فضیلتیں طے
کرا دیں - وہ اس سفر میں بے مثال غازی بے مثال مہاجر بے مثال مجاہد بے مثال روزہ دار - گھر بار راہ خدا میں لگانے
والے ہو گئے - کون کہتا ہے کہ وہ مہاجر و مجاہد نہ تھے - تا قیامت مہاجرین و مجاہدین کی ہجرت و
جہاد ان کے قدم کے صدقے سے قبول ہو گا -

شاہ است حسین بادشاہ است حسین - دین است حسین دین پناہ است حسین
سر داد نہ داد دست در دست یزید - حقا کہ بنائے لا الہ است حسین

اللہ تعالیٰ نے یہاں تین نعمتوں کا ذکر کیا ہے - ۱ رحمت ۲ رضوان ۳ جنات گنہگاروں کیلئے رب تعالیٰ
کی رحمت ہے اطاعت شعاروں کے لئے اس کی رضا اور سب مومنوں کے لئے جنات - مگر ان میں رحمت کا ذکر
پہلے کیا - تاکہ گنہگار اس سے امیدوار ہو جائے - کہ تمام جہان کے گنہگاروں کے گناہوں سے اس کی رحمت زیادہ
ہے - قطرۂ آب رحمت کا ایک قطرہ تو بس است شستن نامۂ سیاہ ہمہ
دریائے رحمت کا ایک قطرہ ہم سب گناہ گاروں کا سیاہ دفتر دھونے کے لئے کافی ہے - مگر چاہیے - کہ ہر گنہگار رحمت
غفار کا طلبگار رہے - طلب بڑی چیز ہے - تفسیر نعیمی صفحہ ۲۱۸ جلد ۱۰ -
ان آیات سے معلوم ہوا کہ کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں رحمت الہی اور رضائے خداوندی کی
نوید جانفزا سنائی جا رہی ہے - حق تو یہ ہے کہ اس کا بدلہ ادا ہی کیا جا سکتا ہے - جس کے حصول کی تمنا دل میں
پیدا ہو - اللھم اجعلنا منھم بجاہ حبیب الکریم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم - ان صفات سے پوری طرح متصف حضور
علیہ السلام کے صحابہ کرام تھے - جنہوں نے کفار کی سفاکیوں اور ستمگروں ظلم و ستم کا بڑی مردانگی سے مقابلہ کیا جنہوں

Scanned with CamScanner

نے محض اپنے دین کی خاطر اپنے شاد و آباد گھروں کو چھوڑ کر۔ غریب الوطنی کی مشکلوں اور پریشانیوں کو
خوش آمدید کہا۔ جنہوں نے میدان جہاد میں عدیم المثال سرفروشی اور جانبازی کا ایسا مظاہرہ کیا کہ کفر
کے علم سرنگوں ہو گئے۔ کفار کے چھکے چھوٹ گئے۔ اور اسلام کا آفتاب اقبال ہر سو ضیا پاشیاں کرنے
لگ گیا۔ ایسے ہی نفوس قدسیہ کے بارے میں قرآن کریم گواہی دے رہا ہے کہ بارگاہ رب العزت میں ان
کے درجات بڑے بلند ہیں۔ اپنے رب کی راہ میں اپنے گھر اپنے سر اور اپنا مال و متاع قربان کرنے والے
دیوانگان عشق کے سروں پر فوز و کامرانی کا زرنگار تاج سجایا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو ظاہر و باطن
کو جاننے والا ہے جس سے کسی کے دل کا راز بھی پوشیدہ نہیں۔ جس کے سامنے ہر شخص کا ماضی حال
اور مستقبل آشکارا ہے۔ جن لوگوں کے بارے میں اس کی زبان قدرت شہادت دے رہی ہے واولئک ھم
الفائزون ان کے بارے میں چہ میگوئیاں ان کے ایمان پر اعتراض کسی ایسے شخص کو تو ہرگز زیب
نہیں دیتے جو قرآن کو اللہ کا کلام مانتا ہے۔ اور اللہ کو علیم و خبیر یقین کرتا ہے۔ ضیاء القرآن ص 188/2

عمرو بن جموح میدان احد میں شہادت کا ملنا۔ الخطیب ص 181/5

ے عدل کریں تے ٹھر ٹکدی اے بیان رتی نال وی۔ فضل کریں تے بخشے جاون اید گنہگار جئے۔ رحمت دا دریا الٰہی
ہر دم وگدا تیرا۔ جے اک قطرہ بخشیں مینوں کم ہو جاندا میرا۔ وڈیاں مہراں والیا سائیاں رب غریب نوازا اپنے
فضل کرم یقین کو سن رحمت دا مطالعہ الخطیب ص 141/5 ۔

15-12-2006

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۞ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ
ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ سُبْحٰنَهٗ
عَمَّا يُشْرِكُوْنَ توبہ 31 پارہ 10 ؛ انہوں نے بنا لیا اپنے پادریوں اور اپنے راہبوں کو
پروردگار اللہ کو چھوڑ کر اور مسیح فرزند مریم کو بھی۔ حالانکہ نہیں حکم دیا گیا تھا انہیں بجز اس کے
کہ وہ عبادت کریں صرف ایک خدا کی نہیں کوئی خدا بغیر اس کے وہ پاک ہے۔ اس سے جسے وہ اس کا
شریک بناتے ہیں = اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے اپنی وحدانیت ربوبیت کو ظاہر فرمایا۔
قرآن کریم کا مطالعہ کرنے سے پتا چلتا ہے۔ کہ یہود و نصاریٰ نے حضرت عزیر اور عیسیٰ علیہما السلام
کو خدا کا بیٹا کہا۔ جیسے مشرکین فرشتوں کو خدا تعالیٰ کی بیٹیاں کہتے ہیں۔ اسی طرح ان کا اپنے
پوپ پادریوں کو رب کی طرح ماننا جیسے مشرکین اپنے پنڈتوں کو مانتے ہیں۔ کہ ان کی باتیں رب
تعالیٰ کے احکام کی طرح قابل عمل جانتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے ان کو ایسے حکم نہیں دیا گیا۔ یہ حرف ان
کے منہ کی بکواس ہے جس پر نہ کوئی دلیل قائم ہو۔ نہ اس میں کوئی حقانیت ہے۔ کہ اپنے پوپ پادریوں
کو رب کی طرح مانتے ہیں۔ تفسیر = اِتخذو بنا ہے۔ اخذ سے بمعنی لینا
پکڑنا۔ بنانا یہاں بمعنی ماننا عقیدہ رکھنا ہے۔ یعنی دل میں اعمال میں انہیں خدا پکڑنا۔ قوی

یہ ہے۔ کہ اس کا فاعل یہود و نصاریٰ دونوں ہیں۔ کیونکہ آگے دونوں کے پوپ یا پادریوں کا ذکر ہے
احبار جمع ہے حَبر کی۔ ح کے فتحہ یا کسرہ سے اس کی جمع احبار بھی ہے۔ اور جمہور بھی
یہ ماخوذ ہے تحبیر سے جس کے معنی ہیں تحسین بیان یعنی جو اپنا دلی مقصد عمدہ طریقے سے
بیان کر سکے یعنی فصیح اللسان یہ لفظ علماء یہود پر بھی بولا جاتا ہے اور علماءِ اسلام
پر بھی۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس کو حبر الامت کہا جاتا ہے۔ (روح المعانی) یہاں مراد
علماءِ یہود ہیں۔ جنہیں آج کل پوپ کہا جاتا ہے۔ رہبان جمع ہے راہب کی جس کا مادہ ہے
رہب یعنی خوف یعنی وہ عابد جس کے چہرے پر خوف و عبادت کے آثار نمودار ہوں۔ رہبانیت
ترکِ دنیا کو کہا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ یہاں عیسائیوں کے
تارکِ دنیا پادری مراد ہیں۔ جو اچھا کھانے اچھا پہننے سے دور رہتے ہیں۔ اور بہت مشقتیں
جھیلنے کو عبادت سمجھتے ہیں۔ احبار و رہبان مفعول اول ہے اتخذوا کا۔ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ
اللہ یہ اتخذوا کا دوسرا مفعول ہے۔ ارباب جمع ہے رب کی بمعنی پالنے والا۔ یہاں مراد ہے رب
کی طرح۔ کیونکہ یہود و نصاریٰ اپنے علماء کو رب نہیں کہتے تھے۔ بلکہ ان کے ساتھ رب کا سا عقیدہ رکھتے
تھے۔ مثلاً اللہ رسول کے مقابلہ میں ان کی اطاعت کرنا۔ کہ اللہ رسول کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال سمجھنا
ان کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام جاننا ان عالموں کے کہنے سے۔ نیز انہیں سجدے کرنا۔ ان سے
اپنے گناہ معاف کروانا جیسے کہ اب بھی عیسائیوں میں مروج ہے۔ دُون کے بہت معنی ہیں۔ دور
الگ۔ مقابل۔ کم۔ ہوا۔ سوا۔ یہاں یا تو بمعنی مقابل ہے یا سواء۔ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ
اور حضرت مسیح کو عیسائی خدا کی مثل یعنی خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ رب کا بیٹا بھی رب ہی ہوگا
یوں سمجھو کہ وہ لوگ اپنے پوپ پادریوں کو عملاً رب سمجھتے کہ ان کے ساتھ رب کا سا معاملہ کرتے تھے۔ اور عیسیٰ
علیہ السلام کو اعتقاداً اپنا رب مانتے تھے۔ چونکہ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بغیر باپ کے ہے
اس لیے آپ کو ماں کی طرف نسبت کی جاتی ہے۔

اللہ فرماتا ہے اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ یہود و نصاریٰ کی ملعون کیفیت دیکھئے کہ یہود نے اپنے
پوپوں کو عیسائیوں نے اپنے پادری راہبوں کو اللہ کے سوا رب مان رکھا ہے۔ کہ انہیں رب تعالیٰ کے مقابل حرام
و حلال کا مالک مانتے ہیں۔ انہیں سجدے کرتے ہیں۔ ان سے اپنے گناہ معاف کرواتے ہیں۔ عیسائیوں نے حضرت
مسیح ابن مریم کو اعتقاداً بھی رب مان لیا۔ کہ انہیں رب کا بیٹا مانا۔ غرض کہ یہ لوگ عملاً اعتقاداً مشرک
ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ رسول کے حکم کے مقابلہ میں کسی اور کا حکم ماننا اس کے حکم کو اچھا جاننا
قرآن و حدیث کے احکام کو ناقابل عمل یا برا جاننا صریح کفر ہے۔ ایسا شخص بدتر ہے۔ افسوس ہے
کہ یہ بیماری آج بہت سے کلمہ پڑھنے والوں میں پیدا ہوگئی ہے۔ خصوصاً نیچری بے نماز پیروں کے مریدوں
میں یہ وہی بیماری ہے۔ جو یہود و نصاریٰ میں تھی۔ اور یہ ہے جسے قرآن نے یہاں بیان فرمایا ہے۔

Scanned with CamScanner

توریت، انجیل بلکہ تمام آسمانی کتب میں توحید اور عبادت کا حکم دیا۔ یہود و نصاریٰ سارے اہل کتاب مشرک ہیں۔ اگرچہ ان کے احکام کیلئے مشرکوں سے کچھ ہلکے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ تحیہ کرنا حرام ہے۔ اور سجدہ عبادت کرنا شرک ہے۔ کسی کو گناہ بخشنے کا مختار ماننا یہ بھی شرک ہے۔ گناہ بخشنا سزا دینا رب تعالیٰ ہی کی صفت ہے۔ عیسائی اپنے ہفتہ بھر کا گناہ تفصیل وار اتوار کے دن پادری صاحب کے سامنے بیان کرتے ہیں۔ پادری صاحب کہتے ہیں جا بیٹا معاف کر دیئے۔ معاف ہو گئے۔ یہ شرک ہے۔ مگر خیال رہے کہ ہر گناہ معاف کرانے کا ذکر ہے حق کو حق معاف کرتا ہے قرض قرض خواہ سے معاف کرائے۔ یوں ہی بخشنا اور بخشوانا ان میں فرق ہے۔ بخشوانا شفاعت ہے جو حضرات انبیائے کرام و اولیائے کرام کے لئے ثابت ہے۔ وصل علیہم ان صلوتک سکن لہم۔ اگر کوئی سوال کرے کہ تم لوگ بھی عیسائیوں کی طرح مشرک ہو۔ اس لئے کہ تم نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حرام و حلال کا مالک سمجھتے ہو۔ اور تم نے بھی حضور کو رب مان لیا = اس اعتراض کے دو جواب ہیں ایک الزامی اور دوسرا تحقیقی جواب الزامی تو یہ ہے کہ دیوبندیوں کے مولوی محمود الحسن صاحب نے بھی فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعد از خدا مالکِ احکام ہیں۔ جواب تحقیقی یہ ہے کہ رب تعالیٰ نے اپنے حبیب کو مالکِ احکام بلکہ مالکِ کونین بنایا۔ وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ معلوم ہوا کہ رسول اللہ حرام کر سکتے ہیں۔ اور فرماتا ہے۔ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ ہمارے رسول لوگوں کے لئے طیب چیزیں حلال کرتے ہیں۔ خبیث چیزیں حرام کرتے ہیں۔ عیسائیوں کا اپنے پوپ پادریوں کو حرام و حلال کا مالک سمجھنا شرک ہے۔ کہ رب نے انہیں مالک نہیں بنایا۔ اب وہ جو کچھ حرام و حلال کریں گے۔ رب کے مقابلہ میں کریں گے۔ مومنوں کا حضور کو مالک احکام ماننا ایمان ہے۔ کہ رب نے انہیں مالک احکام بنایا ہے۔ اب وہ جو کچھ حکم کریں گے۔ رب کی مرضی سے کریں گے۔ مشرک کا پتھر کی طرف سجدہ کرنا۔ گنگا جل کی تعظیم شرک ہے۔ مسلمان کا کعبہ کی طرف سجدہ کرنا زم زم کی تعظیم کرنا عین ایمان ہے۔ احکام الٰہیہ کے نافذ ہونے کی جگہ حضرات انبیاء کرام ہیں۔ یہ حضرات اللہ کے خلیفہ بلکہ دار الخلافہ ہیں۔ کچھ احکام ان کی زبان سے جاری ہوتے ہیں۔ وہ احکام ربانی ہوتے ہیں۔ اور کچھ احکام ان کے دل سے جاری ہوتے ہیں۔ بطور الہام وہ بھی ربانی ہوتے ہیں۔ قرآن فرمان الہام سب ہی رب کی طرف سے ہیں۔ ان هو الا وحی یوحیٰ۔ حتی کہ اگر ان کا کوئی حکم کسی کے لئے قرآن کے خلاف بھی ہو۔ تو اس کے لئے وہی حکم ربانی ہے۔ جس کی بہت مثالیں موجود ہیں۔ حضرت ابو خزیمہ انصاری کی ایک گواہی دو گواہیاں بنا دیں۔ حضرت سراقہ کو سونے کے کنگن پہننے کی اجازت دے دی۔ حضرت علی کیلئے فاطمہ زہرا کی موجودگی میں دوسرا نکاح منع فرما دیا۔ ایک صاحب کیلئے صرف دو ہی نمازیں رکھیں۔ یہ سب احکام ربانیہ ہیں۔ اور اطاعت رسول میں داخل ہیں۔ امام احمد رضا شہنشاہ بریلوی فرماتے ہیں ؎

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا۔ چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام۔

Date ______

مگر اللہ کے دشمن احبار اور رہبان ان کی اطاعت کرنا۔ انہیں اربابا من دون اللہ ماننا ہے۔ ان لوگوں کا مطیع مشرک ہے۔ مگر نبی کا مطیع سچا پکا مومن ہے۔ ہاں جو کسی نبی کو اللہ کا بیٹا کہے اس نے نبی کو الٰہ مان لیا۔ وہ بے شک اس میں داخل ہے۔ نبی اللہ ولی اللہ کی شان اور ہے۔ ولی من دون اللہ کا حال کچھ اور ہے۔ وہ حضرات رب نہیں رب کے حبیب ہیں۔ سے محبوب خدا کا کوئی ہم پایہ نہیں ہے۔ اس شان کا مرسل کوئی آیا نہیں ہے۔

اگر کوئی سوال کرے۔ کہ تم لوگ قرآن و حدیث کے مقابل اپنے امام مجتہد ابو حنیفہ کی بات مانتے ہو۔ ہم تم کو آیات قرآنی حدیث نبویہ دکھائیں۔ مگر تم فقہ حنفی ہی دیکھتے ہو۔ (جواب) ہم حدیث قرآن کو امام اعلم سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تمہارے ترجمے تفسیر شرح پر اعتماد نہیں کرتے۔ ہم تمہارے مقابل ان کو مانتے ہیں۔ نہ کہ اللہ رسول کے مقابل = اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما امروا الا لیعبدوا الٰہا واحدا = اس فرمان عالی میں ان دونوں قوموں پر عتاب کا اظہار ہے۔ یعنی توریت و انجیل اور تمام آسمانی کتابوں میں ان لوگوں کو یہ ہی حکم دیا گیا تھا۔ کہ وہ ایک اللہ کی عبادت کریں۔ انہوں نے اللہ کے مقابل دوسروں کو حرام و حلال کرنے کا مالک مان کر انہیں سجدہ کرکے ان سے اپنے گناہ بخشوا کر ان کی عبادت کی۔ یعنی دلی اور اعتقادی عبادت لہٰذا انہوں نے ساری آسمانی کتابوں کی مخالفت کی لا الٰہ الا ھو۔ اس فرمان عالی میں واقعہ کا ذکر ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہر قسم کی عبادت اسی کو لائق ہے۔ اعتقادی عبادت ہو بدنی یا مالی۔ سبحٰنہ عما یشرکون اس فرمان عالی میں یہود و نصاریٰ کو صراحۃً مشرک فرمایا گیا۔ اور ان کے مذکورہ معبودوں کو شرک قرار دیا گیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان دونوں جماعتوں کے تمام شرکیہ اعمال سے پاک ہے بے نیاز ہے۔ وہ وحدہ لا شریک ہے۔ وہ ان کو اس جرم کی سخت سزا دے گا۔ ترمذی میں حضرت عدی ابن حاتم سے روایت کی فرماتے ہیں۔ کہ میں عیسائی تھا۔ جب میں نے اسلام کو قبول کیا۔ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ ہم تو انہیں رب نہیں مانتے قرآن کی اس آیت کا کیا مطلب ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اگر وہ حلال چیزوں کو حرام اور حرام چیزوں کو حلال کر دیتے تو کیا تم ان کی ان باتوں کو نہیں مانتے تھے۔ عدی نے عرض کی۔ کہ ایسا تو ہم کرتے تھے۔ حضور نے فرمایا یہی ان کو رب ٹھہرانا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی حلال کی ہوئی چیزوں کو اگر کوئی حرام کر دے یا ان کی حرام کردہ چیزوں کو حلال قرار دے تو اس نے گویا تشریع و قانون سازی جو صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ اس کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور جن لوگوں نے اس کی ان باتوں کو مان لیا گویا انہوں نے اس کی خدائی کو تسلیم کر لیا۔ ضیاء القرآن صفحہ ۱۹۸ جلد ۲

اگر کوئی سوال کرے۔ کہ اس آیت سے معلوم ہوا۔ کہ ہر گناہ کفر ہے۔ اور سارے گناہ گار کافر کیونکہ بندہ گناہ کرتے وقت شیطان کو اپنا الٰہ مان لیتا ہے۔ تب ہی تو اس کی اطاعت کرتا ہے۔ لہٰذا وہ بھی عابد شیطان

میں داخل ہے ۔ (خوارج) امام فخرالدین رازی نے اس کا جواب یہ دیا۔ گنہگار آدمی نہ تو گناہ کو اچھا سمجھتا ہے ۔ نہ شیطان کو اپنا پیشوا مانتا ہے ۔ وہ اپنے کو گنہگار کہتا ہے۔ شیطان ہر گنہگار ہی کرتا ہے ۔ لہٰذا اس نے شیطان کو الٰہ نہ مانا ۔ کسی کے بہکانے میں آ کر گناہ کرنا ۔ اور چیز ہے اسے الٰہ ماننا اور چیز ہے ۔ یہاں تو ان کا ذکر ہے ۔ جو رب یا دیوتا کو اپنا پیشوا سمجھ کر اس کی اطاعت کرتے ہیں ۔ = عبادت اور اطاعت میں فرق ہے ۔ عبادت صرف رب تعالیٰ کی ہی ہو سکتی ہے ۔ لا تعبدوا الا ایاہ ۔ مگر اطاعت اللہ تعالیٰ کی بھی رسول علیہ السلام کی بھی اور حکم والے علماء کی بھی ۔ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ۝ ۔ نعت شریف تفسیر نعیمی ص ۲۶۴ پ ۱

بزم کونین کو خالق نے سجا رکھا ہے آنے والا ہے جو دلدار بنا رکھا ہے ۔ ساری دنیا کے چراغ اس کو سمجھ دیں گے جو دیا خالق نے مدینے میں جلا رکھا ہے ۔ ان کا میلاد منایا ہے خدا نے ایسے محفل خاص میں نبیوں کو بلا رکھا ہے ۔ یہ کوئی پیار کی حد ہے کرم کی کوئی ۔ یا امت کو سرکار نے علی رکھا ہے ۔ جس گھڑی چاہے کوئی مانگنے والا مانگے ۔ اپنے دروازے کو ہر وقت کھلا رکھا ہے ۔ کتنا ناصر ہے کرم مجھ پر میرے مولا کا مجھ کو رکھا ہے تو بس ان کا گدا رکھا ہے ۔

ضیائے نقابت سید محمد عثمان نوری ص ۳۷

[signature]
۲۳-۱۲-۲۰۰۶

(۱) یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاہِہِمْ وَیَاْبَی اللّٰہُ اِلَّآ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ ۝
(۲) ہُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْہُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْہِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ ۝
توبہ ۳۲۔۳۳ (۱۰ پ) ارادہ کرتے ہیں ۔ یہ کہ بجھا دیں نور اللہ کا ۔ اپنے مونہوں سے اور انکار کرتا ہے اللہ مگر یہ کہ پورا کرے نور اپنے کو اگرچہ ناپسند کریں کافر ۔ وہ اللہ ہے جس نے بھیجا رسول کو اپنے ساتھ ہدایت کے اور سچے دین کے تاکہ غالب کرے سارے دینوں پر اگرچہ ناپسند کریں مشرک لوگ ۝ ۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قرآن مجید فرقان حمید میں دین اسلام اور نبی آخر الزمان کی حقانیت کو بیان فرمایا ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے دینوں میں تبدیلی کر کے انہیں مٹانے کی پوری کوشش کی اور مٹا دیئے ۔ مگر میرے محبوب کے بھیجے ہوئے دین میں تبدیلی کرنے کی پوری کوشش کرو گے تو بھی بال بیکا نہ کر سکو گے کیونکہ میں نے اپنے محبوب کو ایسا آفتاب بنایا ہے ۔ کہ جس کی روشنی قیامت تک آنے والوں انسانوں کیلئے ہے ۔ اور وہ اس سے منور ہوتے رہیں گے کہ اب میرے محبوب کے دین کا وعدہ ہے کسی مجبوری کی کوشش سے یہ نہ بدلا جائیگا ۔ اللہ فرماتا ہے یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواہہم یہ جملہ نیا ہے یُرِیْدُوْنَ بنا ہے اِرَادَۃٌ سے یہاں صرف ارادہ مراد نہیں بلکہ ارادہ سے کوشش مراد ہے ۔ کوشش خواہ قولی ہو یا عملی ہو ۔ یا مالی یا قلمی یا تلوار کی کیونکہ اسلام کو مٹانے میں ہر قسم کی کوشش کرتے رہے ہیں اور کرتے رہیں گے ۔ اس کا فاعل مذکورہ قومیں یہود و نصاریٰ ہیں اور ہو سکتا ہے کہ سارے کفار شامل ہوں ۔ یریدون مضارع استمراری ہے کیونکہ ان کی کوشش دائمی ہے جو ابد تک دیکھنے میں آ رہی ہے ۔ وہ اسلام قرآن حضور کے معجزات بلکہ خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی نور

Scanned with CamScanner

Date ______

ہیں۔ اس لیے ان کے مٹانے یا باطل کرنے کو اطفاء یعنی بجھانا کہا گیا۔ نور وہ جو ظاہر بالذات ہو مظہر للغیر ہو
روشن۔ نور حسی بھی ہوتا ہے۔ جیسے چراغ، سورج، چاند ستارے۔ اور معنوی بھی۔ جیسے علم، ایمان
دلائل اور قرآن اور حضور انور کی ذات بابرکات اگرچہ سارے نور اللہ کے پیدا کیے ہوئے ہیں۔ مگر جن کے
روشن کرنے میں کسی بندے کی کوشش کو دخل نہ ہو براہ راست رب تعالیٰ نے روشن کیا وہ نور اللہ یعنی اللہ
کا نور ہے۔ جیسے محسوسات میں سورج، چاند ستارے اور معقولات میں قرآن مجید، اسلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم
یہاں نور اللہ سے مراد دین اسلام ہے یا دلائل التوحید یا حضور انور کے معجزات۔ نور کے بجھانے سے مراد انہیں
نہ ماننا نہ دوسروں کو ماننے دینا۔ انہیں مٹا دینا یا اس سے مراد حضور انور ہیں۔ تو بجھانے سے مراد حضور کا دین
مٹانا۔ حضور کے قرآن کو شائع نہ ہونے دینا۔ حضور کا ذکر روکنا۔ حضور کے فضائل سے چڑ جانا۔ آپ میں عیب
نکالنے کی کوشش کرنا۔ قرآن نے بہت جگہ حضور کو نور فرمایا۔ اور نور گر سراج منیر بھی۔ حضور
اکرم اللہ کا نور ہیں۔ قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین ۔۔۔ یا ایھا النبی انا ارسلنک ۔۔۔ سراجا منیرا۔
قرآن مجید میں نور سے مراد حضور کی ذات ہے۔ (اعتراض) نور اللہ سے مراد دین اسلام
ہے۔ کہ حضور تو حضور بشر ہیں نور نہیں۔ رب فرماتا ہے قل انما انا بشر مثلکم۔ حضور ہماری مثل ہیں
ہم تو نور نہیں۔ لہذا حضور بھی نور نہیں۔ (جواب) اس اعتراض کے دو جواب ہیں۔ ایک الزامی دوسرا
تحقیقی۔ جواب الزامی تو یہ ہے کہ پھر تم کہو گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مثل ہیں۔ اور ہم نہ نبی نہ رسول
نہ شفیع نہ رحمۃ للعالمین تو حضور بھی کچھ نہیں (معاذ اللہ) جواب تحقیقی یہ ہے کہ مثلکم میں صرف ایک
بات میں مثلیت کا ذکر ہے۔ یعنی خالص بشر ہونا۔ عبد ہونا۔ کہ الوہیت کا شائبہ نہ ہو۔ نہ خدا ہیں
نہ خدا کے بیٹے۔ نہ اس کے ساتھی بلکہ حضور انور نورانی بشر ہیں۔ حضور کے نور ہونے پر بہت آیات
بہت سی احادیث وارد ہیں۔ حضور انور اللہ تعالیٰ کے نور ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مال دولت
ملک سلطنت وغیرہ کی وجہ سے نہیں چمکے بلکہ انہیں چمکانے والا براہ راست اللہ تعالیٰ ہے۔ حضور کسی
کے بجھائے بجھ نہیں سکتے ان وجوہ سے حضور کو نور اللہ فرمایا گیا۔ کفار ہمیشہ سے حضور انور کے
پیچھے پڑے رہے۔ اور پڑے رہتے ہیں۔ قرآن اور اسلام کے پیچھے تو بعد میں پڑتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ حضور
انور صلی اللہ علیہ وسلم شمع اسلام ہیں۔ قرآن وغیرہ اس کی شعاعیں۔ شمع بجھا دو شعاعیں خود
ختم ہو جائیں گی۔ بافواھھم۔ یہ فرمان ان بدگویوں کے متعلق ہے۔ اس میں یہ ادا کی ہے
افواہ جمع ہے فوہ کی بمعنی منہ۔ اس سے مراد یا زبان ہے۔ یا ان کی بکواس اسلام، قرآن اور حضور
کے خلاف۔ رب نے ان کی تمام کوششوں کو ان کی منہ سے نکلی ہوئی پھونکیں فرمایا۔ کہ جیسے منہ کی
پھونک سورج تک نہیں پہنچتی ایسے ہی ان کی کوشش ذات مصطفیٰ پاک تک نہیں پہنچتی۔ خیال رہے
کہ آگ میں پھونک مارتے ہیں۔ اسے تیز کرنے کے لیے۔ چراغ میں پھونک مارتے ہیں۔ اسے بجھانے کے لیے یہاں
دوسری قسم کی پھونک مراد ہے۔ اسی لیے نور اللہ ارشاد ہوا۔ اللہ فرماتا ہے کہ ان میں سے کوئی اپنے اس
ناپاک ارادے میں کامیاب نہ ہوگا۔ حضور وہ چمکتا سورج ہیں۔ جو سارے کفار کی پھونکوں سے نہیں بجھ

Date ______

سکتے۔ اللہ فرماتا ہے۔ وَیَأْبَى اللّٰهُ اِلَّا اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَهٗ یہ فرمان عالی کفار کے ارادہ کو باطل فرمانے کے لئے ہے۔ یابیٰ بنا ہے اِبَاءٌ سے بمعنی انکار کرنا نہ ماننا اور باز نہ رہنا۔ چونکہ اس کا فاعل رب تعالیٰ ہے اس لئے اس کے معنی نہ ماننا نہ قبول کرنا ہیں۔ کمال یہ ہے کہ ذات کو پورا کرنا اکمال ہے۔ صفات کو پورا کرنا اتمام ہے اگر نور سے مراد دین اسلام تو اتمام کے معنیٰ کلمہ طیبہ کا بلند کرنا اسلام کو عزت دینا۔ اسے دنیا میں پھیلانا اور شائع کرنا ہے۔ اور اگر نور سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہوں تو اتمام سے مراد حضور کی عزت تمام دنیا میں ظاہر کرنا۔ آپ کا چرچا آپ کا ذکر جاری کرنا۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس کے سوا اور کچھ نہ مانے گا۔ کہ اپنے نور یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ان کا چرچا ان کا ذکر خیر پورا پورا شائع ہو۔ وَلَوْ کَرِهَ الْکٰفِرُوْنَ۔ اگر تمام جہان کے سارے کافر اسے ناپسند کریں۔ یہاں ناپسندیدگی سے مراد دل سے ناراض ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے خلاف ہر طرح کی کوشش کریں۔ کافروں سے مراد ہر قسم کے کافر ہیں مشرکین یہود۔ یا ہنود یا عیسائی یا مجوسی پارسی۔ وغیرہم۔ کیونکہ اسلام کی مخالفت حضور اقدس کی دشمنی میں سب متفق ہیں۔ مگر کچھ نہ کر سکے اور نہ کر سکیں گے۔ اللہ فرماتا ہے دنیا بھر کے کفار دل سے چاہتے ہیں۔ زبان قلم دولت زر زور سے کوشش کرتے ہیں۔ کہ اللہ کے نور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات وصفات کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں کہ حضور کو شہید کر دیں ان کا ذکر بند کر دیں۔ ان کا نام مٹا دیں۔ ان کا قرآن ان کا اسلام ختم کر دیں۔ مگر تمام جہان کی پھونکوں سے سورج سیاہ نہیں پڑتا۔ تمام کفار کی کوششوں سے محمد مصطفیٰ کا چرچا کم نہیں ہوتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنا نور پورا کرنے کے سوا کسی اور چیز سے راضی نہیں۔ اسے ضرور پورا کریگا۔ اگرچہ کفار اسے ناپسند کریں۔ اور ہر طرح کا زور لگائیں۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے — نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا
عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے — یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا (امام احمد رضا)

اس آیت پاک سے معلوم ہوا کہ حضور انور کی شان گھٹانے کی کوشش کرنے والے ان کے ذکر سے چڑنے والے ان کی عظمت سے جلنے والے۔ بحکم قرآن کافر ہیں۔ (اعتراض) اگر اس آیت میں نور سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تو نور پورا کرنے کے کیا معنیٰ کیا حضور پہلے ناقص تھے۔ جواب۔ پورا کرنے سے مراد ہے حضور کا ظہور پورا کرنا کہ دنیا میں آپ کی دھوم مچ جائے کسی کے روکے آپ کا چرچا آپ کا دین نہ رکے جیسے سورج دوپہر میں بڑھ جاتا ہے یہ بڑھائی اس کے ظہور کی ہے۔ ورنہ وہ تو ہر وقت منیر ہے۔

بعض چیزیں بندہ کی روشن کردہ ہوتی ہیں۔ جیسے چراغ گیس بجلی روشن انہیں بندہ بجھا بھی سکتا ہے اور بعض چیزیں رب تعالیٰ کی روشن کردہ ہیں۔ انہیں سارے بندے مل کر نہیں بجھا سکتے۔ جیسے سورج یونہی عالم روحانیات میں بعض اپنی کوشش یا کسی اور کی کوشش سے چمکتے ہیں۔ وہ جلد بجھ جاتے ہیں۔ حضور انور اللہ کے روشن کردہ نور ہیں۔ اسی سے انہیں نور اللہ کہا گیا۔ وہ تمام دنیا کی کوششوں سے نہیں بجھ سکتے۔ بلکہ چاند تارے جو سورج سے روشن ہیں انہیں کوئی نہیں بجھا سکتا۔ یونہی حضرات صحابہ اور اولیاء اللہ

Scanned with CamScanner

Date ______

علماء ربانی حضور انور سے روشن ہیں۔ انہیں کوئی نہیں بجھا سکتا۔ جیسا کہ ایک مشہور شاعر ہے کہ

وہ قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے ۔ دہر میں اسم محمد سے اجالا کر دے۔

سرکار کا فیض زیر و بالا دیکھا ۔ ہر چیز میں نور شان والا دیکھا

کائنات ان سے جگمگا رہی ہے ذرے ذرے نے تاب پائی ہے ہر طرف نور جلوہ گر ان کا روشن اس نور سے خدائی ہے

نبی کو شان ایسی پاکیزہ پائی ہے زمین پر روضہ سے عرش تک رسائی ہے۔ چمک ہلال نے تاروں نے انہی سے پائی

ہے۔ انہیں کے نور سے تاروں میں روشنائی ہے (رباعیوں کی بارات)

طیبہ میں بتاؤں کیا دربار کا عالم ہے۔ دربار ہے مولا کے انوار کا عالم ہے۔ ہیں پیش نظر جس کا سب لوح و قلم

یہ چشم محمد کی رفتار کا عالم ہے۔ حیوان بھی لاتے ہیں زبان محمد کا۔ اس پیکر رحمت کے بہ پیار کا عالم ہے۔ جو چیز جسے

چاہیں فرمائیں عنایت وہ بخشش کا یہی ہے مختار کا عالم ہے۔ وہ میرے تصور میں ہیں ان کی نظر میں ہوں پر نقشہ ہی

ناظر یہ دیدار کا عالم ہے۔ سید ناصر حسین نعتیہ کا دیوان

اتوار
۳۱-۱۲-۲۰۲۴
۹-۱۲-۱۴۴۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ھو الذی ارسل رسولہ ـــــ ولو کرہ المشرکون ۳۳ توبہ

اس آیت پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دین اسلام کی عظمت کو بیان فرمایا گیا

کہ یہ حضور علیہ السلام کا دین ہے۔ جو کسی کی مجموعی کوشش سے نہ مٹے نہ بدلا جائے گا۔

یہاں ھو سے مراد ذات الہی ہے اور الذی سے مراد شان الہی رحمت الہی ھو الذی وہاں ارشاد فرماتا ہے

جہاں رب تعالی اپنی قدرت اپنی خاص رحمت کا ذکر فرماتا ہے۔ چونکہ حضور علیہ السلام رب تعالی کی شان کی

ہیں۔ اس کی رحمت ہیں۔ اس وجہ سے ھو الذی ارشاد ہوا۔ یعنی اگر میری شان میری رحمت دیکھنی ہے

اگر تم نے مجھے جاننا ہے پہچاننا ہے تو اس طرح جانو کہ میں وہ رحمت والا شان والا قدرت والا ہوں

جس نے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان خوبیوں کے ساتھ بھیجا ہے

محمد مصطفی یعنی خدا کی شان کے مظہر تھے ۔ ہیں ہر ہر آن با ادب ان کی ہر آن کے مظہر تھے

ارسل رسولہ یہ عبارت الذی کا صلہ ہے۔ یہاں ارسل سے متعلق قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے۔ خلقکم وما تعملون

مگر حضور کی تشریف آوری کے لیے ارسل بعث اور جاء ارشاد ہوتا ہے۔ کیونکہ ہم صرف مخلوق ہیں

حضور انور اللہ کی مخلوق بھی ہیں۔ مبعوث بھی۔ رسول مرسل بھی۔ اور ہم سب یہاں اپنے کام کے لیے آئے ہیں

حضور انور رب کا کام والا کام کے لیے۔ ہم یہاں بننے کے لیے آئے۔ وہ سب کچھ بن کر دوسروں کو بنانے کے لیے

ان کا دنیا میں آنا ایسا ہوتا ہے۔ جیسے حاکم کا تبادلہ ہو کر کسی جگہ پہنچنا۔ نبی پیغام رساں کو کہتے ہیں

رسول مفعول رساں کو۔ حضرت جبریل امین نے جناب مریم سے کہا۔ اِنَّمَا اَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ

غلاما زکیا۔ یہ ہے رسالت کی شان رسول کا تعلق رب تعالی سے لینے کا ہوتا ہے۔ مخلوق سے دینے کا۔ اس

لئے انہیں رسول کہا جاتا ہے۔ اور رسولکم یا رسولنا قرآن مجید میں جہاں الرسول یا رسول اللہ یا رسولہ

Scanned with CamScanner

مطلق ارشاد ہوتا ہے۔ یہاں حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہوتے ہیں۔ وہی یہاں مراد ہیں اللہ تعالیٰ کی معرفت کا ذریعہ جس سے ایمان ملے وہ صرف حضور انور ہیں۔ اگر کوئی رب تعالیٰ کی ذات و صفات کو زمین و آسمان کے ذریعہ جانے وہ مُوَحِّد ہے مگر مومن نہیں۔ یہ نکتہ ھو الذی سے سے حاصل ہوا۔

نشان بے نشان بن کر زبان بے زبان بن کر ــــ وہ آئے اس جہاں میں حسن مطلق کی ادا بن کر

ہم سب اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور اس کے بندے ہیں۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بندے بھی ہیں۔ مخلوق بھی اور اس کے رسول بھی۔ یہ نکتہ ارسل رسولہ سے حاصل ہوا۔

صوفیا فرماتے ہیں۔ ہم سب بندوں کو اپنی بندگی رب کی ربوبیت پر ناز ہے کہ ہم رب کے بندے ہیں۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہ بندے ہیں کہ دست قدرت کو ان پر ناز ہے کہ ہم محمد مصطفیٰ کے رب ہیں۔ رب سے حضور کا وجود ہے مگر حضور سے رب کا ظہور ہے۔ اس لیے ارشاد ہوا۔ ھو الذی ارسل رسولہ ــــ یہاں تو یہ فرمایا کہ رب نے اپنا رسول بھیجا مگر یہ نہ فرمایا۔ کہ کس کے پاس بھیجا تاکہ معلوم ہو کہ سب کے پاس بھیجا خالق کے پاس سے آئے مخلوق کے پاس گئے۔ لقد جاءکم رسول لیکون للعلمین نذیرا۔ اور وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین رب کی ربوبیت حضور کی نبوت سب کو عام ہے۔

جس کا ذکر پہلے میں ہیں انبیاء و رسل ــــ اور اس ہم کی بعثت ہے لاکرو اسلام۔

رب کائنات فرماتا ہے۔ بالھدیٰ و دین الحق ھدیٰ سے مراد قرآن مجید ہے۔ اور دین حق سے مراد اسلام ہے۔ یا ھدیٰ سے مراد ہے حضور انور کا خود ہدایت یافتہ ہونا۔ اور دین حق سے مراد لوگوں کو ہدایت دینا ہے دین سے مراد ملت ہے۔ الحق یا تو رب تعالیٰ کا نام ہے۔ یعنی اللہ کی پسندیدہ ملت یا حق بمعنی صحیح بمعنی باطل کا مقابل یا حق بمعنی مضبوط ناقابل نسخ اس معنیٰ سے صرف دین محمدی حق ہے۔ باقی گزشتہ نبیوں کے دین قابل نسخ تھے۔ یعنی رب تعالیٰ نے اپنے محبوب کو قرآن اور اسلام سے موصوف بنا کر بھیجا یا خود ہدایت یافتہ اور لوگوں کا ہادی بنا کر بھیجا۔ لیظھرہ علی الدین کلہ۔ اللہ تعالیٰ دین اسلام یا قرآن کو تمام دینوں پر غالب تمام دینوں کا ناسخ کرے۔ خود منسوخ نہ ہو یا حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دینوں کے بانیوں اور ان کے سرداروں پر غالب کرے۔ کہ ان کا چرچہ ان کا ذکر خیر ان کی عزت ان کی شوکت تمام تمام بانیان دین سے زیادہ ہو۔ لہٰذا آیت کریمہ بالکل واضح ہے کسی تاویل کی ضرورت نہیں۔ بعض نے فرمایا کہ اس فرمان کا ظہور قریب قیامت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد ہوگا۔ کہ ساری دنیا میں صرف اسلام ہوگا۔

ولو کرہ المشرکون۔ اس فرمان عالی میں مشرکین سے مراد یا عرب کے مشرکین ہیں۔ یا تمام جہان کے مشرک یا سارے کفار یا حضور انور کی عزت و عظمت سے جلنے والے بے دین کہ وہ کافر و مشرک ہیں۔ یعنی اگرچہ یہ سب جلتے بھنتے رہیں۔ اللہ فرماتا ہے اے میرے بندو اگر تم مجھے جاننا پہچاننا چاہتے ہو تو اس طرح پہچانو کہ اللہ تعالیٰ وہ قدرت والا رحمت والا کرم فرمانے والا ہے۔ کہ اس نے اپنے رسول رسولوں کے سردار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت سے متصف کر کے مضبوط پائیدار نہ مٹنے والا ناقابل نسخ دین دے کر ساری مخلوق کی طرف ہمیشہ کے لیے بھیجا

Date ______

تاکہ وہ محبوب کو تمام آسمانی اور نفسانی دینوں کے بانیوں پر غالب کرے۔ ہمیشہ غالب رکھے۔ کہ ان کا چرچا ان کے بجائے ان کی نعتیں تمام دینوں کے پیشواؤں پر غالب رہیں۔ اگرچہ مشرکین مکہ یا دنیا بھر کے مشرک یا تمام دنیا کے تمام کفار یا حضور کے ذکر سے جلنے والے اسے ناپسند کریں۔ اور دبانے کی کوشش کریں ؎

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے　　نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے　　یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا۔ کہ ہدایت اور سچا دین حضور انور سے ایسے وابستہ اور لازم ہیں جیسے سورج سے دھوپ حضور انور کو چھوڑ کر نہ کسی کو ہدایت مل سکتی ہے نہ دین حق۔ یہ فائدہ بالھدیٰ کی ب سے حاصل ہوا۔ اگر صرف قرآن سے ہدایت ملتی تو حضور انور کو کیوں بھیجا جاتا۔ (۲) حضور انور کبھی ہدایت اور دین حق سے الگ نہ ہوئے۔ جیسے دھوپ کبھی سورج سے الگ نہیں ہوتی یہ فائدہ بھی بالھدیٰ کی با سے حاصل ہوا۔ جو کوئی انہیں ایک آن کیلئے گمراہ مانے وہ خود گمراہ بے دین ہے۔ رب فرماتا ہے ما ضل صاحبکم وما غویٰ۔ (۳) اسلام ہی دین حق ہے۔ یعنی ناقابل نسخ دین باقی تمام نبیوں کے دین قابل نسخ تھے۔ منسوخ ہو گئے۔ یہ فائدہ دین حق کی ایک تفسیر سے حاصل ہوا۔ (۴) اگرچہ کسی وقت کسی جگہ مسلمان کفار سے دب جائیں۔ مگر دینی غلبہ ہمیشہ اسلام ہی کو حاصل رہے گا۔ یہ فائدہ لیظہرہ ـــ کی ایک تفسیر سے حاصل ہوا۔ دیکھ لو آج بھی قرآن مجید تمام دینوں کی کتابوں۔ توریت انجیل زبور وید شاستروں پر غالب ہے۔ اس قرآن کے حافظ ہیں۔ اس قرآن کی تفسیریں ایک لاکھ سے زیادہ لکھی جا چکیں۔ یہ ہی قرآن سب سے زیادہ چھپتا ہے۔ یہ ہی قرآن سب سے زیادہ پڑھا جاتا ہے۔ یہ ہی قرآن بغیر سمجھے بھی مزہ دیتا ہے سننے والوں کو تڑپا دیتا ہے۔ اسلام کی مسجدیں تمام دینوں کے عبادت خانوں پر غالب ہیں۔ اسلام کا مکہ مدینہ سارے دینوں کے مقدس مقامات پر غالب کہ اس کا حج روزانہ ہر سال ہوتا ہے جس کی مثال نہیں ملتی اسلام کا رمضان ربیع الاول تمام دینوں کے مقدس تاریخوں پر غالب ہے۔ (۵) حضور انور تمام دینوں کے پیشواؤں پر غالب ہیں۔ دیکھ لو۔ آج بھی جتنا چرچا جتنی نعتیں حضور کی ہیں۔ اتنی کسی کی نہیں۔ ایک لاکھ سے زیادہ حضور انور کی سوانح عمریاں تواریخ لکھی گئیں۔ حضور ہی کے غلاموں میں اولیاء اللہ ہیں اور کسی دین میں نہیں۔ جتنے قصیدے حضور کے شہر مدینہ منورہ کے لکھے گئے۔ اتنے کسی کے نہیں لکھے گئے حتیٰ کہ مدینہ پاک کی گلی کوچوں کی دیواروں کی ہر چیز کی تواریخ لکھی گئیں۔ یہ ہے لیظہرہ علی الدین کلہ کی تفسیر۔ (۶) حضور انور کا ذکر ان کی عظمت سے جلنے والے کافر بھی ہیں مشرک بھی۔ یہ فائدہ الکافرون اور المشرکون سے حاصل ہوا۔ کہ رب تعالیٰ نے ان بدنصیبوں کو کافر بھی کہا۔ اور مشرک بھی۔

اعتراض ۔ تم نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ہدایت سے الگ نہ ہوئے۔ مگر قرآن مجید فرماتا ہے۔ ووجدک ضالا فھدیٰ ۔ ہم نے آپ کو گمراہ پایا تو ہدایت دے دی۔ تمہارا قول اس آیت کے خلاف ہے۔

جواب ۔ اس آیت میں جو کوئی ضالاً کے معنی گمراہ کرے۔ وہ خود گمراہ ہے۔ حضور کو گمراہی سے کوئی نسبت نہیں رب فرماتا ہے۔ ما ضل صاحبکم وما غویٰ۔ تمہارے یہ محبوب نہ کبھی گمراہ ہوئے۔ نہ بہکے اس آیت میں ضالاً کا

Scanned with CamScanner

Date ______

معنیٰ نشانِ ہدایت یعنی تم کو بہت بلند بنا دیا۔ نشانِ ہدایت بنایا تمہارے ذریعہ تمام جہان کو ہدایت کا دی۔ اس لئے فصعوات نہیں کہ تمہیں ہدایت دی۔ (اعتراض) رب تعالیٰ فرماتا ہے ما کنت تدری ما الکتٰب ولا الایمان تم جانتے ہی نہ تھے۔ کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ پہلے حضور ﷺ کو ایمان کا بھی پتہ نہ تھا۔ قرآن نے اتر کر حضور کو ایمان بتایا اور جسے ایمان کا پتہ نہ ہو۔ وہ گمراہ ہوتا ہے۔ اس اعتراض کے بھی دو جواب ہیں۔ ایک الزامی دوسرا تحقیقی۔ جواب الزامی تو یہ ہے کہ حدیث ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو ماں کی گود میں اپنی نبوت کتاب الہی نماز ماں کی خدمت سب کی خبر ہو کر آپ نے فرمایا قال انی عبداللہ آتانی — مگر سید الانبیاء کو ایمان کی خبر نہ ہو۔

تفسیر نعیمی ص ۲۷۰ جلد ۱۰

حکایت با کرامت =

ایک روسی نو مسلم کا بیان ہے کہ میرا اسلام لانا ایک معجزہ ہے۔ وہ اس طرح کہ اہل اسلام نے ہم سے جنگ کا اعلان کیا۔ دونوں لشکروں کے مقابلہ کے دوران میں میں کفار کے لشکر کا بہت بڑا افسر تھا۔ مسلمانوں کے دس لشکریوں کو ہم نے قید کر لیا۔ ہم نے انہیں قید کر کے خچروں پر سوار کر کے جیل خانے میں بند کر دیا۔ اور حکم جاری کیا کہ ہر قیدی کے ساتھ ایک سپاہی نگرانی کے لئے مقرر ہو۔ ایک دن میں جیل خانے کا گشت کرتا ہوا۔ ایک مسلمان جیلی کو دیکھا کہ وہ نماز میں مصروف ہے۔ میں نے اس کے نگران سے پوچھا۔ یہ کیسا جیلی ہے۔ اس نے کہا۔ کہ اس قیدی کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ وہ اس طرح کہ جونہی نماز پڑھ کر فارغ ہوتا ہے۔ تو مجھے ایک دینار روزانہ عطا کرتا ہے۔ میں نے پوچھا کیا اس کے پاس دراہم و دنانیر کا خزانہ ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ پھر وہ کہاں سے لاتا ہے۔ اس نے کہا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہو جاتا ہے۔ تو دونوں ہاتھ زمین پر مارتا ہے بشارتوں میں سے پیسے نکال کر دیتا ہے۔ مجھے اس نیک بخت قیدی کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ دوسرے دن میں نے فقیروں مسکینوں جیسے پرانے کپڑے پہنے اور نہایت دبلے گھوڑے پر سوار ہو کر اس نیک بخت کے نگران سپاہی کے ساتھ مذکورہ بالا کرشمہ دیکھنا چاہا۔ ہم اس کی کوٹھڑی کے قریب بیٹھ گئے۔ جب اس نیک بخت نے ظہر کی نماز پڑھنا چاہی تو میری طرف اشارہ فرمایا۔ کہ کیا تمہیں بھی دینار چاہیے۔ میں نے اشارہ کیا۔ کہ مجھے دو دینار چاہیں۔ اس نے نماز پڑھ کر حسب دستور زمین پر ہاتھ مار کر میری طرف دو دینار پھینکے جب عصر کی نماز پڑھنی چاہی تو مجھے پہلے کی طرح دینار لینے کا اشارہ کیا۔ میں نے اشارہ کیا۔ کہ اب مجھے پانچ دینار چاہیں۔ نماز پڑھ کر حسب دستور زمین پر ہاتھ مار کر پانچ دینار میرے ہاتھ پر رکھ دیئے۔ جب اس نے مغرب کی نماز پڑھنا چاہی تو میری طرف اشارہ کر کے پوچھا۔ تو میں نے اشارہ کیا۔ کہ اب مجھے دس دینار چاہیں گے۔ نماز پڑھ کر پہلے کی طرح مجھے دس دینار عنایت فرمائے۔ اس کا یہ عجیب کرشمہ دیکھ کر صبح کو پھر اس کے ہاں حاضر ہوا۔ اور عرض کی کیا آپ واپس اپنے لشکر اسلام میں جانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے جانے کی خواہش ظاہر کی تو میں اسے اپنے خچر پر سوار ہو کر زادِ راہ دے کر لشکر اسلام کی طرف روانہ کیا۔ اس بندہ خدا نے روانگی کے وقت میرے لئے دعا فرمائی۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے نیک دین پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اسی پر آپ کا خاتمہ ہو۔ اس وقت سے میرے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہوئی

Scanned with CamScanner

Date ______

یہاں تک میں پکا اور سچا مسلمان ہو گیا۔ (سبق) مومن پر لازم ہے کہ وہ رسول خدا ﷺ کی تعظیم و تکریم میں بدل و جان جد و جہد کرے۔ کہ انہیں اپنے دین حق سے نوازا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے اسم گرامی کو صفحۂ ہستی کے ذرے ذرے میں لکھا ہے۔

۲۔ ہر درد کی دوا ہے نام محمد ﷺ۔ منقول ہے کہ بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ میں بلادِ ہند کے ایک شہر میں گیا۔ وہاں ایک ایسا درخت دیکھا جس کا میوہ بادام کے مشابہ ہے جس کے اوپر ایک چھلکا بھی تھا۔ جب اسے توڑا جاتا تو اس میں سے ایک سبز رنگ کا پتہ لپٹا ہوا نمودار ہوتا جس پر سرخ سیاہی سے مکتوب تھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اہل ہند اس سے برکات حاصل کرتے۔ جب بارش نہ ہوتی تو اسے وسیلہ بناتے۔ تو بارش ہو جاتی۔ اور اس کے قریب کھڑے ہو کر عجز و نیاز سے دعا مانگتے تو مشکلیں حل ہو جاتیں۔

۳۔ وہی بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو یعقوب صیاد کو یہی واقعہ سنایا۔ انہوں نے فرمایا میں نے اس سے بڑھ کر اور عجیب واقعہ دیکھا۔ وہ یہ کہ ایلہ میں میں نے ایک ایسی مچھلی کا شکار کیا جس کے دائیں کان کے قریب لا الہ الا اللہ اور دوسرے کان کے قریب محمد رسول اللہ ﷺ لکھا ہوا تھا۔ میں نے اس مچھلی کو پھر دریا میں پھینک دیا۔ صرف اس کے احترام کے پیش نظر کہ اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام کا اسم گرامی مکتوب تھا۔ روح البیان ص ۱۶۲ جلد ۱۰ ۔ ۹۔

۱۲-۰۱-۲۰۰۷ جمعۃ المبارک
۲۱-۱۲-۱۴۲۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ إِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِنْ تُصِبْكَ مُصِيبَةٌ يَقُولُوا قَدْ أَخَذْنَا أَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَهُمْ فَرِحُونَ ۝ قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝ ۵۰ ـ ۵۱ توبہ ۱۰ پ۔ اور اگر تمہیں بھلائی پہنچے تو انہیں برا لگے۔ اور اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچے۔ تو کہیں ہم نے اپنا کام پہلے ہی ٹھیک کر لیا تھا۔ اور خوشیاں مناتے پھر جائیں۔ تم فرماؤ ہمیں نہ پہنچے گا مگر جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دیا۔ وہ ہمارا مولیٰ ہے۔ اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے۔ اس آیت پاک میں منافقوں کے دلوں کی حالت کو ارشاد فرمایا گیا۔ جہاد سے رہ جانے پر اپنے دلوں میں خوش ہوئے۔ کہ مسلمانوں کے ساتھ جو دلی دشمنی ہے وہ اللہ نے ظاہر فرما دی ہے۔

(شانِ نزول)

ابن ابی حاتم نے حضرت جابر ابن عبد اللہ سے روایت کی کہ جب مسلمان غزوہ تبوک کو روانہ ہو گئے۔ اور منافقین جان بوجھ کر رہ گئے۔ تو ان کے سرکردگان نے خبر اڑا دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین سفر کی شدت گرمی کی زیادتی کی وجہ سے راستہ ہی میں شہید ہو گئے۔ اس خبر پر بدکردار منافقوں نے خوب خوشی منائی۔ اور زبان سے وہ باتیں کہیں جو اس آیت میں مذکور ہیں۔ مگر بعد میں پتہ لگا کہ وہ سب جھوٹ نکلا تھا۔ حضور انور مع اپنے صحابہ بخیریت ہیں۔ تبوک میں جنگ ہوئی ہی نہیں۔ بلکہ رومیوں نے ہتھیار ڈال دیے۔ حضور انور کو ہدیے سوغاتیں پیش کیں

Scanned with CamScanner

Date ______

اس پر ان کو سخت صدمہ ہوا۔ پھر بعد کو سرکار حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ بخیریت تمام واپس آئے۔ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اور وہ سب بہت ہی شرمندہ اور بدنام ہوئے (روح المعانی)
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ظاہر یہ ہے۔ کہ اس فرمان عالی میں خطاب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ اور حَسَنَةٌ سے مراد مطلقاً ظاہری بھلائی ہے۔ کفار کا ہتھیار ڈال دینا۔ جزیہ دینا۔ قبول کر لینا۔ یا غزوہ میں فتح پانا غنیمت حاصل ہو جانا جیسے غزوہ بدر وغیرہ میں ہوا۔ کہ اگرچہ شانِ نزول خاص ہے۔ مگر آیت کریمہ کے الفاظ عام۔ الفاظ آیت کا اعتبار ہوتا ہے۔ نہ کہ شانِ نزول کی خصوصیت کا۔ یعنی اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ کو کوئی بھلائی پہنچے تو منافقین کو بڑی بُری لگتی ہے۔ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ یہ معطوف ہے اِنْ تُصِبْكَ پر اس میں بھی خطاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ اور مصیبت سے اپنی شکست قدم اکھڑ جانا مراد نہیں کیونکہ حضور پرنور کے کسی جنگ میں قدم نہ اکھڑے نہ آپ نے کبھی کفار کو پیٹھ دکھائی جو یہ کہے اس پر توبہ لازم ہے۔ اگر نہ کرے تو قتل کیا جائے۔ کہ وہ حضور پرنور کی سخت توہین کرتا ہے۔ جیسے حضور سب سے بڑھ کر سخی عالم عابد عارف ہیں۔ یوں ہی حضور اَشْجَعُ الْاَشْجَعِيْن تمام بہادروں سے بڑھ کر بہادر ہیں۔ آپ جیسا بہادر شجاع آسمان کی آنکھوں نے نہ دیکھا۔ بلکہ غزوہ میں ظاہری فتح حاصل نہ ہونا۔ حضرات صحابہ کی تکلیف دیکھ کر قلب پاک کو رنج پہنچنا مراد ہے۔ کیونکہ محبوب کی شان ہی ہے لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ــــ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ـ خیال رہے۔ کہ یہاں حَسَنَةٌ کا مقابل مُصِيْبَةٌ فرمایا گیا۔ اور سورۂ آل عمران میں حَسَنَةٌ کے مقابل سَيِّئَةٌ ارشاد ہوا۔ کیونکہ وہاں خطاب مومنین سے ہے۔ اور یہاں خطاب محبوب رب العالمین سے۔ سَيِّئَةٌ کے معنیٰ گناہ بھی ہیں۔ رب نے محبوب کے لیے وہ لفظ ارشاد نہ فرمایا۔ جس کے ایک معنیٰ حضور کی شان کے خلاف ہو۔ یعنی سَيِّئَةٌ نیز یہ بتایا گیا۔ کہ یہ مصیبت بھی حضور کے لیے۔ اور حضور کے صدقہ مسلمانوں کیلئے بھلائی ہے کیونکہ ثواب اس پر بھی ملتا ہے۔ جیت گئے تو غازی۔ مارے گئے تو شہید۔ لوٹ گئے تو روزہ۔ لوٹ لائے تو عید۔ نیز غزوہ میں ظاہری شکست کو بعض مسلمان سَيِّئَةٌ سمجھتے تھے۔ حضور پرنور نے اسے مصیبت تو جانا سَيِّئَةٌ نہ جانا۔
ان وجوہ سے حسنہ کے مقابل یہاں مصیبت فرمایا ورنہ حسنہ کا مقابل سیئہ ہوتا ہے۔ یعنی بھلائی کا مقابل برائی۔ يَقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَا اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ یہ جزا ہے وَاِنْ تُصِبْكَ ــــ کی۔ يقولوا سے مراد یا منافقین کا آپس میں ایک دوسرے کو کہنا ہے۔ یا غازیانِ تبوک کے بال بچوں اور ضعفاءِ مومنین سے کہنا ہے۔ اَخَذْنَا سے مراد اختیار کرنا۔ اَمْرَنَا سے مراد ہے اپنی احتیاط یا دو طرفہ پالیسی کون سی پالیسی یا تو تبوک میں نہ جانا یا مسلمانوں سے منہ اور زبان سے ملے رہنا۔ اور کفار سے دل و جان سے محبت رکھنا۔ دونوں کے دوست رہنا۔ مِنْ قَبْلُ سے مراد غزوہ تبوک سے پہلے ہے۔ یا اوّل امر سے جب اسلام کا سورج مدینہ میں طلوع ہوا تب یہ لوگ دو طرفہ دوستی کرتے رہے۔ یہ تو ان کی بکواس کا بیان ہوا۔ رہا دل اس کا حال یہ ہے۔

Scanned with CamScanner

یہ ہے۔ کہ وَیَتَوَلَّوا وَّہُمْ فَرِحُوْنَ۔ اللہ فرماتا ہے۔ یہ لوگ کا مجلسوں سے اپنے گھر کی طرف روانہ ہونا۔
فرحت سے وہ خوشی مراد ہے۔ جو کفر ہے۔ یعنی یہ بات کر کے جب اپنی مجلسوں سے اپنے گھروں کو لوٹتے
ہیں تو بہت خوش خوش۔ اللہ فرماتا ہے۔ جب تمہیں مصیبت پہنچتی ہے۔ تو انہیں بڑی اور دائمی خوشی
ہوتی ہے۔ اور وہ اب نفاق کی اس حالت پر پہنچ گئے ہیں۔ کہ ان کے ایمان کی طرف لوٹنے کی امید ہی
نہیں ہے

اللہ فرماتا ہے۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ان منافقوں کی بد باطنی اس حد تک ہے کہ آپ کو بھلائی
فتح غنیمت کفار کا جھک جانا۔ آپ کی عزت و عظمت شان و شوکت کا ظہور پہنچے تو انہیں غمگین
کرے۔ یہ حسد سے جل کر خاک ہو جائیں۔ اور اگر آپ کو کوئی تکلیف مثلاً جہادوں میں بظاہر غلبہ
نہ ہونا۔ مسلمانوں کے قدم اکھڑ جانا۔ وغیرہ پہنچے تو یہ خوشی میں دو کام کرتے ہیں۔ ایک یہ کہ اپنی مجلسوں
میں فخر کرتے۔ کہ ہم نے تو پہلے ہی سے اپنے بچاؤ کی احتیاطی تدابیر کر لی تھیں۔ کہ ہم اس جہاد میں
نہیں گئے۔ یا ہم نے ان سے مل کر کفار کو ناراض نہیں کیا۔ بلکہ زبانی طور پر ان سے تعلق رکھا۔ دلی طور
پر کفار سے ملے رہے۔ ہماری پولیسی بہت گہری ہے۔ دوسرا یہ کہ جب مجلس سے اپنے گھروں کی طرف لوٹیں
تو دل خوش لوٹیں خوشیاں مناتے ہوئے جائیں۔ ثابت ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم
بلکہ آپ کے صحابہ بلکہ آپ کی امت کو نعمت ملنے پر رنجیدہ ہونا منافقوں کا طریقہ ہے۔ خدا توفیق دے
تو ان کی خوشی میں برابر کا شریک رہو۔ حضور انور کو اپنی امت کی کامیابی پر بہت ہی خوشی ہوتی
ہے۔ خیال رہے کہ حضور انور کا سارا جہاد اپنا راج قائم کرنے ملک چھیننے کے لئے نہ تھا۔ آپ کا راج تو
زمین و آسمان پر پہلے ہی سے قائم ہے۔ حور و غلمان جن و انس فرشتے آپ کے در کے سوالی ہیں

اللہ اللہ شاہ کونین جلالت تیری — فرش کیا عرش پہ ہے جاری حکومت تیری۔
فرش تا عرش ہے جس کے زیر نگیں — اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام۔

حضور علیہ السلام کے جہاد کے دو مقصد تھے۔ کفار کو ایمان بخشنا۔ مسلمانوں کو دینی آزادی عطا فرمانا
حضرات صحابہ بلکہ مسلمانوں کے غم کی پرواہ نہ کرنا بے ضمیری ہے۔ اس پر خوشی منانا کفر ہے
مسلمان ایک دوسرے کے غم میں شریک رہیں۔ ایک عضو میں دکھ ہو تو سارا جسم بے قرار ہو جاتا ہے
راہ خدا سے بچنے کیلئے کوشش کرنا منافقوں کی علامت ہے۔ اسے اپنی سیاسی چال یا احتیاط کہنا
دلی بیماری ہے۔ اس کی راہ میں تکلیف برداشت کرنا فائدہ ہے۔ جو راہ خدا میں زیادہ خرچ کرے
وہ نفع میں ہے۔ جو کم خرچ کرے۔ وہ نقصان میں ہے۔ اس کا مزہ تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے
پوچھو۔

تیسرے یہ کہ منافق شیطان اس کو کہتے ہیں۔ شیر کو جنگ میں ہونا دفن جنت اس کو کہتے ہیں۔
موجودہ زمانے کی سیاست وہی ہے جسے اس زمانہ پاک میں منافقت کہتے تھے۔ چال بازی چالاکی سے
اپنے کو بچا لینا۔ دوسرے کو پھنسا دینا۔ اس پر خوش ہونا۔ یہ فائدہ وَہُمْ فَرِحُوْنَ سے حاصل ہوا۔

Scanned with CamScanner

Date

منقول ہے۔ کہ غزوہ تبوک کی روانگی کے موقع پر ایک صحابی نہ گیا تھا حضرت طلحہ سفر میں تھے۔ جب واپس آئے۔ تو دھوپ تیز تھی۔ دوپہر کا وقت تھا۔ اپنے باغ میں ان کا مکان تھا۔ پہنچے تو دیکھا۔ کہ سایہ دار درخت گھنے باغ میں گھر ہے۔ گوشت کی ہانڈی چولہے پر ہے۔ بیوی حاضر ہے۔ مگر سواری پر ہی پوچھا۔ کہ جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں۔ بیوی صاحبہ نے عرض کیا۔ غزوہ تبوک میں تشریف لے گئے ہیں۔ بولے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضور انور دھوپ کے میدان میں ہوں۔ گھنے باغ کے سایہ میں حضور انور چھاگل کا گرم پانی پی رہے ہوں۔ اور میں یہاں خمیری گرم روٹی بھنے گوشت سے کھاؤں۔ یہ کہا۔ اور سواری کی لگام تبوک کی طرف پھیر دی۔ اترے بھی نہیں۔ کچھ آگے گئے تو حضور انور مع صحابہ کرام کے آتے ہوئے ملے۔ خوشی خوشی حضور کے ساتھ واپس آئے خوشی اصل یہ ہے۔ حضور کے غم پر خوشی منانا کفر ہے ان کی خوشی میں شرکت کرنا ایمان ہے۔ (اعتراض) اس آیت کریمہ میں حسنہ کا مقابلہ مصیبت سے کیا گیا حالانکہ حسنہ کا مقابلہ سیئۃ سے ہوتا ہے۔ حسنہ بھلائی سیئۃ برائی سورۃ آل عمران میں یہ مقابلہ کیا ہی گیا ہے اس فرق کی کیا وجہ ہے۔ (جواب) اس طرز بیان سے مسلمانوں کو رب تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب سکھایا کہ حضور انور کے لئے ایسے الفاظ استعمال نہ کریں جس کے معنی ایسے اس بارگاہ کے لائق نہ ہو۔ سیئۃ کے معنی برائی یعنی گناہ بھی آتے ہیں۔ دکھ سیئۃ تھا۔ لہذا بجائے سیئۃ کے مصیبت ارشاد ہوا۔ آل عمران میں خطاب حضور انور سے نہیں بلکہ صحابہ کرام سے ہے۔ رب فرماتا ہے۔ لا تھنوا ولا تحزنوا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا۔ اس فرمان عالی میں خطاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ قل کے بعد لہم پوشیدہ ہے۔ یعنی منافقوں سے آپ فرمادیں کتب سے مراد ہے لوح محفوظ میں تحریر فرمادینا۔ ما سے مراد ہے فتح وشکست رنج وغم یعنی اللہ کی رحمت سے ہے۔ جس پر ثواب ملنے کی قوی امید ہے۔ اس لئے آگے ارشاد ہوا۔ ھو مولانا۔ وہ اللہ ہمارا مولیٰ ہمارا والی وارث ہے۔ وہ ہمارے لئے جو بھی کرتا ہے۔ اچھا ہی کرتا ہے فتح وخوشی دیتا ہے تو ہم کو شاکر بنانے کے لئے۔ اور شکست وغم ہم کو صابر بنانے کے لئے۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ اے منافقو! تمہارا جانے نہ جانے تمہارا امداد کرنے نہ کرنے سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ جو ہمارے رب نے ہمارے متعلق اپنا فیصلہ کر دیا۔ وہ ہی ہوگا۔ اور ان شاء اللہ ہمارے لئے اچھا ہی ہوگا۔ وعلی اللہ فلیتوکل المومنون۔ ظاہر یہ ہے۔ کہ یہ فرمان عالی رب تعالیٰ کا کلام ہے۔ اس میں خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ہو سکتا ہے۔ کہ حضور انور کا کلام ہو۔ کہ آپ ان منافقوں سے کہہ دیں کہ مومنوں کو چاہئے۔ کہ صرف رب تعالیٰ پر ہی بھروسہ کریں توکل کے معنی اور اس کے اقسام عوام کا توکل خواص کا توکل۔ اور حضرات انبیاء کا توکل۔ اور حضور کا توکل۔

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل اور سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی۔

رب العزت فرماتا ہے۔ محبوب آپ ان بدنصیبوں سے فرمادیں۔ کہ اے منافقوں جہاد میں تمہارے جانے نہ جانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہمیں وہی پہنچے گا۔ جو لوح محفوظ میں ہمارے مقدر میں لکھا جا چکا ہے۔ کہ وہ ہمارے لئے

Scanned with CamScanner

Date ______

ہی مفید ہوگا۔ راحت میں ہم شاکر رہیں گے۔ مصیبت میں صابر رہیں گے۔ شکر و صبر دونوں درجے ہم کو نصیب ہوں گے۔ کیونکہ رب تعالیٰ ہمارا دوست ہمارا والی ہے۔ دوست اور والی اپنے بندوں پر کرم ہی کرتا ہے۔ تم اپنی خیر مناؤ۔ کہ تم جہاد میں جاؤ۔ تو بے ایمان گھر میں رہو۔ تو بدنام۔ مومنوں کو اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ چاہیے۔

اللہ تعالیٰ خالق رازق مالک سب کا ہے۔ مگر مولیٰ صرف مسلمانوں کا ہے۔ کافروں کا نہیں اللہ تعالیٰ جب مسلمانوں کا مولیٰ ہے۔ تو وہ ان پر جو کچھ بھیجتا ہے اس میں صدہا حکمتیں رحمتیں ہوتی ہیں۔ مومن کیلئے اس کی بھیجی ہوئی بیماری بھی اچھی صحت بھی اچھی۔ مومن کو چاہیے کہ اگرچہ اسباب پر عمل کرے۔ مگر بھروسہ صرف اللہ تعالیٰ پر رکھے۔

اعتراض۔ یہاں رب تعالیٰ نے اپنے ارشاد فرمایا۔ ھو مولانا معلوم ہوا کہ مولیٰ رب تعالیٰ کی صفت ہے پھر ہم علماء کو مولانا کیوں کہتے ہیں۔ یہ تو شرک ہے۔ جواب۔ لفظ مولیٰ صفات مشترکہ میں سے ہے۔ رب فرماتا ہے۔ ھو مولاہ وجبریل وصالح المومنین۔ دیکھو اس آیت میں حضور کا مولیٰ اپنے کو حضرت جبریل کو اور نیک مسلمانوں کو کہا گیا۔ صفات وحدت کو مشترک ماننا شرک ہے اور صفات مشترکہ کو وحدت ماننا کفر ہے۔ ——— حضور علیہ السلام ایسے سخی ہیں۔ ان سے بھیک لینے کا بڑا ذریعہ ہے۔ ان کی خوشی میں شرکت کرنا۔ حضور کونین کے دولہا ہیں۔ دعوتوں جہاں حضور انور کی بارات میں۔ بارات میں دولہا کے سر کا صدقہ بہت لوگوں کو ملتا ہے۔ راستے کے غریب مسکین کو راستہ کی بکھیر کے پیسے ملتے ہیں۔ دوستوں کو کھانا دانا کمی کمینوں کو مختلف لاگ کے ذریعے انعام وکرام رشتہ داروں کو جوڑے زیور یہ سب ہوتی ہے دولہا کے دم کی بہار۔ حضور کے دم سے تمام مومنوں کو ایمان خاص غلاموں کو عرفان مخصوص۔ دوستوں کو رحمت رحمان بلکہ دشمن کفار کو دنیا میں امن و امان غرضیکہ جسے ملا ان کا صدقہ میں ملا ہے۔

یہ جہاں میں جن کی چہک دہک ہے چمن میں جن کی چہل پہل
وہی ایک مدینہ کا چاند ہیں۔ سب ان کے دم کی بہار ہے۔

دیکھو ان آیات کریمہ میں دشمن منافقوں کی نشاندہی تو کر دی گئی مگر ان پر عذاب نہیں آیا یہ ہے ان کے دم کی امان۔ تفسیر نعیمی صفحہ ۳۶۳ پارہ ۱۰ توبہ

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو اللہ کی تقدیر پر راضی رہتا ہے۔ وہ ہر رنج و غم اور حزن و ملال سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نابینا ہونے کے بعد مکہ معظمہ میں تشریف لائے۔ تو آپ سے لوگوں نے کہا۔ آپ مستجاب الدعوۃ ہیں۔ اپنی بینائی کیلئے دعا فرمائیے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے سامنے سر جھکانا مجھے بینائی سے زیادہ محبوب ہے۔ ——— ۲ ——— کسی بزرگ سے پوچھا گیا۔ کہ انسان پیدائش کے وقت انگلیاں بند کرتا اور موت کے وقت کیوں کھول دیتا ہے۔ اس کے جواب میں انہوں نے

Scanned with CamScanner

Date ______

فرمایا۔ بچہ پیدائش کے وقت ہاتھ بند کیے ہوتا ہے۔ اس طرف اشارہ ہے کہ زندگی حرص و ہوا کا گھر ہے۔
اور مرتے وقت ہتھیلی کھول دیتا ہے اور کہتا ہے۔ بزبانِ حال کہ میں دنیا سے خالی ہاتھ جا رہا ہوں۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ایسی قوم سے گزرے جو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف تھی۔
آپ نے اس قوم کے افراد سے پوچھا تم کیوں ذکر میں مصروف ہو۔ انہوں نے کہا کہ ثواب کی خاطر
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ بہت خوب۔ پھر ایک اور قوم پر آپ کا گزر ہوا۔ تو آپ نے ان
سے پوچھا کہ تم ذکر میں کیوں مصروف ہو۔ انہوں نے جواب دیا۔ عذاب الہی کے خوف سے۔ آپ نے
فرمایا خوب۔ ایک تیسری قوم سے گزرے تو ان سے ذکر کی وجہ دریافت کی۔ انہوں نے کہا۔ نہ ہمیں
ثواب کی خواہش ہے۔ نہ عذاب کا خوف بلکہ ہم ذکر الہی سے اپنی عبودیت کی ذلت اور اپنے رب کی
ربوبیت کی عزت کا اظہار کر رہے ہیں۔ اور ذکر الہی سے زبان کو اور معرفت الہی سے قلب کو شرف
دے رہے ہیں۔ یہی الفاظ جو ہماری زبان پر ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی صفات قدس اور اور اس کی عزت
پر دلالت کرتے ہیں۔ اس لیے ہم اس کا نام لیتے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ حقیقی ذکر کرنے
والے صرف تم ہی ہو۔ عاقل وہ ہے جو اللہ تعالیٰ پر توکل اور اس کے وعدوں پر بھروسا
کرتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو کافی ہے۔ اور یہ کہ جسے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے عنایت
فرمائے گا۔ جس کی جسے دین و دنیا میں ضرورت ہو گی۔ وہی پورا کرے گا۔ ہم اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع
کرنے والے ہیں۔ روح البیان صفحہ ۲۴ پارہ ۱۰ توبہ۔

۱۳-۰۱-۲۰۰۷
ہفتہ ۲۲-۱۲-۱۴۲۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ۔ ۲۵ پ ۴ ع ۲۳ شوریٰ
اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت طلب نہیں کرتا مگر قرابت کی محبت۔
شاہ است حسین بادشاہ است حسین۔ دین است حسین دین پناہ است حسین۔ سر داد نداد دست
در دست یزید۔ حقا کہ بنائے لا الہ است حسین۔ معزز سامعین کرام میں نے جو آیت کریمہ آپ کے
سامنے تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے اس میں اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے حب اہل بیت کا ذکر فرمایا
ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ آیت مقدسہ۔ یعنی اے میرے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اعلان فرما دیجیے۔ اے میرے امتیو!
اے میرا کلمہ پڑھنے والو۔ تمہیں میرے صدقے سے جان ملی اولاد ملی۔ مال ملا۔ رمضان ملا۔ قرآن ملا۔ ایمان ملا
عرفان ملا۔ نہیں نہیں۔ بلکہ رحمان ملا۔ تمہیں میرے ہی صدقے سے سب کچھ ملا۔ میں تم سے اس کا بدلہ۔ اس کی قیمت
اس کی اجرت اس کا معاوضہ طلب نہیں کرتا۔ اس لیے کہ میں تو تمہیں عطا کرنے کے لیے آیا ہوں۔ تم سے مانگنے کے لیے نہیں
آیا۔ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کے خزانوں کا مالک و مختار بنا دیا۔ امام احمد رضا فرماتے ہیں ؎
خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا۔ دونوں جہان ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں ؎
اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم کا ارشاد گرامی ہے۔ انا اعطینک الکوثر اے محبوب بے شک ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا
فرما دیا۔ ووجدک عائلا فاغنیٰ اور اے محبوب تمہیں حاجتمند پایا اور غنی کر دیا۔ پھر پیارے کہا کرو۔ اللہ تعالیٰ

Scanned with CamScanner

Date ______

نے اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو خیر کثیر عطا فرما کر غنی کر دیا۔ حضور علیہ السلام ساری کائنات کے داتا ہیں اور ساری مخلوق خدا آپ کے در کی بھکاری ہے۔ ؎

منگتا تو ہے منگتا کوئی شاہوں میں دکھا دو۔ جس کو میری سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو۔
آتا ہے فقیروں پہ انہیں کچھ پیار ایسا
خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتے کا بھلا ہو

میرے امام الانبیاء نے فرمایا۔ واللہ یعطی وانا قاسم۔ یہ مسلم حقیقت ہے۔ یہ وہ شہنشاہی دربار ہے۔ جہاں ہر سائل کی جھولی بھرتی ہے۔ ہر مانگنے والے کو مانگنے کے سوا ملتا ہے۔ یہ وہ آستانہ عالیہ ہے جہاں جو بھی بھکاری بن کر آیا۔ وہ دین و دنیا کا تاجدار بن گیا۔ ذرہ تھا تو آفتاب بن گیا۔ ادنیٰ تھا تو اعلیٰ بن گیا۔ پتھر تھا تو لعل بن گیا۔ کانٹا تھا تو پھول بن گیا۔ برا تھا تو اچھا بن گیا۔ شقی تھا تو سعید بن گیا۔ ناپاک تھا تو پاک بن گیا رہزن تھا تو رہبر بن گیا۔ جہنمی تھا تو جنتی بن گیا۔ ذرہ تو نور بن گیا۔ قطرہ تھا تو دریا بن گیا۔ صدف تھا تو گوہر بن گیا۔ کالا تھا تو رشک قمر بن گیا۔ غلام تھا تو آقا بن گیا۔ مقتدی تھا تو امام بن گیا۔ یہ وہ دربار عالیہ ہے جہاں ابوبکر آیا تو صدیق بن گیا۔ عمر آیا تو فاروق بن گیا۔ عثمان آیا تو ذوالنورین بن گیا۔ علی آیا تو شیر خدا بن گیا۔ حبشی آیا تو قریشیوں کا سردار بن گیا۔ اعرابی آیا تو صحابی بن گیا۔

عزیزان گرامی تو میں عرض کر رہا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اپنے امتیوں سے فرما دیں۔ میں نے جو کچھ بھی تمہیں عطا فرمایا۔ میں تم سے اس پر کوئی اجر طلب نہیں کرتا۔ مگر اپنی قرابت کی محبت۔ اے میرے غلامو تم میری آل پاک سے محبت کرنا۔ تم حضرت علیؓ سے پیار کرنا۔ تم میری پیاری لخت جگر زہرا کی توقیر کرنا۔ تم میرے حسنین کریمین سے محبت رکھنا۔ اور انہی سے محبت رکھنے کا اجر تمہیں بارگاہ خداوندی سے یہ ملے گا۔ ومن مات علی حب آل محمد مات مومنا ومن مات علی حب آل محمد مات شہیدا۔ یہ ہے انعام ان لوگوں کیلئے جو آل پاک رسول سے محبت رکھتے ہیں۔ اب سنیے ان لوگوں کی سزا جو آل پاک علی سے بغض و عناد رکھتے ہیں۔ شیخ زین الدین عطا فرماتے ہیں۔ ؎

حب پاکاں کلید جنت است۔ دشمن ایشاں سزائے لعنت است۔

امام الانبیاء نے فرمایا۔ ومن مات علی بغض آل محمد مات کافرا۔

باغ جنت کے ہیں بہر مدح خوان اہل بیت۔ تم کو مژدہ نار کا اے دشمنان اہل بیت۔
بے اجازت جن کے گھر جبریل بھی آتے نہیں۔ قدر والے جانتے ہیں قدر و شان اہل بیت

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اقدس میں اپنے نواسوں کا جتنا پیار ہے۔ اس کی مثال نہیں اور نگاہ نبوت میں جتنا مقام ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ امام الانبیاء کے پیارے حسنین کریمین کی شان و عظمت اگر ساری زمین کے انسان لکھنا شروع کر دیں تو ان کی زندگیاں ختم ہو سکتی ہیں۔ مگر حضور کے نواسوں کی عظمت ختم نہیں ہو گی۔ ؎

کونین میں بلند ہے رتبہ حسین کا۔ فرش زمیں سے عرش تک ہے شہرہ حسین کا
بے مثل ہے جہاں میں کنبہ حسین کا۔ سلطان دو جہاں ہے نانا حسین کا ؎

امام الانبیاء نے ارشاد فرمایا۔ وہ دونوں حسن و حسین ہی تو میرے گلشن دنیا کے پھول ہیں۔ [illegible]

Date ______

حدیث نمبر ۲ - حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں ۔ فرماتے ہیں میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ۔ کہ آپ نے حسن و حسین رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ میرے بیٹے ہیں ۔ (۱۸)

حدیث نمبر ۳ - سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ۔ کہ ایک دفعہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے ۔ اور فرمایا میرے بیٹے کہاں ہیں ۔ میں نے عرض کیا ۔ علی ان کو ساتھ لے گئے ہیں ۔ نبی اکرم ان کی تلاش میں متوجہ ہوئے ۔ تو انہیں پانی پینے کی جگہ پر کھیلتے ہوئے پایا ۔ اور ان کے سامنے کچھ کھجوریں بچی ہوئی تھیں ۔ آپ نے فرمایا ۔ اے علی خیال رکھنا میرے بیٹوں کو گرمی شروع ہونے سے پہلے واپس لے آنا ۔ (۱۹)

۴ - حضرت عمر بن خطاب فرماتے ہیں ۔ میں نے حضور نبی پاک کو فرماتے ہوئے سنا ۔ ہر عورت کے بیٹوں کی نسبت ان کے باپ کی طرف ہوتی ہے ۔ ماسوائے فاطمہ کی اولاد کے کہ میں ہی ان کا نسب ہوں ۔ اور میں ہی ان کا باپ ہوں ۔ (۲۳)

(۵) حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ۔ کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ حسن و حسین آپ کے سامنے یا گود میں کھیل رہے تھے ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ؐ کیا آپ ان سے محبت کرتے ہیں ۔ نبی اکرم نے فرمایا ۔ میں ان سے محبت کیوں نہ کروں حالانکہ میرے گلشن دنیا کے یہی تو دو پھول ہیں ۔ جنکی مہک کو سونگھتا رہتا ہوں ۔ (اپنی پھولوں کی خوشبو سے کیف و سرور پاتا ہوں ۔ (۳۰)

(۶) حضرت علی روایت کرتے ہیں ۔ کہ حسن سینہ سے سر تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل شبیہ تھے ۔ اور حسین سینہ سے نیچے تک حضور کی کامل شبیہ تھے ۔ (۳۶)

(۷) حضرت علی روایت کرتے ہیں ۔ جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ وہ لوگوں میں ایسی ہستی کو دیکھے جو گردن سے چہرے تک حضور نبی اکرم کی سب سے کامل شبیہ ہو تو وہ حسن بن علی کو دیکھ لے ۔ اور جس شخص کی یہ خواہش ہو ۔ کہ وہ لوگوں میں ایسی ہستی کو دیکھے ۔ جو گردن سے ٹخنے تک رنگت اور صورت دونوں میں حضور نبی اکرم کی سب سے کامل شبیہ ہو تو وہ حسین بن علی کو دیکھ لے ۔ (۳۷)

(۸) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ۔ کہ وہ اپنے بابا حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الوصال کے دوران حسن اور حسین کو آپ کے پاس لائیں ۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اپنی وراثت میں سے ۳۸ کچھ عطا فرمائیں ۔ آپ نے ارشاد فرمایا ۔ حسن میری ہیبت و سرداری کا وارث ہے اور حسین میری جرأت و سخا کا

Date

(٩) حضرت حذیفہ بیان کرتے ہیں۔ کہ میری والدہ نے مجھ سے پوچھا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کا تیرا معمول کیا ہے۔ میں نے کہا۔ کہ اتنے دنوں سے میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکا۔ وہ مجھ سے ناراض ہوئیں میں نے کہا مجھے اجازت دیجیے کہ میں ابھی حضور نبی اکرم ؐ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ ان کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھوں گا۔ اور ان سے عرض کروں گا۔ کہ میرے اور آپ کے لیے مغفرت کی دعا فرمائیں۔ پس میں حضور نبی اکرم ؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور ان کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی۔ پھر حضور نبی اکرم ؐ نوافل ادا فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ نے عشاء کی نماز ادا فرمائی۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ تو میں آپ کے پیچھے چلنے لگا۔ آپ نے میری آواز سنی۔ تو فرمایا یہ کون ہے۔ حذیفہ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ حضور نبی اکرم نے پوچھا۔ تمہاری کیا حاجت ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اور تمہاری ماں کو بخش دے۔ پھر فرمایا۔ یہ ایک فرشتہ ہے۔ جو اس سے پہلے دنیا میں کبھی نہیں اترا۔ اس نے اپنے رب سے اجازت چاہی کہ مجھ پر سلام عرض کرے۔ اور مجھے بشارت دے۔ کہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہے۔ اور حسن اور حسین جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔
(ص ۴۲)

۱۰۔ حضور نبی اکرم ؐ کے پروردہ عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب ام سلمہ کے گھر حضور اکرم ؐ پر یہ آیت پاک انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس ----- نازل ہوئی۔ تو آپ نے سیدہ فاطمہ اور حسنین کریمین کو بلایا۔ اور انہیں ایک کملی میں ڈھانپ لیا۔ علی آپ کے پیچھے تھے۔ آپ نے انہیں بھی کملی میں ڈھانپ لیا پھر فرمایا۔ اللھم ھؤلاء اھل بیتی۔ فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا (۴۹)

(۱۱) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار یہ مسجد کسی جنبی اور حائضہ عورت کے لیے حلال نہیں۔ سوائے رسول اللہ علی فاطمہ حسن اور حسین کے۔ ان برگزیدہ ہستیوں کے علاوہ کسی کے لیے مسجد نبوی میں آنا جائز نہیں ہوگا۔ آگاہ ہو جاؤ میں نے تمہیں نام بتا دیے ہیں تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ۔
(۴۶)

(۱۲) حضرت علی بن ابی طالب بیان کرتے ہیں۔ کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن اور حسین کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا۔ جس نے مجھ سے اور ان دونوں سے محبت کی اور ان کے والد سے اور ان کی والدہ سے محبت کی وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے ہی ٹھکانہ پر ہوگا۔
(۵۷)

(۱۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً حدیث مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں درخت ہوں۔ فاطمہ اس کی ٹہنی ہے علی اس کا شگوفہ ہے۔ حسن اور حسین اس کا پھل ہیں اور اہل بیت سے محبت کرنے والے اس کے پتے ہیں۔ یہ سب جنت میں ہوں گے۔ یہ حق ہے حق ہے۔
(۵۸)

Scanned with CamScanner

(۱۴) ام المومنین حضرت ام سلمہ بیان کرتی ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی حسنین کریمین کو پہلو میں اٹھائے ہوئے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں۔ اور آپ کے ہاتھ میں ہنڈیا تھی۔ جس میں حسن کے لیے گرم سالن تھا۔ سیدہ نے اسے حضور کے سامنے لا کر رکھا۔ تو آپ نے پوچھا۔ ابو الحسن علی کہاں ہیں۔ تو سیدہ فاطمہ رضی نے جواب دیا۔ گھر میں ہیں۔ آپ نے انہیں بلایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی فاطمہ اور حسنین بیٹھ کر کھانا تناول فرمانے لگے۔ ام سلمہ کہتی ہیں۔ نبی اکرم نے مجھے نہ بلایا حالانکہ اس سے پہلے کبھی ایسا نہ ہوا تھا۔ کہ آپ نے میری موجودگی میں کھانا کھایا ہو۔ اور مجھے نہ بلایا ہو۔ پھر جب آپ کھانے سے فارغ ہوئے۔ تو ان سب کو اپنے کپڑے میں لے لیا۔ اور فرمایا اے اللہ جو ان سے عداوت رکھے۔ تو اس سے عداوت رکھ۔ اور جو ان کو دوست رکھے۔ تو اسے دوست رکھ۔ (۶۷)

(۱۵) سلمان فارسی فرماتے ہیں ہم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ ام ایمن آپ کے پاس آئیں اور عرض کیا۔ حسن اور حسین گم ہو گئے ہیں۔ راوی کہتے ہیں۔ دن خوب نکلا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا چلو میرے بیٹوں کو تلاش کرو۔ راوی کہتا ہے۔ ہر ایک نے اپنا اپنا راستہ لیا۔ اور میں حضور نبی اکرم ؐ کے ساتھ چل پڑا۔ آپ مسلسل چلتے رہے حتیٰ کہ پہاڑ کے دامن تک پہنچ گئے۔ دیکھا کہ حسن و حسین ایک دوسرے کے ساتھ چمٹے ہوئے ہیں۔ اور ایک سانپ اپنی دم پر کھڑا ہے۔ اور اس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں۔ آپ اس کی طرف تیزی سے بڑھے۔ تو وہ اژدھا حضور نبی اکرم کی طرف متوجہ ہو کر سکڑ گیا پھر کھسک کر پتھروں میں چھپ گیا۔ پھر آپ حسنین رضی کے پاس تشریف لائے اور دونوں کو الگ الگ کیا اور ان کے چہروں کو صاف کیا۔ اور فرمایا۔ میرے ماں باپ تم پر قربان تم اللہ کے ہاں کتنی عزت والے ہو۔ اور اپنے کندھوں پر سوار کر لیا۔ سواری کتنی اچھی ہے۔ (۸۸) (۷۴)

(۱۶) حضرت ابو بریدہ رضی سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اتنے میں حسنین کریمین تشریف لے آئے۔ انہوں نے سرخ رنگ کی قمیصیں پہنی ہوئی تھیں۔ اور وہ کم سنی کی وجہ سے لڑکھڑا کر چل رہے تھے۔ حضور نبی اکرم انہیں دیکھ کر منبر سے نیچے تشریف لائے۔ دونوں شہزادوں کو اٹھایا۔ اور اپنے سامنے بٹھا لیا۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد سچ ہے۔ بے شک تمہارے اموال اور تمہاری اولاد آزمائش ہی ہیں۔ میں نے ان بچوں کو لڑکھڑا کر چلتے دیکھا۔ تو مجھ سے رہا نہ گیا حتیٰ کہ میں نے اپنی بات کو کاٹ کر انہیں اٹھا لیا۔ (۷۷)

(۱۷) حضرت ابو ہریرہ رضی بیان کرتے ہیں کہ ہم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز عشاء ادا کر رہے تھے۔ جب آپ سجدہ میں گئے۔ تو حسن اور حسین آپ کی پشت مبارک پر سوار ہو گئے۔ جب آپ نے سجدہ سے سر اٹھایا تو ان دونوں کو اپنے پیچھے سے نرمی کے ساتھ پکڑ کر زمین پر بٹھا دیا۔ جب آپ دوبارہ سجدہ میں گئے۔ تو شہزادگان نے دوبارہ ایسے ہی کیا۔ یہ سلسلہ چلتا رہا۔ یہاں تک کہ آپ نے نماز مکمل کر لی۔ اور ان کو

Scanned with CamScanner

Date ______

بعد دونوں کو اپنی مبارک رانوں پہ بٹھا لیا۔ ۸۳

(۱۸) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ چار (دو ٹانگوں اور دونوں ہاتھوں کے بل) چل رہے تھے۔ اور آپ کی پشت مبارک پر حسنین کریمین سوار تھے۔ اور آپ فرما رہے تھے۔ تمہارا اونٹ کیا خوب ہے۔ اور تم دونوں کیا خوب سوار ہو۔ ۸۹

۱۹۔ عبداللہ بن شداد اپنے والد شداد بن ھاد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ عشاء کی نماز ادا کرنے کے لیے ہمارے پاس تشریف لائے۔ اور آپ حسن یا حسین میں سے کسی ایک کو اٹھائے ہوئے تھے۔ حضور نے تشریف لا کر انہیں زمین پر بٹھا دیا۔ پھر نماز کے لیے تکبیر فرمائی۔ اور نماز پڑھنا شروع کر دی۔ نماز کے دوران حضور نے طویل سجدہ کیا۔ شداد نے کہا۔ میں نے سر اٹھا کر دیکھا کہ شہزادہ سجدے کی حالت میں آپ کی پشت مبارک پر سوار ہیں۔ میں پھر سجدہ میں چلا گیا۔ جب حضور ﷺ نماز ادا فرما چکے تو لوگوں نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے نماز میں اتنا سجدہ طویل کیا۔ یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ کوئی امر الٰہی واقع ہو گیا ہے۔ یا آپ پر وحی نازل ہونے لگی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ ایسی کوئی بات نہ تھی۔ مگر یہ کہ مجھ پر میرا بیٹا سوار تھا۔ اس لیے سجدے سے اٹھنے میں جلدی کرنا اچھا نہ لگا۔ جب تک کہ اس کی خواہش پوری نہ ہو۔ ۹۲

(۲۰) حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک مرتبہ جنت نے دوزخ پر فخر کیا۔ اور کہا میں تم سے بہتر ہوں۔ دوزخ نے کہا۔ میں تم سے بہتر ہوں۔ جنت نے دوزخ سے پوچھا کس وجہ سے۔ دوزخ نے کہا۔ اس لیے کہ مجھ میں بڑے بڑے جابر حکمران فرعون اور نمرود ہیں۔ اس پر جنت خاموش ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے جنت کی طرف وحی کی اور فرمایا۔ تو عاجز اور لا جواب نہ ہو۔ میں تیرے دونوں کو حسن اور حسین کے ذریعے مزین کر دوں گا۔ پس جنت خوشی اور سرور سے ایسے شرما گئی جیسے دلہن شرماتی ہے۔ ۹۸

(ماخذ) مرج البحرین فی مناقب الحسنین ۔ طاہر القادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم - وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ۭ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۭ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۶۱ توبہ پ ۱۰ اور ان میں کوئی وہ ہیں کہ ان غیب کی خبریں دینے والے کو ستاتے ہیں - اور کہتے ہیں - وہ کان ہیں - تم فرماؤ تمہارے بھلے کے لئے کان ہیں - اللہ پر ایمان لاتے ہیں - اور مسلمانوں کی بات پر یقین کرتے ہیں - اور جو تم میں سے مسلمان ہیں - ان کے واسطے رحمت ہیں - اور وہ جو رسول اللہ کو ایذاء دیتے ہیں - ان کے لئے دردناک عذاب ہے - یہ آیت پاک حضور علیہ السلام کی تعریف کا بہت ہی حسین جمیل گلدستہ ہے - اس آیت پاک میں اللہ رب العزت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات عالیہ اور حضور علیہ السلام پر کیئے جانے والے اعتراض کا جواب جو اللہ نے دیا اس کا ذکر ہے - اور ایمان والوں پر جو رحمت ہے اس کا ذکر ہے - (شان نزول) چند منافقین جذام بن خالد - ایاس بن قیس سماک بن یزید عبید ابن مالک وغیرہم ایک دن اپنی خاص مجلس میں حضور علیہ السلام کی شان اقدس میں بہت گستاخیاں کر رہے تھے - کہ ان میں سے ایک بولا - کہ اگر ہماری اس گفتگو کی خبر حضور ؐ کو پہنچ گئی - تو ہماری شامت آ جائے گی - اور ہماری منافقت کھل جائے گی - تو ان میں سے ایک منافق جلاس ابن سوید بولا - کہ کچھ فکر نہ کرو - اول تو یہاں کوئی مسلمان ہے ہی نہیں - صرف ہم ہی ہیں - انہیں اس کی خبر کیسے پہنچے گی - اور اگر کسی مسلمان کے ذریعے آپ تک یہ خبر پہنچ بھی گئی - تو ہم قسم کھا جائیں گے کہ ہم نے کچھ نہ کہا تھا - گذشتہ کا تجربہ ہے کہ وہ ہر بات بغیر تحقیق مان لیتے ہیں - تحقیق نہیں فرماتے - تو بس وہ کان ہیں - جیسے اردو میں کہتے ہیں - کچے کانوں کے ہیں - جو سنا مان لیا - اس کے متعلق یہ آیت پاک نازل ہوئی - اللہ فرماتا ہے - ومنھم الذین یؤذون النبی اور ان میں سے کوئی وہ ہیں کہ ان غیب کی خبریں دینے والے کو ستاتے ہیں - کہ جب وہ اپنی مجلسوں میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرتے ہیں - تب ہی حضور کو خبر ہوتی ہے - کسی مخبر کی خبر رسانی پر ان کا جاننا موقوف نہیں - النبی میں اس دعوے کی دلیل ہے - یعنی ان کی خفیہ بدگوئیوں کی اطلاع ہمیں ہے تکلیف اس لئے ہو جاتی ہے کہ یہ نبی ہیں - یعنی ہر غیب و شہادت کی خبر رکھنے والے ہیں - جن کی خبر رکھنے کا یہ حال ہے - کہ جس خچر پر سوار ہو جائیں اس کی آنکھوں سے غیب کے پردے ہٹا یا اٹھا دیئے جائیں - اور وہ قبر کا عذاب دیکھ کر مردے کی چیخ وپکار سن کر گھبرا کر دو پاؤں پر کھڑا ہو جائے - (مشکوۃ باب التنزہ عن البول) اگر عائشہ صدیقہ ان کا تہبند دوپٹہ کی جگہ اوڑھ لیں - تو ان کی آنکھیں غیب کی نورانی بارش دیکھ لیں - جو مدینہ میں بیٹھ کر عرش وکرسی لوح وقلم جنت ودوزخ کو دیکھ لیں - بھلا اس کے کانوں سے منافقین کی یہ گفتگو کیسے چھپ سکتی ہے - (معلوم ہوا) کہ حضور علیہ السلام ہر شخص کے کھلے چھپے حال سے خبردار ہیں - ان پر کوئی چیز چھپی نہیں - دیکھو منافقین اپنی خاص مجلسوں میں جو گستاخیاں چھپ کر آہستگی سے کرتے تھے - حضور انور کو ان سے تکلیف پہنچ جاتی تھی - اور تکلیف بغیر خبر کے نہیں پہنچ سکتی - حضور انور ہر چیز کی خبر رکھتے ہیں - خبر دیتے بھی ہیں - اور سب خبر شاخبر دیتے بھی ہیں - یہ فائدہ اس جگہ النبی فرمانے سے حاصل ہوا - کہ یہاں الرسول وغیرہ نہ فرمایا گیا - ویقولون

Scanned with CamScanner

Date ______

ھو اذنٌ ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ پردہ پوش لجپال محبوب ان کی گفتار سے خبردار ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ حضور تو نرے کان ہیں ۔ خیال رہے کہ اُذُن کان کو کہتے ہیں ۔ حضور انور کو وہ اُذُن اس لئے کہتے ہیں کہ حضور ہماری ہر بات سن کر بغیر تحقیق مان لیتے ہیں ۔ گویا سراپا کان ہیں ۔ اُن میں کچھ تحقیق کرنے کا مادہ ہی نہیں ۔ یہ انتہا درجہ کی گستاخی تھی ۔ اگر وہ بدنصیب یہی لفظ پردہ پوشی اور ستاری عیبوں کی نیت سے استعمال کرتے تو یہ کلام نعت بن جاتا ۔ یعنی وہ خطا کار کی خطائیں ملاحظہ فرما کر بغیر جرح قدح معافی دے دیتے ہیں ۔ اس خبر کے باوجود حضور انور پردہ پوشی لجپالی ستاری کے مظاہرے ہی ہیں ۔ حضور انور کو باعلم اور باخبر جانتا یہ منافقوں کا طریقہ ہے ۔ یہ فائدہ یقولون ـــــ سے حاصل ہوا ۔ یعنی منافقین کہتے ہیں کہ وہ تو کچے کانوں کے ہیں ۔ ہر ایک کی بات پر معذرت قبول کر لیتے ہیں ۔ انہیں حقیقت حال کی خبر نہیں ہوتی ۔ مومن کا عقیدہ یہ ہے ـــ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل اذن خیر لکم ۔ یہ ہے رب تعالیٰ کی طرف سے ان منافقوں کا جواب قل میں خطاب قرآن پڑھنے والے مسلمان سے ہے ۔ کیونکہ اگلی عبارت میں حضور کیلئے غائب ضمیر آ رہی ہیں ۔ یومن باللہ اور یومن للمومنین ۔ اگر حضور انور سے خطاب ہوتا ۔ تو اتنا پوشیدہ ہوتا ۔ اور آگے دونوں جگہ آ مومن متکلم کا صیغہ ہوتا ۔ نیز قرآن مجید میں عموماً رب اپنے اعتراض حضور انور کے ذریعہ دیتا ہے کہ مجھ پر یہ اعتراض ہے ۔ آپ یہ جواب دیں ۔ کیونکہ حضور اللہ کے شاہد ہیں ۔ اور حضور پر اعتراض ہو ۔ اُسے اللہ تعالیٰ دفع کرتا ہے ۔ یا کسی کے ذریعے دفع کراتا ہے ۔ کیونکہ وہ حضور کا گواہ ہے ۔ یا ایھا النبی انا ارسلنک شاھدا ۔ لتومنوا باللہ شھیدا ۔ یعنی اے منافقو ۔ ہاں وہ سراپا کان ہیں ۔ مگر ان کا کان ہونا ۔ تمہارے لئے خیر ہے ۔ کہ تمہارے پردے ڈھکے عیوب چھپے ہوئے ہی رہیں ۔ اگر وہ تمہاری تحقیقات کرتے تو تمہارے عیب کھل گئے ہوتے ۔ لہٰذا یکم میں خطاب منافقوں سے ہے ۔ حضور انور اپنے گنہگار امتیوں کے دنیا و آخرت میں پردہ پوش ہے ۔

ــ جو یہاں عیب کسی کے کھلنے نہیں دیتے ۔ کب وہ چاہیں گے میری حشر میں رسوائی ہو ۔

مگر اُن کی شان یہ ہے ۔ کہ یومن باللہ ویومن للمومنین ۔ اس فرمان عالی کا پہلا یومن بنا ہے ایمان بمعنی تصدیق سے کفر کا متقابل ۔ یعنی وہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں ۔ اللہ نے انہیں پردہ پوش بنایا ۔ تم پر جرح و قدح کا حکم نہیں دیا ۔ اس لئے ان کا یہ عمل ہے ۔ اور دوسرا یومن بنا ہے ایمانؑ بمعنی بھروسہ و اعتماد کرنا اس لئے پہلے یومن کے بعد ب آئی اور دوسرے کے بعد لام ۔ مومنین فرما کر بتایا کہ تم پر اعتماد نہیں نہ وہ تمہاری تصدیق کرتے ہیں ۔ وہ دل سے تصدیق صرف مومنوں کی کرتے ہیں ۔ انہیں تمہاری حقیقت کی خبر ہے ۔

حضور انور کا ہر بات کی تحقیق نہ فرمانا ۔ معذرت قبول فرما لینا ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے ۔ کہ اس سے بہت سے گنہگار رسوا ہونے سے بچ کر رہ جاتے ہیں ۔ یہ فائدہ یومن للمومنین سے حاصل ہوا ۔ اور حضور اکرم کا کرم بے پایاں ہے

یہ ہے۔ کہ آپ اس سب کی سنتے ہیں۔ مگر مانتے ہیں صرف مخلص مومنین کی تو آپ دل کی گہرائیوں پر نظر رکھتے ہیں۔ آگے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ ۔ حضور انور کی ایک اور صفت کا بیان رحمت کی تنوین عظمت کی ہے۔ یعنی عظیم الشان رحمت خیال رہے کہ حضور کی رحمت عامہ تو سارے جہانوں کیلئے ہے۔ کہ جس کا اللہ تعالیٰ رب ہے۔ اس کیلئے حضور انور رحمت وہ رب العالمین ہے۔ اور حضور رحمۃ للعالمین مگر رحمت خاصہ صرف مومنوں کیلئے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ بالمؤمنین رؤف رحیم یہاں رحمت سے مراد رحمت خاصہ ہے۔ اور منکم میں خطاب منافقین سے ہے۔ آمنوا سے مراد اخلاص سے ایمان لانا ہے۔ یعنی اے منافقو تم میں سے جو بھی مخلص مومن ہو جاویں۔ ان کیلئے حضور خاص رحمت ہیں یا اے منافقو۔ تمہارے خاندان قبیلہ میں جو لوگ اخلاص سے ایمان لا چکے ان پر حضور رحمت خاصہ ہیں۔ تم بھی ان کی طرح ایمان لاؤ۔ تاکہ ان کی سی رحمت پاؤ۔ حضور کے صدقہ رزق سب کو ملتا ہے۔ مگر ایمان تقویٰ ولایت وغیرہ صرف مومنوں کو عطا ہوتا ہے۔

نبیوں میں رحمت لقب پانے والا ۔ وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا۔

والذین یؤذون رسول اللہ لھم عذاب الیم۔ الذین سے مراد تا قیامت سارے جن و انس ہیں۔ جن میں وہ منافقین بھی داخل ہیں۔ ایذا سے مراد ہے۔ حضور انور کو تکلیف دینے کے لئے کوئی کام یا کلام یا حرکت کرنا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کی طرف اشارہ لفظ رسول سے ہوتا ہے۔ کہ رسول فیض رساں ہیں جیسے پیغام رساں اس لئے یہاں رسول ارشاد ہوا۔ نبی اللہ نہ فرمایا گیا۔ یعنی جو لوگ بھی اس محسن اعظم کو فیض رساں خلق کو کسی قسم کسی طرح اپنے قول و فعل یا کسی حرکت سے ایذا پہنچائیں۔ ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ معلوم ہوا۔ مومنوں کی طرح کفار کے بھی بہت درجے ان کے بہت طبقے ہیں حضور انور کو دکھ پہنچانے والا تمام کافروں میں بدتر ہے۔ اس کا عذاب بھی سخت تر۔ اس لئے معلوم ہوا کہ ابو طالب اور ابولہب میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اس کے برعکس مومنوں میں سب سے اعلیٰ درجہ کا مومن وہ ہے جو حضور کو راضی کرے۔ کہ ان کی رضا میں رب تعالیٰ کی رضا ہے۔ دنیا میں کوئی شخص حضرت صدیق اکبر کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ آپ افضل الخلق بعد انبیاء ہیں۔ کیونکہ اس لئے کہ انہوں نے حضور کی رضا علی وجہ الکمال حاصل کرلی ہے۔

تجھی کو دیکھنا تیری ہی سننا تجھ میں گم رہنا ۔ حقیقت معرفت اہل طریقت اس کو کہتے ہیں۔

سوال: اس آیت کریمہ میں یؤذون کے بعد نبی فرمایا گیا۔ اور دوسری جگہ یؤذون کے بعد رسول اللہ ارشاد ہوا اس کی وجہ کیا ہے۔ منافقین اپنی خاص مجلسوں میں یہ سمجھ کر حضور کی شان میں گستاخی کرتے تھے۔ کہ آپ کو کیا خبر کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ اور کیا کہہ رہے ہیں۔ ان کے اس خیال کی تردید کے لئے فرمایا گیا کہ [illegible] ۔ وہ نبی ہیں نبی کے معنی ہیں نبأ والا۔ یعنی خبر والا۔ وہ تمہاری حرکتوں سے بے خبر کیسے رہ سکتے ہیں۔

سر عرش پر ہے تیری گذر ۔ دل فرش پر ہے تیری نظر

Scanned with CamScanner

Date ______

دوسرے فرمان عالی کا مقصد یہ ہے۔ کہ وہ رسول اللہ یعنی اللہ سے لینے والے۔ تمہیں دینے والے۔ ان کی مہربانیوں کا شکریہ یہ ہے۔ کہ تم ان کے قدم دھو دھو کر پیتے تم الٹا انہیں ستاتے ہو۔ غرضکہ منافقین کے ایک خیال کی تردید کے لیئے حضور کو نبی فرمایا گیا۔ وہ سمجھتے تھے۔ کہ حضور بے خبر ہیں۔ دوسرے خیال کی تردید کے لیئے حضور کو رسول اللہ فرمایا گیا۔ وہ سمجھتے تھے۔ کہ حضور کچھ نہیں دیتے۔

حضور انور رحمت تو سارے جہان کے لیئے۔ سب کو رحمت دیتے ہیں۔ مگر رحمت لینے والے صرف مومنین ہیں لہٰذا رحمۃ للعالمین میں رحمت دینے کا ذکر ہے۔ اور رحمۃ للذین امنوا میں رحمت لینے کا تذکرہ ہے بجلی کا پاور سب کے لیئے رحمت ہے کہ اس سے لائٹنگ گرمی سردی مشین کی حرکت ہوا وغیرہ سب کچھ ہے۔ مگر جو اس پر ہاتھ ڈال دے وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ ربر پہن کے اُسے چھوؤ۔

ایذاء سے مراد حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے کیلئے کوئی کام یا کلام یا حرکت کرنا۔ خواہ بذاتِ خود اچھا ہو یا برا۔ لہٰذا جو کوئی حضور انور کو تکلیف دینے کیلئے نماز بھی پڑھے وہ بھی اس عتاب میں داخل ہے۔ یہ عموم اور اطلاق یاد رکھنا چاہیئے۔ کوئی شخص کسی درجہ کا ہو۔ اپنے کسی کام یا کلام کسی حال کسی حرکت سے حضور انور کو تکلیف پہنچائے وہ کافر مطلق ہے۔ یہ فائدہ الذین کے عموم اور یوذون رسول اللہ کے اطلاق سے حاصل ہوا۔ صوفیا فرماتے ہیں کہ حضور کو ایذا دینے کے لیئے نماز بھی کفر ہے۔ کوئی ممنوعہ اوقات میں اس نیت سے پڑھے کہ حضور انور نے اس سے منع کیا ہے۔ لہٰذا میں ضرور پڑھوں گا۔ کافر ہے۔ حضور کی رضا حاصل کرنے کیلئے کفر یات منہ سے نکال دینا ایمان ہے۔ اور منافقوں کا مسجد ضرار بنانا کفر ہوا۔ اسے مسجد ضرار کہا گیا کیونکہ اس مسجد کی تعمیر حضور انور کو ستانے کیلئے کی گئی تھی۔ تفسیر نعیمی ص ۳۰۸ پ ۱۵ توبہ

حدیثِ معراج ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں نے جہنم کے داروغہ سے کہا کہ مجھے جہنم دکھائیے۔ اس نے عرض کی آپ کا کام نہیں۔ آپ نے فرمایا کچھ تو دکھائیے۔ اگرچہ سوئی کے ناکے کے برابر۔ آپ نے فرمایا۔ جونہی دوزخ کو میں نے دیکھا۔ تو اس میں مجھے ایک قوم بندروں کی صورت میں نظر آئی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں۔ عرض کی گئی یہ چغلخور ہیں۔

ایک شخص حضرت حسن بصری قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ میں نے فلاں سے آپ کی ملامت سنی۔ آپ نے اس سے فرمایا کب۔ اس نے کہا آج آپ نے فرمایا کہاں۔ اس نے کہا اس کے گھر میں۔ آپ نے فرمایا تم وہاں کیا کرنے گئے تھے۔ عرض کی اس کی مہمانی تھی۔ اس نے کیا کھلایا۔ اس نے آٹھ کھانے گن سنائے۔ حضرت حسن بصری نے فرمایا۔ اے بے وقوف اس نے تیرا پیٹ آٹھ کھانوں سے پُر کیا۔ تو نے اس کی بات بھی نہ پچائی۔ اُٹھ کھڑا ہو میری مجلس سے اے بدبخت + اس میں اشارہ ہے کہ چغلخور کی کوئی بات اچھی نہیں۔ اور نہ ہی اس کی بات کا اعتبار کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی اصلاح فرمائے

Scanned with CamScanner

Date ______

سب تک پر لازم ہے کہ وہ زبان بند رکھے۔ اور بری عادات و رسوم سے بچے بلکہ تمام گناہوں سے کنارہ کشی
کرے۔ اس لئے کہ کل قیامت کو آنکھ زبان اور کان بلکہ ہر عضو سے سوال ہوگا۔ روح ص ۲۲۸/۱۵

Abbas ۲-۰۲-۲۰۰۷
۱۳-۰۱-۱۴۲۸ جمعۃ المبارک

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ اَلَمْ يَأْتِهِمْ نَبَأُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۵ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (۷۰) توبہ پ ۱۰ کیا نہ آئی ان تک خبر ان لوگوں کی جو پہلے ہوئے ان سے قوم نوح کی۔ اور عاد اور ثمود اور قوم ابراہیم کی اور مدین اور الٹی ہوئی بستیوں والوں کی۔ لائے ان کے پاس رسول ان کے روشن دلیلیں پس نہیں تھا ظلم کرتا ان پر اللہ۔ اور لیکن تھے وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے معرز سا معین گرلی

اللہ رب العزت اس آیت کریمہ میں سابقہ انبیاء علیہم السلام کی قوموں کے حالات ارشاد فرما رہا ہے۔ کہ ان کے پاس ان کے رسول اللہ کی طرف سے نشانیاں لیکر آئے۔ لیکن انہوں نے جھٹلایا اللہ کی آیات کو۔ تو اللہ نے ان پر عذاب نازل کیا۔ اللہ تعالیٰ اپنا فرمان نازل فرما کر اہل مکہ اور مدینے کے منافقین کو اشارہ فرما رہا ہے۔ کہ اے کافرین اور منافقین کی جماعت تم بھی ان کی طرح مجرم ہو۔ تمہاری سزا یہ ہے۔ کہ دین و دنیا میں تمہاری نیکیاں برباد ہیں پر تمہاری سزا صرف اس لئے ہے۔ کہ اب رحمۃ العالمین کا دور ہے۔ دنیا میں غیبی عذابوں سے امن ہے۔ گذشتہ نبیوں کے مجرموں کے حال میں تو غور کرو۔ کہ ان پر دنیا میں کیسے سخت عذاب آئے۔ گویا۔ موجودہ اور گذشتہ زمانوں کے عذابوں کے فرق کے لئے یہ آیت فرمان عالیشان ہے

ارشاد فرماتا ہے۔ الم یاتھم نبا الذین من قبلھم اس میں الف سوال اور پوچھنے کا ہے۔ اور پوچھنا اقرار کرانے کے لئے ہے۔ ہر خبر کو نبا نہیں کہتے۔ بلکہ عظیم الشان خبر کو نبا کہا جاتا ہے۔ اسی سے ہے نبی یعنی شاندار خبریں دینے والے۔ چنانچہ اخبار وغیرہ کو نبی نہیں کہتے۔ کہ یہ عام اور معمولی خبریں دیا کرتے ہیں۔ آنے سے مراد ان تک خبریں پہنچانا ہیں۔ یا عام مشہور ہونے کی وجہ سے کیونکہ حجاز مقدس میں ان چھ قوموں کے عذاب کے قصے عام مشہور تھے۔ ان کے گیت بچیاں گاتی تھیں۔ یا ان ملکوں میں سفروں کی حالت میں ان کی اجڑی ہوئی بستیاں یہ لوگ دیکھا کرتے اور وہاں ارد گرد کے لوگوں سے ان کے قصے سنا کرتے تھے۔ اس لئے یہاں صرف چھ قوموں کا ذکر ہوا۔ جو ان منافقین سے قریب ہی آباد تھیں۔ دور دراز قوموں کا ذکر نہیں فرمایا۔ جیسے فرعون و ہامان وغیرہ یعنی کیا ان منافقین و کفار کو اپنے سے پہلے کفار کی خبریں نہیں پہنچیں ضرور پہنچی ہیں۔ قومِ نوح نوح علیہ السلام کا جائے قیام عراق تھا۔ فقیر نے کوفہ میں وہ تنور کا مقام دیکھا ہے۔ جہاں سے پانی ابلا تھا۔ اور طوفان کی ابتداء ہوئی تھی۔ یہ قوم پانی کے طوفان سے غرق کی گئی۔ عاد یہ ہود علیہ السلام کی قوم ہے۔ جو یمن کے علاقہ احقاف

Scanned with CamScanner

Date ______

میں آباد تھی۔ یہ سخت آندھی سے ہلاک کی گئی۔ وَ ثَمُوْدَ یہ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ہے
جو یمن کے علاقہ میں مقام حجر میں آباد تھی۔ حجر پر نبی پاک علیہ السلام مع صحابہ کرام کے گزرے
تو آپ نے اس کے کنوئیں کا پانی استعمال کرنے سے وہاں ٹھہرنے سے منع فرما دیا۔ کہ وہ جگہ عذاب الہی
کا نزول کی تھی۔ یہ قوم اولاً چیخ پھر زلزلہ سے ہلاک ہوئی۔ خیال رہے کہ نوح کی طرح ان
دونوں قوموں کو قوم ہود اور قوم صالح نہ فرمایا گیا۔ کیونکہ حجاز مقدس میں یہ دونوں قومیں اپنے
ناموں یعنی عاد و ثمود سے مشہور تھیں۔ نیز ان دونوں قوموں میں ہزارہا آدمی مسلمان ہو گئے
تھے۔ بخلاف قوم نوح کے کہ وہ ساڑھے نو سو برس کی تبلیغ کے باوجود صرف ۸۰ آدمی ایمان لائے
تھے۔ وقومِ ابراہیم ۲۔ اس سے مراد نمرود اور اس کے متبعین ہیں۔ جو بغداد کوفہ کے درمیان
شہر بابل میں رہتے تھے۔ نمرود کافر بادشاہ ہے۔ جو ساری دنیا کا بادشاہ ہوا۔ دعوئے خدائی کرتا تھا۔
ایک لنگڑے مچھر سے وہ اور مکانات کی چھتوں میں دبا کر اس کی قوم کو ہلاک کر دیا گیا۔ خیال رہے
کہ ان کفار کو ان پیغمبروں کی قوم کہنا۔ نسبی وطنی نسبت سے ہے۔ نہ کہ دینی نسبت سے یہ بھی خیال رہے
کہ نمرود کسی غیبی آسمانی عذاب سے ہلاک نہیں ہوا۔ بلکہ مچھر جیسی معمولی چیز سے۔ رب چاہے تو ابابیل سے
فیل مروا دے۔ وَاَصْحٰبِ مَدْیَنَ۔ یہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ہے۔ جو مدین کے علاقہ
میں رہتی تھی۔ اس قوم کا نام بھی مدین تھا۔ کیونکہ یہ ابن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد تھی۔ انہی کے نام سے
یہ علاقہ مدین کہلاتا تھا۔ یہ قوم غیبی آگ سے ہلاک ہوئی۔ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ۔ اس سے وہ چار یا پانچ
بستیاں مراد ہیں۔ جن میں حضرت لوط علیہ السلام نبی بنا کر بھیجے گئے۔ ان بستیوں کا تختہ الٹ دیا گیا۔
کم و بیش کا حصہ نیچے کر دیا گیا۔ اور نیچے کا اوپر ان پر پتھر برسائے گئے۔ اس لئے انہیں مؤتفکات کہتے ہیں یعنی
الٹی ہوئی بستیاں۔
اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ۔ اس ایک کلمہ میں ان تمام قوموں کی وجہ عذاب بیان ہوئی۔ رسل سے مراد ان
چھ قوموں کے چھ ہی رسول ہیں۔ جن کا ابھی ذکر ہوا۔ حضرت نوح۔ ہود۔ صالح ابراہیم شعیب اور لوط
علیہم السلام۔ بینات سے مراد ان کے معجزات ہیں۔ جن کی تفصیل معلوم نہ ہو سکی۔ یا ان کے فرمان اور
دلائل و براہین یعنی ان کے پاس ان کے رسول اپنے معجزات اپنی حقانیت کے کھلے دلائل لائے۔ فَمَا كَانَ
اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ ان قوموں نے ان نبیوں کو جھٹلایا۔ تو ہم نے انہیں مختلف طریقوں سے ہلاک کیا۔ اور ہم نے
ان پر ظلم نہیں کیا۔ کہ بے قصور ہلاک کر دیا ہو۔ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ۔ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے
اللہ فرماتا ہے۔ کہ اے موجودہ منافقین اللہ سے ایسے بے خوف کیوں ہو گئے۔ کیا تم کو ان چھ کافر قوموں کی
ہلاکت کی خبر نہیں پہنچی۔ کہ جو قومیں تمہارے قریب ہی آباد تھیں۔ جب ان کے پاس رسول آئے تو انہوں نے
جھٹلایا۔ اور اپنی جانوں پر ظلم کرتے خود ہلاکت میں گرے۔ اگر تم بھی سید المرسلین کی مخالفت کرو گے تو مارے جاؤ
گے۔ معلوم ہوا صحیح تاریخ پڑھنا تاریخی مقامات پر جانا انہیں دیکھنا یاد رکھنا اعلیٰ درجہ کی عبادت
ہے۔ یہ فائدہ اَلَمْ يَأْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ سے حاصل ہوا۔ اس لئے قرآن مجید میں اچھے برے لوگوں کے حالات جگہ جگہ

Scanned with CamScanner

Date ______

ارشاد ہوئے ۔ عرس بزرگان میلاد شریف کی مجلس قائم کرنے کا بھی یہی مقصد ہے کہ مسلمانوں کو ان ذریعوں سے حضور علیہ السلام کے حالات طیبہ اولیاء اللہ کے احوال سنائے جائیں۔ تاکہ ان میں نیک اعمال کا جذبہ پیدا ہوا۔ (۲) جن لوگوں پر جس نبی کی اطاعت لازم ہو وہ اس نبی کی قوم ہیں۔ اطاعت کرنے والے لوگ قوم اجابت ہیں۔ اور نافرمان لوگ قوم دعوت۔ یہ فائدہ گزشتہ کفار کو قوم نوح قوم ابراہیم فرمانے سے حاصل ہوا۔ لہٰذا تا قیامت سارے انسان حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم ہیں۔ مومنین تو قوم اجابت ہیں اور منکرین قوم دعوت۔ قوم بہت سے معنی میں بولا گیا ہے۔ ہم وطن ہم نسب ہم پیشہ ہم زبان ہم مذہب (۳) لوگ رب تعالیٰ کی نافرمانی کریں حتیٰ کہ دعوائے خدائی کریں مگر دنیاوی عذاب اُن پر نہ آئے گا۔ عذاب کی وجہ صرف ایک ہے۔ نبی کی مخالفت کہ مذکورہ قوموں پر عذاب اپنے نبیوں کی مخالفت سے آئے۔ (۴) اللہ تعالیٰ کبھی بے قصور کو سزا نہیں دیتا۔ وہ ظلم کرنے سے پاک ہے یا بغیر نیک اعمال نیت عمل زیادہ دینا کرم کریمانہ ہے۔ وہ ہم جیسے بے عملوں بلکہ بد عملوں پر ان شاء اللہ مزید ہوگا۔ مولانا حسن رضا فرماتے ہیں ۔ گنہگار پہ جب لطف آپ کا ہوگا۔ کیا بغیر کیا بے کیا کیا ہوگا۔ کیونکہ سارے انسان اللہ تعالیٰ کی ملک ہیں۔ اور عمل وہی کرو۔ جس کی رب نے اجازت دی ہے اس کی مرضی کے خلاف عمل ظلم ہے۔ یہ فائدہ انفسہم یظلمون سے حاصل ہوا۔ بلکہ عمداً گناہ بھی ظلم ہے بلکہ مقبولین بارگاہ نے اپنی خطاؤں کو بھی ظلم کہا۔ آدم علیہ السلام نے عرض کی ربنا ظلمنا انفسنا ۔ رب تعالیٰ ہم کو بھی اپنے معاملہ میں امانت داری کی توفیق عطا فرمائے۔ مجرم جرم کر کے خود اپنا ہی برا کرتا ہے اللہ تعالیٰ یا اس کے نبی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

سوال ۔ اگر بغیر جرم سزا دینا ظلم ہے۔ اور رب تعالیٰ اس سے پاک ہے۔ تو وہ دنیا میں بے قصور بچوں دیوانوں اور بے گناہ نبیوں ولیوں پر تکلیف بیماریاں کیوں بھیجتا ہے۔ جواب ۔ یہ سزا نہیں۔ بلکہ رحمت ہیں۔ جن سے ان لوگوں کے درجات بڑھتے ہیں۔ لوہے کو آگ میں تپانا اسے قیمتی بنانے کے لیے ہے۔ اور سونے کو تپانا اسے محبوب سے قریب بڑھانے کے لیے کہ زیور بن کر محبوب کے گلے کے لائق ہو جائے۔ اور استاد کا بچوں پر سختی کرنا سزا نہیں۔ بلکہ انہیں کامل بنانے کا ذریعہ ہے۔ سزا چیز ہی اور ہے۔ تفسیر نعیمی صفحہ ۳۴۷ پ ۱۰ توبہ ۔

مذکورہ بالا قوموں کے ساتھ جو سلوک کیا گیا۔ وہ ان پر ظلم اور زیادتی نہیں تھی۔ بلکہ ان کو صحیح راستہ بتا دیا گیا۔ وقتاً فوقتاً ان کو ان کی غلط روی پر متنبہ کرنے کے لئے انبیاء بھیجے گئے۔ آسمانی ہدایت کی روشنی ان کے سامنے حق و باطل کو نمایاں کرتی رہی۔ لیکن بایں ہمہ جب وہ اس راہ پر چلنے پر مصر ہوئے جو ہلاکت کے گہرے غار میں لے جانے والی تھی۔ تو انجام کار وہ اس غار میں جا گرے۔ اب تم خود فیصلہ کر لو کہ قصوروار کون ہے اور کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ نا انصافی کی۔ یا وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہے۔ تفسیر ضیاء القرآن ۲/۲۳۱

معلوم ہوا کہ پچھلے انبیاء کی قوموں نے ان کو جھٹلایا مگر عذاب کو نہیں مانگا۔ لیکن پھر بھی عذاب الٰہی کے سزاوار ہوگئے۔ اب حضور علیہ السلام کا دور ہے۔ اہل مکہ کافروں نے آپ کو جھٹلایا بھی اور عذاب بھی مانگا

Scanned with CamScanner

لیکن مرکھلی قوموں کی طرح عذاب میں مبتلا نہیں ہوں گے۔ اللہ فرماتا ہے۔ محبوب ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ لہذا آپ کے ہوتے ہوئے اس دنیا میں کسی پر عذاب نہیں آئے گا۔ روایت میں ہے کہ ایک بار کفار نے دعا کی۔ کہ خداوند اگر یہ قرآن سچا ہے۔ اور ہم اس پر ایمان نہیں لاتے تو تو ہم پر پتھر برسا دے۔ آسمان سے یا ہم کو سخت عذاب دے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور فرمایا گیا۔ کہ اے محبوب یہ لوگ اپنی موت اپنے منہ سے مانگ رہے ہیں۔ لیکن چونکہ اے پیارے تم ان میں ہو۔ اور آپ کو رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اور رحمت کاملہ اور عذاب میں اجتماع نہیں ہو سکتا۔ اس لیے تمہاری موجودگی میں ان پر عذاب نہیں آئے گا۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کی برکت سے عذاب الہی سے امن ہے۔ اور قیامت تک مومنوں پر عام عذاب نہ آئے گا۔ جیسا کہ پہلی امتوں پر آتا تھا کہ کسی پر پتھر برسے۔ کسی کو زمین میں دھنسا دیا گیا۔ کسی قوم کو پانی میں ڈبو دیا گیا۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام قیامت تک مسلمانوں میں جلوہ گر ہیں۔ شان حبیب الرحمان ص ۹۸

سبق آموز حکایات۔ دانا وہ ہے جو اپنی قوت اور کثرت اموال و اولاد و اسباب سے دھوکہ نہیں کھاتا۔ اس لیے کہ تمام فانی اور زوال پذیر ہے۔ جو شخص اپنی قوت بدنی اور اسباب دنیوی سے دھوکہ نہیں کھاتا۔ وہ کبھی راہ راست سے نہیں ہٹ سکتا۔ پرندے کی مثال تیر کی سی ہے کہ وہ کتنا ہی اونچا کیوں نہ پرواز کر جائے۔ لیکن بالآخر نیچے گرتا ہے۔ اس لیے ہر بلندی کو نیچا دیکھنا پڑتا ہے۔ اس لیے انسان پر لازم ہے کہ توبہ و استغفار سے اپنے معاملات کو درست کرے۔ قبل اس کے کہ انسانوں پر اللہ تعالیٰ کا

عذاب نازلگی کا نزول ہو۔

حکایت۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اپنی لونڈی کو ایک جگہ بٹھا کر اسے حکم دیا کہ یہاں سے میرے آنے تک نہ اٹھنا۔ جب میں اپنے کاروبار سے فارغ ہو کر لوٹا تو لونڈی موجود نہ تھی۔ میں اس کی تلاش میں نکلا۔ دیکھا تو ایک دوسری جگہ ایک کونے میں بیٹھی تھی میں نے اسے جھڑک کر کہا۔ کہ جب میں نے تجھے روکا تھا۔ تو وہاں سے کیوں اٹھ کر چلی گئی۔ اس نے کہا حضرت ناراض نہ ہوں آپ نے جہاں مجھے بٹھایا تھا۔ وہ لوگ ذکر الہی سے محروم تھے۔ مجھے خطرہ ہو گیا کہ یہ خسف کے عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ اور میں بھی ان کی نحوست کا شکار ہو جاتی۔ اس خطرہ سے مجھے وہاں سے اٹھنا پڑا۔ میں نے کہا۔ امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بطفیل حبیب تو خسف زمین میں دھنس جانے کے عذاب سے محفوظ ہے تو کیسے ان کیلئے خسف کے عذاب سے ڈر گئی۔ اس نے جواب دیا۔ میرے آقا واقعی زمین میں دھنسنے سے محفوظ ہیں۔ لیکن قلب کے خسف سے تو محفوظ نہیں یعنی جو ذکر الہی سے محروم ہے۔ اس کے دل پر سیاہی چڑھ جاتی ہے۔ اس اعتبار سے گویا وہ دل دھنس گیا۔ سالک کو معلوم ہونا چاہیے۔ کہ جو قلب ذکر و معرفت حق سے محروم ہے وہ خسف کے عذاب میں مبتلا ہے۔ گویا وہ قلب مختلف عذاب اور برے بلاؤں میں گرفتار رہتا ہے۔ اس لیے ہر انسان پر لازم ہے کہ وہ اپنے آپ کو ایسے عذاب سے بچائے اور موت سے پہلے اپنے مریض قلب کا علاج کرالے۔

(حدیث شریف) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تقریر فرما رہے

Scanned with CamScanner

تھے اور سامعین بھی بہ کمال ادب آپ کی تقریر سننے میں محو تھے۔ میں نے سنا آپ فرما رہے تھے کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے حیا کرو۔ سامعین میں سے ایک نے عرض کی۔ حضرت ہم تو اللہ تعالیٰ سے بہت بڑا حیا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے کا معنیٰ یہ ہے کہ بندہ ہر وقت اپنی موت کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھے۔ اور اپنے پیٹ اور سر کی حفاظت کرے۔ یعنی پیٹ میں حرام کا لقمہ نہ جانے دے۔ اور دماغ میں غلط تصور کو جگہ نہ دے۔ اور ہر وقت موت کا ذکر زبان پر ہو۔ اور یقین کرے۔ ایک دن یہی جسم مٹی میں ہوگا۔ اور دنیا کی زیب و زینت کو ترک کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو فرعون والی تمام طاقت تمہیں دے دوں تو ایسا کر سکتا ہوں۔ لیکن میں نہ صرف تمہارے سے ایسی طاقت و قدرت روک رکھتا ہوں۔ بلکہ اپنے تمام اولیاء کو دنیا کی جاہ و حشم نہیں دیتا۔ اور میرے لئے یہ کوئی مشکل بھی نہیں۔ لیکن صرف اس لئے کہ اولیاء کرام کو فقر و فاقہ میں مبتلا کر کے اپنے ہاں ان کے درجات بلند کرتا ہوں۔

نکو جامے از سلطنت بیش نیست — کہ ایمن تر از ملک درویش نیست

نیک آدمی کی نیکی سلطنت سے بڑھ کر ہے۔ الفقر اللہ والے کو بادشاہوں سے زیادہ بے فکری ہے۔

سبق۔ دنیا کیا آخرت کے حالات ظاہر و باطن میں [illegible] دانا وہ ہے جو عبرت حاصل کرتا ہے۔ اور مرتے دم تک خدا تعالیٰ کی رضا کا طالب رہتا ہے۔ روح البیان ص ۲۷۳ پ ۱۰ [illegible]

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا۔ جو بھی گنہگار ہے اس پر دنیا میں عذاب نہیں آئے گا۔ اگر رسول کی بارگاہ میں آ گیا تو دنیا اور آخرت میں اس کیلئے امان ہے۔ کیونکہ اب میرے محبوب اکرم کا در ہے۔

بعض لوگ یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ حضور تاجدار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر خداوند عالم سے معافی مانگنے کا حکم صرف اور صرف حضور اکرم ﷺ کی حیات ظاہری میں تھا۔ تو سنیے قرآن پاک کے اس فرمان میں جاءوک میں یہ قید ہرگز نہیں ہے کہ گنہگار آپ کی ظاہری حیات پاک میں حاضر ہوں۔ اور بعد میں نہ ہوں۔ بلکہ جاءوک میں حکم عام ہے کہ قیامت تک جو بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں مغفرت طلب کرنا چاہے۔ وہ محبوب خدا ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو جائے۔ حضور تاجدار دو جہاں فخر موجودات ﷺ کا یہ وہ دربار عالیہ ہے۔ جہاں دکھیوں کے دکھ دور ہوتے ہیں۔ حاجت مندوں کی حاجت روائی ہوتی ہے۔ مصیبت زدوں کی مشکل کشائی ہوتی ہے۔ یہ وہ دربار گوہر بار ہے جہاں گنہگاروں کی شنوائی ہوتی ہے۔

ان کے دربار اقدس میں جب بھی غم زدہ آ گیا تشنہ کام آ گیا

غم غلط ہو گئے معصیت دھل گئی مغفرت عافیت کا پیام آ گیا

مدینہ منورہ کے نواح میں رہنے والے اعرابی نے جب قرآن کریم کی یہ آیت مقدسہ سنی ولو انہم اذ ظلموا تو اس نے اپنے آپ کو گنہگار سمجھتے ہوئے۔ دربار رسول کی طرف سفر شروع کیا۔ جب مدینہ منورہ پہنچا۔ تو معلوم ہوا کہ آقائے نامدار ﷺ کو تو اس دار فانی سے ظاہری پردہ فرمائے ہوئے تین دن ہو گئے تھے۔ اس خبر سے اعرابی کی

Scanned with CamScanner

Date ______

آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ صاحب تفسیر مدارک نقل فرماتے ہیں کہ وہ اعرابی حضور اکرم ﷺ کی تربت انور پر حاضر ہوا۔ اور اس نے مزار اقدس کی خاک پاک کو اٹھا کر اپنے سر پر ڈالا اور عرض کیا۔ پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ؎

تیرے قدموں پہ آنا میرا کام تھا۔ میری بگڑی بنانا تیرا کام ہے۔
ٹھوکریں کھا کے گرنا میرا کام تھا۔ ہر قدم پر اٹھانا تیرا کام ہے۔

حضور رحمت اللعالمین ﷺ نے جب اس عاشق زار گناہگار کا سوال سنا تو مزار مقدس سے فرمایا۔ اے اعرابی آنا تیرا کام تھا۔ بخشوانا میرا کام ہے جا۔ قد غفر لک۔ الخطیب ص ۱۹۰/۲

نام محمد ﷺ۔ بنی اسرائیل میں ایک آدمی تھا۔ جس نے سو سالہ زندگی فسق و فجور اور معصیت میں بسر کی اور اسی حالت میں اسے موت کا پیغام آگیا۔ ملک الموت نے اس کی روح قبض کر لی۔ تو لوگوں نے اس کا مردہ جسم کو گھسیٹ کر شہر سے باہر گندگی کے ڈھیر پر پھینک دیا۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جبریل امین علیہ السلام حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا اے کلیم اللہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے۔ اور حکم فرماتا ہے کہ میرا دوست انتقال کر گیا ہے۔ اور لوگوں نے اسے گندے ڈھیر پر ڈال دیا ہے۔ اے کلیم اللہ تم جاؤ۔ اور اس کو وہاں سے اٹھا لاؤ۔ اور اس کے کفن دفن کا انتظام کرو۔ اور جو لوگ اس کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔ میں اس کے گناہ معاف کر دوں گا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو گندگی کے ڈھیر سے اٹھوا کر اس کو غسل دلوایا۔ کفن پہنایا نماز جنازہ پڑھائی۔ اور دفن کروا دیا۔ پھر بارگاہ خداوندی میں عرض کیا مولیٰ کریم یہ تو بہت بڑا مجرم تھا اس نے سو سال بڑی نافرمانی میں گزارا تھا۔ بارگاہ خداوندی سے جواب ملا۔ اے پیارے نبی یہ واقعی بہت بڑا گنہگار تھا۔ مگر اس نے ایک دفعہ توراۃ کھولی۔ اور اس میں میرے محبوب ﷺ کا نام نامی دیکھا اور محبت سے چوم لیا۔ اس کی یہ ادا ہم کو اتنی پسند آئی۔ کہ ہم نے اس کے سو سال کے گناہوں کو معاف کر کے مقربین میں داخل کر لیا۔ بحوالہ مدارج النبوۃ نزہۃ المجالس الخطیب ص ۱۶۴

نام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنے والا بنی اسرائیل کا سو سالہ گناہ گار بخشا گیا۔ تو غلام مصطفیٰ آپ کے نام پر مٹنے والے۔ کو کیوں نہ بارگاہ خداوندی سے جنت عطا کی جائے گی۔

ان کا در چھونے کا صلہ مل گیا۔ سر اٹھایا تو مجھ کو خدا مل گیا
عاصیوں کو بڑا مرتبہ مل گیا۔ حشر میں دامن مصطفیٰ مل گیا

جوہر نشانی ص ۳۲۱

[signature]
۹-۰۲-۲۰۰۷
۲۰-۰۱-۱۴۲۸
جمعۃ المبارک۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ
يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ
سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۔ ۷۱ توبہ پ ۔ اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے
کے رفیق ہیں۔ بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں ۔ اور نماز قائم رکھیں ۔ اور زکوٰۃ دیں ۔ اور اطاعت کرتے ہیں
اللہ کی اور اس کے رسول کی ۔ یہ لوگ ہیں کہ عنقریب رحم کریگا ان پر ۔ بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے ۔

اس آیت کریمہ میں رب العزت نے مخلص مومنوں کی صفات کو بیان فرمایا ہے ۔ اللہ کی ان پر رحمت ہے کہ
ان کو روحانی صحت مند بنایا ۔ اللہ نے مومنوں کی جو صفات اور اس کے نتیجے کا ذکر فرمایا ۔ دنیا و دین میں ان پر رحمت ہے۔
اللہ فرماتا ہے ۔ والمومنون والمومنٰت کہے جیسے مومن دل و زبان سے ایمان لانے والے ایمان رکھنے والے مخلصین چونکہ
مرد مومن مومنہ عورتوں سے افضل ہیں ۔ اس لیے پہلے مردوں کا ذکر ہوا ۔ بعد میں مومنہ عورتوں کا ۔ اس سے مراد سارے
مسلمان ہیں ۔ تا قیامت خواہ کسی جگہ کے ہوں ۔ یا کسی درجے کے ان میں سے جس درجے کا مومن ہوگا ۔ اسی درجہ
کی ولایت نماز زکوٰۃ تبلیغ پھر اسی مرتبہ کی اللہ کی رحمت ۔ غرض کہ ہر ایک کلمہ بہت ہی جامع ہے ۔ بعضهم
اولیاء بعض ۔ یہ عبارت المومنون کی خبر ہے ۔ اولیاء جمع ہے ۔ ولی کی ۔ جس کا مادہ وَلْیٌ ہے ۔ یا ولایت
یعنی عداوت کا مقابل وَلْیٌ عَدُوٌّ کا مقابل ۔ وَلْیٌ کے بہت معنی ہیں ۔ والی وارث دوست محبت والا ۔ مددگار
ناصر ساتھی ۔ قرآن مجید میں یہ سارا لفظ ان سارے معنی میں استعمال ہوا ہے ۔ یہاں یا تو معنی دوست ہے
یا بمعنی مددگار یا رفیق ساتھی ۔ یہ فرمان عالی منافقین کے اس عیب کے مقابل ارشاد ہوا ۔ المنافقون والمنافقات
بعضهم من بعض مگر فرق یہ ہے کہ وہاں من بعض ارشاد ہوا ۔ کیونکہ وہاں نفسانی شیطانی دوستی ہے ۔ یہاں
اولیاء بعض فرمایا گیا ۔ کیونکہ مومنوں کی دوستی رب تعالیٰ کی طرف سے ہے ۔ پھر جیسے مومن ویسی ان کی دوستی ۔ ویسی
ان کی مدد ۔ ویسی ان کی رفاقت ۔ حتیٰ کہ اولیاء اللہ بعد وفات بھی مومنوں کے ساتھی ان کے دوست ان کے مددگار
ہوتے ہیں ۔ معلوم ہوا کہ مومن تا قیامت ایک دوسرے کے مددگار رہیں ۔ ہر قسم کا مومن اپنی شان کے لائق دوسروں
کی مدد کرتا ہے ۔ سچی مسلمان کو مسلمانوں سے دلی عداوت و دشمنی نہیں ہو سکتی ۔ اگرچہ ان کی آپس میں جنگ قتل
و خون ہو جائے ۔ یہ چیزیں دل کا میل کچیل عارضی نفرت ۔ رب العزت نے مسلمانوں کے متعلق خبر دی کہ مومن ایک
دوسرے کے دوست ہیں ۔ اس کی خبر سچی ہے ۔ جنت میں جاتے وقت دل کا میل بھی دور کر دیا جائے گا ۔ فرماتا ہے وَنَزَعْنَا
مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ ۔ حضور انور کے بعد صحابہ میں جنگیں ہوئیں ۔ مگر انہیں رحماء بینهم فرمایا گیا یعنی آپس
میں رحیم و کریم ۔ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے آپ کے ساتھ بہت کچھ کیا ۔ مگر رب نے ہدایت کے تارے ۔ اور عشرہ کو کہا
یہ بھی لغزشیں عارضی ہوتی ہیں ۔ ۲ ۔ مسلمانوں کی محبت کافروں سے کبھی نہیں ہو سکتی ۔ ہو گی تو عارضی ۔ ظاہری ۔
جیسے آدمی اور بالتو سانپ کی محبت جو محض عارضی ہوتی ہیں ۔ (۳) مسلمانوں کی محبتیں مرنے سے ختم
نہیں ہو جاتی ۔ بلکہ باقی رہتی ہیں ۔ ایمان باقی ہے تو محبتیں بھی باقی ۔ جب مومن مرے بعد بھی مومن رہتے ہیں ۔ تو
ایک دوسرے کے دوست بھی رہتے ہیں ۔ دیکھو زندہ مسلمان تمام مردہ و زندہ مسلمانوں کو اپنی دعاؤں ایصال ثواب ختم
ختمات میں شامل کرتے ۔ بلکہ اپنی نمازوں میں انہیں یاد کرتے ہیں ۔ اور کہتے ہیں رب اغفرلی ولوالدی وللمومنین والمومنات لاجابۃ

Scanned with CamScanner

Date ______

الاخلاء یومئذ ھم الاولیاء۔ ادھر قبر والے زندہ مومنوں کو بقدر مرتبہ فیض پہنچاتے ہیں۔ مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ یہ مدد دینی و دنیاوی شرک نہیں۔ بلکہ برحق ہے۔ رب فرماتا ہے۔ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنو۔ تمہارے مددگار اللہ رسول اور مومنین ہیں۔ (۵) مسلمانوں کی یہ آپس کی مدد بعد موت سے ختم نہیں ہو جاتی بلکہ تا قیامت باقی رہتی ہیں۔ اس مدد کی وجہ ایمان ہے۔ یہ تو بعد موت بھی قائم دیکھو زندہ مسلمان مردوں کی مدد اپنے صدقات و خیرات ایصال ثواب کبھی ان کی طرف سے قربانی اور حج بدل وغیرہ سے کرتے ہیں۔ یہ ہے اسی آیت کا ظہور۔ یہ ایمان بڑا مضبوط رشتہ ہے جو کبھی نہیں ٹوٹتا۔

اعتراض۔ اس آیت کریمہ سے اشارۃً معلوم ہوا۔ کہ کفار ایک دوسرے کے دوست نہیں۔ حالانکہ فی زمانہ جتنا اتفاق کفار میں ہے اتنا مسلمانوں میں نہیں۔ دیکھو آج عیسائی ہنود اور یہود کیسے متفق ہیں ان کے مددگار ہیں۔ جواب۔ یہ اتفاق نہیں بلکہ سیاسی چال ہے۔ ان میں سے ہر ایک اپنی خود غرضی سے دوسرے کی مدد کرتا ہے۔ کسی سے لڑائی اپنے ملک کو جنگ کے شعلوں سے بچانے کیلئے عیسائی یہودی دوست تو کیا ہوں گے یہ تو خود آپس میں ایک دوسرے کا دوست نہیں۔ رومن کیتھولک عیسائیوں کا گرجا اور ہے۔ دیسی عیسائیوں کا گرجا اور بلکہ مرنے کے بعد بھی متفق نہیں۔ دیکھو۔ انگریز عیسائیوں کا قبرستان علیحدہ ہے۔ دیسی صاحب بہادر کا قبرستان الگ اور چوہڑے عیسائیوں کا قبرستان بالکل علیحدہ ہے۔ یہ ایک دوسرے کے قبرستان میں دفن نہیں ہو سکتے۔ خود ہندو اونچی جاتی اور نیچی جاتی والے متفق نہیں۔ بیاہ شادی تو کیا ایک دوسرے کا کھانا پانی حقہ استعمال نہیں کرتے۔

اعتراض۔ یہاں ارشاد ہوا کہ مومنین ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ مگر دوسری جگہ ارشاد ہے وما لکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر۔ اللہ کے سوا تمہارا کوئی مددگار اور ولی کوئی نہیں۔ دونوں آیتوں میں تعارض ہے۔ جواب۔ وہاں دون بمعنی مقابل ہے اللہ کے مقابل نہ تمہارا کوئی ولی ہے نہ مددگار مگر جسے اللہ اپنے بندوں کا مددگار بنا دے وہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے مددگار ہے۔ وہاں خطاب کفار سے ہے یعنی اے کافرو تمہارا کوئی مددگار نہیں۔ مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے سے ایمان اخلاص دین حق کی پیروی میں متفق ہیں۔ اور بعض بعض کے دنیاوی دینی کاموں میں مددگار ہیں۔ حتیٰ کہ مرشدین اپنے مریدوں کو درجات سلوک طے کرانے اور تزکیۂ نفس اور رب تعالیٰ تک پہنچانے میں مددگار ہیں۔ ایک دوسرے کو بھلی باتوں کا حکم کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یامرون بالمعروف یہ مومنوں کی دوسری صفت ہے۔ منافقوں کے اس عیب کے مقابل ینہون عن المنکر اس میں بڑی وسعت ہے۔ کیونکہ جیسا مومن ویسا اس کا حکم حتیٰ کہ اولیاء علماء بعد وفات بھی یہ حکم دیتے رہتے ہیں۔ ان کے علمی عملی اور روحانی حکم تا قیامت باقی رہتے ہیں۔ بعض علماء کی دینی کتابیں لوگ تا قیامت لوگ ان سے فیض پا رہے ہیں۔ وینہون عن المنکر۔ مخلص مومن برائیوں سے روکتے ہیں۔ منع کرنا زبان سے ہاتھ سے قلم سے جیتے جی منع کرتے رہنا۔ بعد موت اپنی تعلیم کے ذریعے منع کرنا۔ منکر بنا ہے انکار سے بمعنی انکار کرنا۔ خیال رہے کہ یامرون اور ینہون مضارع فرما کر یہ بتایا کہ صرف ایک بار ہی حکم یا منع نہیں کرتے بلکہ برابر کرتے ہیں۔ خود اپنے کو بھی اور دوسروں کو بھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن کی پہچان یہ ہے کہ ہمیشہ ایک دوسرے کو اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں۔ اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں۔ معلوم ہوا۔ کہ ہر مسلمان مبلغ

Scanned with CamScanner

Date ______

ہونا چاہیے۔ بقدر طاقت تبلیغ صرف علماء اولیاء پر ہی نہیں۔ تبلیغ صرف ایک بار نہ کی جائے بلکہ مرتے دم تک کی جائے یہ فائدہ یامرون اور ینہون مضارع فرمانے سے حاصل ہوا۔ تبلیغ صرف زبان پر نہ فقط کی جائے بلکہ قلم زبان عمل ہاتھ وغیرہ سب سے تبلیغ کرے۔ حتیٰ کہ مسلمان بادشاہ حکام بزور حکومت تبلیغ کریں۔ بعض اللہ کے بندے مرے بعد بھی تبلیغ کر رہے ہیں۔ حضرات اولیاء اللہ کی علمی اور روحانی تبلیغیں ان کی قبروں سے جاری ہیں۔ داتا گنج بخش کے مزار مقدس سے وابستہ بد مذہب نہیں ہوتے ان کے مزار پر حاضری سے دل کا زنگ بدل جاتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے۔ ویقیمون الصلوٰۃ مومن مخلص نماز کو قائم کرتے ہیں۔ ویؤتون الزکوٰۃ۔ مخلص اپنے ہر طرح کے مالوں کی ہر طرح کی زکوٰۃ دیتے رہتے ہیں۔ بلکہ دوسروں کو رغبت دے کر زکوٰۃ دلواتے ہیں۔ ویطیعون اللہ ورسولہٗ یعنی ہر ظاہری باطنی احکام میں ہمیشہ اللہ رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ سوتے جاگتے چلتے پھرتے بلکہ جیتے مرتے اللہ رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ خیال رہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے ضمن میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت بھی ہو جاتی ہے۔ رب فرماتا ہے۔ ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ یہاں دونوں ذاتوں کا ذکر فرما کر یہ بتایا کہ وہ فرائض کے بھی پابند ہیں۔ اور سنتوں کے بھی پابند ہو کر قرآن مجید کے ساتھ حدیث شریف کو بھی مانتے ہیں یا یہ کہ وہ اپنی ہر نیکی میں رضا الٰہی کے ساتھ رضا رسول کی بھی نیت کرتے ہیں۔ ہر نیکی میں دو اطاعتوں کی نیت کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضور انور کو راضی کر لو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جائے گی۔ وہ رب کے ہیں رب ان کا ہے۔

سب ان کے جو رب سے ملا ۔۔۔ چاہے دیوانہ ہے سودائی ہے۔

حضور انور کا ذکر اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملا کر کرنا شرک بالکل نہیں۔ بلکہ سنت الٰہیہ ہے۔ یہ فائدہ بھی یطیعون اللہ ورسولہ کے واؤ سے حاصل ہوا۔ رب نے خود اپنے حبیب کو اپنے سے ملا لیا۔ پھر انہیں جدا کون کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اولٰئک سیرحمہم اللہ مومنین کو اللہ تعالیٰ نے نہ چھوڑا ہے نہ چھوڑے گا۔ یہاں اللہ تعالیٰ رحمت کا ذکر ہے۔ ان اللہ عزیز حکیم۔ کہ اللہ تعالیٰ غالب ہے۔ اسے کوئی عطا سے روک نہیں سکتا ہے۔ اور حکمت والا ہے۔ جو دینا چاہتا ہے دیتا ہے گا۔ اس میں حکمت ہے۔ اس کی رحمتیں بے شمار ہیں۔ اور رحمت پانے والے بندے بھی بے شمار ہیں۔ ہر بندے کو اس کے لائق رحمت دے گا حضرات انبیاء کرام پر اور قسم کی رحمت۔ اولیاء علماء پر دوسری قسم کی رحمت ان شاء اللہ ہم جیسے گنہگاروں پر اور قسم کی رحمت اس میں اشارہ ہے۔ کہ جسے جو ملتا ہے یا ملے گا اس کے رحم و کرم سے ملے گا۔ نہ کہ محض اپنے عمل سے۔ اعمال مثل تخم کے ہیں۔ اور رحمت بارش کی طرح لہٰذا کرو اور مانگو۔ اللہ فرماتا ہے یہ وہ لوگ ہیں۔ کہ ان پر اللہ تعالیٰ ضرور بالضرور ہر قسم کی رحمتیں فرمائے گا۔ دنیا میں بھی مرتے وقت بھی قبر میں بھی حشر میں بھی پل صراط پر بھی اور جنت میں بھی۔ اللہ تعالیٰ غالب ہے کہ اسے کوئی عطا و کرم سے روک نہیں سکتا۔ اور ساتھ ہی حکمت والا بھی کہ جسے جو دیا جائیگا حکمت سے دیا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں پر رحم کر چکا کہ ایمان دیا۔ اپنے حبیب کا کلمہ عطا فرمایا۔ رحم کر رہا ہے کہ اعمال کی توفیق دے رہا ہے۔ رحم کرتا رہے گا کہ سارے گناہ بخشے گا۔ ہم سب دریائے رحمت میں مچھلیوں کی طرح تیر رہے ہیں۔

صوفیاء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان پانچ صفات والوں پر پانچ جگہ رحم فرمائے گا۔ سکرات کے وقت آسانی کرے گا شیطان سے ان کا ایمان بچائے گا۔ قبر میں وہاں کی تاریکی کے عذاب سے بچائے گا۔ قیامت میں نامۂ اعمال پڑھتے وقت

Date ______

پڑھتے وقت زیارت سے بچ جائے گا۔ میزان پر ان کی نیکیاں وزنی گناہ ہلکے کر دیگا۔ بہشتی بارگاہ کے فرشتے ان کے عیب چھپائے گا۔ جواب آسان فرما دے گا۔ جو نماز کا پابند ہو۔ اس پر سکرات موت آسان ہوگی نماز ظہر کی پابندی سے قبر کی مشکلات حل ہوں گی۔ نماز عصر سے منکر نکیر کے امتحان میں کامیاب ہوگا۔ نماز مغرب کی برکت سے میزان کی مشکل حل کر دیگا۔ نماز عشاء کی برکت سے پل صراط آسانی سے طے کرائے گا۔

تفسیر نعیمی ص ۴۶۰ پ ۱۰ توبہ ۔ روح البیان ص ۲۷۶ پ ۱۰ توبہ هذا آیت =

اللہ تعالیٰ اس آیت پاک میں ان لوگوں کی عظمت کو بیان فرما رہا ہے کہ جنہوں نے اس دعوت کو قبول کیا اور اسلام کو اپنا دین اور نبی پاک کو اپنا ہادی اور مرشد تسلیم کیا۔ اللہ فرماتا ہے۔

وہ قوم جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول نہیں کیا۔ ان کی خصوصیت یہ ہے کہ انہیں نیکی سے طبعی ضد ہے۔ اور برائی سے طبعی مناسبت اللہ کی راہ میں کچھ خرچ کرنے سے ان کے دل ڈوب جاتے ہیں۔ اللہ کی یاد تو انہیں نصیب نہیں۔ لیکن جنہوں نے اس دعوت کو قبول کیا۔ اور اسلام کو اپنا دین اور نبی پاک کو اپنا ہادی اور مرشد تسلیم کیا۔ کیا انہوں نے صرف لیبل ہی بدلا ہے۔ یا ان میں اور ان میں حقیقی فرق بھی ہے۔ اس آیت میں اسی حقیقی فرق اور عظیم انقلاب کی کیفیت بیان کی جا رہی ہے جو لا الہ الا اللہ کہنے سے انسان میں رونما ہوتا ہے۔ وہ بانصیب مرد اور عورتیں میرے حبیب کی دعوت کو قبول کرتے ہیں۔ ان میں ایک ایسا انقلاب رونما ہوتا ہے۔ جو ان کے ظاہر و باطن کو بدل کر رکھ دیتا ہے۔ وہ نیکی کو فروغ دینے کیلئے اپنے سارے وسائل وقف کر دیتے ہیں۔ اپنی راحت و آرام کو قربان کر دیتے ہیں۔ اور ضرورت پڑے تو نیکی کا پرچم بلند کرنے کے لئے وہ اپنی جان کو بھی خوشی خوشی نثار کر دیتے ہیں۔ ان کا وجود باطل کیلئے تو ایک چیلنج ہوتا ہے۔ وہ باطل اور برائی کی سرپرستی قبول کرنے سے انکار کر دیتے ہیں۔ اور جہاں تک ان کا بس چلتا ہے۔ وہ اس کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے میں دریغ نہیں کرتے۔ یہ لوگ نماز ادا کرتے ہیں۔ زکوٰۃ دینے میں صرف اسی پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ اللہ رسول کے ہر حکم کی اطاعت کرتے ہیں۔ کے لئے ہر وقت مستعد رہتے ہیں۔ تفسیر ضیاء القرآن ۲۳۱ جلد ۲

کیوں حشر میں بگڑی ہوئی حالت ہوگی — کیا ان کے غلاموں پر شفاعت ہوگی۔
کیا خوف کریں نار جہنم سے جب — ہم پر تو وہاں نبی کی رحمت ہوگی۔
مہربان اس پر نہ کیوں حشر میں رحمان ہوگا — نام لیوا جو ترا شافع عصیاں ہوگا۔
ہم گنہگاروں کی بخشش کا یہ سامان ہوگا — سایہ دامن کے دو عالم کا نگہبان ہوگا۔

(دستخط)

واقعات ص ۳۰ جو ثابت قدمی پر دلیل ہیں ۔

۱۳-۲-۲۰۰۷
منگل ۲۴-۱-۱۴۲۸
۷:۱۸ PM

خلیفہ بغداد والا واقعہ شیخ شبلی سے زکوٰۃ کے متعلق سوال = قصص الاولیاء ص ۲۱۲ محمد الیاس عادل

Scanned with CamScanner

Date ______ شخصی

بسم اللہ الرحمن الرحیم وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ
طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (۷۲) توبہ پ ۱۰ وعدہ کیا
اللہ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے ان باغوں کا جن کے نیچے رواں ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے اور پاکیزہ
مکانوں کا ہمیشہ کے باغوں میں رہنے کا وعدہ فرمالیا۔ جو جنت کے خاص مقام پر بسا ہوا ہے باغات میں ہیں۔ اور پھر اللہ کی
رضا۔ اور خوشنودی ان سب نعمتوں سے بڑھ کر ہے۔ جو بطور اجر کے طور پر نصیب ہوگی۔ یہی زبردست کامیابی ہے۔
عرفان القرآن ص ۲۹۷ اس آیت کریمہ میں اہل ایمان کی عظمت اور ان کے مقام کو رب العزت نے بیان فرمایا ہے۔ کہ
مومنین کے نیک عقائد نیک اعمال کی قبولیت کا ذکر فرما کر ان کے انعام کا ذکر فرمایا۔ اس سے پچھلی آیت پاک میں ایمان والوں کے
پانچ اعمال کا ذکر ہوا۔ لہٰذا اس آیت میں ان پانچ اعمال کی تین جزاؤں ان کے ثوابوں کا تذکرہ ہے۔ گویا کاشت
کا ذکر ہو چکا اب پھل پھول کا ذکر ہو رہا ہے۔ پچھلی آیت میں اجمالی طور پر اللہ کے رحم و کرم کا ذکر ہوا۔ اب اس رحم و کرم
کی تفصیل بیان ہو رہی ہے۔ ــــ اللہ رب العزت فرماتا ہے وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ۔ بعض مفسرین نے فرمایا
کہ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ میں دنیاوی رحمت و کرم کا ذکر تھا۔ جو متقی مومنوں پر ہوتا ہے۔ اور ہوگا۔ اب یہاں اخروی
رحمتوں کا ذکر ہے۔ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام سے بہت سے وعدے بلا واسطہ کئے کہ رب نے فرمائے
حضور انور ﷺ نے سنے اور حضور علیہ السلام کی امت سے حضور علیہ السلام کے واسطہ سے کئے، کہ جو حضور انور علیہ السلام نے
فرما دیا۔ وہ رب کا وعدہ ہوگیا۔ حضور علیہ السلام کے یہ وعدے بعضوں سے شخصی ہوئے۔ جیسے صدیق جنتی ہیں۔
عمر عثمان علی جنتی ہیں حسن و حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں وغیرہ۔ اور بعضوں سے صنفی یا نوعی یا جنسی
یہاں دونوں قسم کے وعدے ہیں۔ مومنین مرد اور مومنین عورتیں۔ مختلف درجات کے ہیں۔ گنہگار نیک کار پرہیزگار
علماء صالحین اولیاء کاملین۔ جس درجہ کا مومن اس ہی درجہ کا اس سے وعدہ۔ غرضیکہ وَعَدَ اللّٰهُ اور الْمُؤْمِنِيْنَ
ان دونوں میں بڑی وسعت ہے۔ چونکہ مرد عورت سے افضل ہے۔ نیز مردوں میں نبی بھی ہیں۔ اور عام و خاص اولیاء
عورتیں اس کمال سے خالی ہیں۔ کہ ان میں نبی کوئی نہیں۔ بہت تھوڑی ولیہ ہیں۔ ان وجوہ سے مومنین پہلے ارشاد
ہوا۔ جنات جمع ہے جنت کی۔ روضہ۔ بستان۔ باغ۔ مگر جنت وہ باغ ہے۔ جو چار دیواری سے گھرا ہو۔
ہر ایک کی اس تک اطلاع نہ پہنچے۔ جیسے مومنین کے طبقے مختلف ہیں۔ ایسے ہی جنت کے طبقے بھی ہیں۔ جیسا مومن
ویسی اس کے لئے جنت اس لئے جنات جمع ارشاد ہوا۔ یہ بھی ہوسکتا ہے۔ کہ ایک مومن کو کئی جنتیں عطا ہوں گی۔
خیال رہے کہ بعض وہ حضرات ہیں جن کا وعدہ شخصی ہو چکا۔ جیسے حضرات عشرہ مبشرہ ــ سے

وہ یار ہیں بہشتی اند قطعی — ابوبکر و عمر علی و عثمان۔

سعد اشت و سعید و ابوعبیدہ — طلحہ و زبیر و عبدالرحمن۔

وہ دوسرے جن کو جنت کا مژدہ ملا — اس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام۔

اور عام مومنوں سے بذریعہ مشروط وعدہ ہے کہ اگر تمہارا خاتمہ ایمان پر ہوا تو جنت پاؤ گے۔ تجری من تحتہا الانہر
یہ فرمان عالی جنات کی صفت ہے۔ یعنی ان جنتوں کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہاں چار قسم کی نہریں ہوں گی۔ پانی کی، دودھ کی
شراب طہور کی اور شہد کی۔ اس لئے انہار جمع فرمایا۔ ایسے باغوں کا وعدہ فرمایا جن کے درختوں کے نیچے نہریں رواں ہیں جن

Scanned with CamScanner

Date ______

جن سے اُن کا حسن ترو تازگی اور بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اور ظاہر یہ ہے کہ ان جنتوں سے اہل جنت کے
وہ باغات مراد ہیں۔ جہاں سیر و تفریح کیلئے جایا کریں گے۔ اگرچہ ان میں اُن کے آرام کرنے کیلئے بنگلے بھی ہوں گے۔
رہائشی گھر اور ان گھروں کے ارد گرد باغ ان کے علاوہ ہوں گے۔ (فوائد) مغفرت جنت سلام کا وعدہ
درحقیقت رب تعالیٰ کے وعدے ہیں۔ جنہیں رب العزت ضرور پورا فرمائے گا (۲) گنہگار مومن بھی آخر کار
جنتی ہوگا۔ بعض مومن وہ بھی ہیں۔ جن کے پاس نیک اعمال نہیں۔ جیسے وہ صحابہ جو ایمان لاتے ہی وفات پا گئے
یا مسلمانوں کے نابالغ ناسمجھ بچے جو فوت ہو گئے۔ مگر عنداللہ مومن وہ ہے جس کا خاتمہ ایمان پر ہو جائے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ومسٰکن طیبۃ۔ یعنی ان کو ایسی رہائش دی جائے گی وہ مکان گندگی
آلائش بدبو اور کوڑا کرکٹ سے پاک و صاف ہوں گے۔ فی جنٰت عدن۔ عدن کے معنی ٹھہرنا
رہنا۔ قرار پانا۔ عرب کہتے ہیں عدن بالمکان۔ وہ گھر میں رہا ٹھہرا رہا۔ جنتیوں کے رہنے کے مکانات
دوسرے باغوں میں ہوں گے۔ جو ہمیشہ قائم رہنے والے۔ نہ فنا ہوں۔ نہ پرانے ہو کر قابل مرمت ہوں۔
مگر دوسری تفسیر یہ ہے۔ کہ عدن جنت کے ایک اعلیٰ طبقے کا نام ہے۔ کیونکہ دوسری جگہ فرماتا ہے
جنٰت عدن التی وعد الرحمٰن دیکھو وہاں التی عدن کی صفت ہے۔ اگر عدن نام نہ ہوتا بلکہ نکرہ
ہوتا تو اس کی صفت التی معرفہ نہ آتی۔ نیز۔ حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں۔ کہ جنت میں ایک
خاص محل ہے۔ جسے عدن کہتے ہیں۔ اس کے ارد گرد بے شمار محلات اور باغات ہیں۔ اس کے پانچ ہزار
دروازے ہیں۔ اس میں نبی شہید یا صدیق جائیں گے ــــــ حضرت عطاء ابن سائب کہتے ہیں۔
کہ عدن جنت کی ایک نہر ہے۔ جس کے دونوں کناروں پر بے شمار محلات باغات ہیں۔ (روح المعانی کبیر)
اس صورت میں مساکن طیبۃ کا بعض خاص جنتیوں سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ورضوان
من اللہ اکبر۔ یہ جنتیوں کی تیسری نعمت کا ذکر ہے۔ جو ان دونوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔ رضوان کے معنی
ہیں راضی ہونا۔ خوش ہونا۔ اس میں تنوین کمی بیان کرنے کے لئے ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی تھوڑی سی رضامندی
بھی ان سب سے بڑی ہے جو کہ اہل جنت کو عطا ہو گی۔
حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ رب تعالیٰ اہل جنت سے
فرمائے گا۔ اے جنتیو کیا تم راضی ہو گئے۔ عرض کریں گے۔ مولا کیوں راضی نہ ہوں۔ تو نے ہم کو وہ نعمتیں دی ہیں
جو کسی کو نہ دیں فرمائے گا۔ میں تم کو ان سب سے اعلیٰ نعمت دوں گا۔ عرض کریں گے۔ مولا ان سے افضل کیا
چیز ہو سکتی ہے۔ فرمائے گا۔ تم سے راضی رہوں گا۔ کبھی ناراض نہ ہوں گا (معانی) چونکہ یہ نعمت سب نعمتوں
سے اعلیٰ ہے۔ نیز رضائے الٰہی دنیا و آخرت دونوں جگہ کی نعمت ہے۔ معلوم ہوا۔ اعلیٰ درجہ کی نعمت اللہ تعالیٰ
کی رضا ہے جس سے رب تعالیٰ راضی ہو جائے۔ وہ دین و دنیا میں کامیاب ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ذٰلک
ھو الفوز العظیم۔ یعنی ان نعمتوں کا حاصل ہونا بڑی کامیابی ہے جن کے مقابل تمام کامیابیاں ہیچ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے۔ الحمد للہ ترغیب ــ مومنوں کو دی ہے۔ کہ اس کامیابی کی کوشش کریں کہ نفس فانی ہیں۔
جنت کی تمام نعمتیں ہمارے اعمال کا بدلہ ہو سکتی ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی رضا کسی عمل کا بدلہ نہیں یہ محض رحم و کرم سے

یہ خاص عطیۂ رب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا مومن کو دنیا میں بھی مل سکتی ہے۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اشفاق۔ اس آیت کریمہ میں دو جگہ جنات ارشاد ہوا۔ دو عنوانوں سے اول جنات تجری من تحتہا۔ فی جنات عدن۔ اس فرق کی کیا وجہ ہے۔ جواب۔ اس کی دو وجہیں ہیں۔ ایک یہ کہ اہل جنت کو دو قسم کے باغات ملیں گے۔ ایک سیر و تفریح کے لیے۔ دوسرے رہنے کے لیے۔ جہاں ان کے مکانات ہوں گے۔ جنات تجری میں پہلے قسم کے باغات مراد ہیں۔ اور جنات عدن میں رہنے کے باغات۔ اس لیے یہاں ارشاد ہوا ومساکن طیبۃ فی جنات عدن۔ دوسری وجہ یہ ہے۔ کہ پہلے جنات سے عام اہل جنت کے باغات مراد ہیں۔ اور دوسرے جنات سے حضرات انبیاء علماء اولیاء شہداء کے باغات مراد۔ اس صورت میں عدن جنت کا ایک خاص طبقہ ہے۔

جنت عدن حق تعالیٰ کی خاص تجلی گاہ ہے۔ وہاں ہی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام وسیلہ ہے وہاں ہی درخت طوبیٰ ہے۔ جس کا سایہ جنت کے دوسرے حصوں پر ہے۔ اس درخت کی جڑ سے جنت کی نہریں جاری ہیں۔ یہ درخت حضور انور کے گھر میں ہے۔ دنیا میں حضور سے ظاہری شریعت باطنی طریقت کی نہریں جاری ہوئیں۔ وہاں وہ نہریں جاری۔ دنیا میں ایک نعمت خاص بعض مخصوص بندوں کو ملتی ہے۔ یعنی سوز و گداز۔ دل کی تڑپ بے چینی رضا بالقضاء صرف رب تعالیٰ کی طلب ان کا مقصد حیات ہے۔ ان کا قول یہ ہے کہ مولیٰ اگر تو دوزخ میں ڈالنے پر راضی ہو جائے۔ تو قسم رب کی سر تابی کی ہم جنت کی طرف دیکھیں گے بھی نہیں۔ ایسے بندوں کے لیے رضائے الٰہی ہے۔ حضرت یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں۔ کہ دنیا میں ایک جنت ہے جو اس جنت سے بڑھ چڑھ کر ہے وہ ہے معرفت الٰہی۔ بایزید بسطامی فرماتے ہیں کہ معرفت الٰہی کی لذت جنت الفردوس اعلیٰ علیین سے افضل ہے۔ ساری جنتوں کی لذتیں ہیچ ایک لذت کے مقابلے میں لوگوں نے پوچھا کہ وہ کون سی لذت ہے۔ فرمایا آخری شب کی گریہ زاری جو خوف باری عشق محبت میں ہو۔ روح البیان تفسیر نعیمی صفحہ ۳۶۱ جلد ۱۰۔

بے شک اہل عشق و محبت تو فقط اسی کے متلاشی رہتے ہیں محبوب حقیقی کی خوشنودی سے کم وہ کسی چیز پر مطمئن نہیں ہوتے۔ ان کی شب بیداریاں۔ ان کی ریاضتیں اور ان کی آہ و زاریاں اسی لیے تو ہوتی ہیں۔ کہ ان کا محبوب ان پر راضی ہو جائے۔ وہ کہتے ہیں

اذا کنت عنی یا منی القلب راضیا ۔ اری کل من فی الکون لی یتبسم

اے میرے مطلوب دل اگر تو مجھ پر راضی ہو جائے تو مجھے کائنات کی ہر چیز مسکراتی ہوئی نظر آتی ہے۔ کتنا بلند اور پاکیزہ ہے یہ مقصد اور کتنے خوش نصیب ہیں۔ اور سعادت مند ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں اس مقصد کی لگن ہوتی ہے اللھم اجعلنا منھم ومعھم وانت ارحم الراحمین بجاہ حبیبک الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔ ضیاء القرآن صفحہ ۲۳۲

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک جنت میں ایک بازار ہے جس میں ہر جمعہ کو لوگ آیا کریں گے۔ پس شمال ہوا چلے گی۔ جو ان کے چہروں اور کپڑوں کو لگے گی۔ تو ان کے حسن و جمال میں اور اضافہ ہو جائے گا۔ حسن و جمال بڑھ جانے کے بعد جب وہ اپنے گھر والوں کے پاس واپس لوٹیں گے۔ تو وہ کہیں گے کہ خدا کی قسم ہمارے بعد آپ کا حسن و جمال بڑھ گیا ہے۔ وہ کہیں گے کہ خدا کی قسم ہمارے بعد آپ کا حسن و جمال

Date ______

میں بھی اضافہ ہو گا ہے۔ مسلم۔ بحوالہ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۸۴ جلد ۳ باب صفۃ الجنۃ واھلھا۔

حضرت ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں داخل ہونے والے
پہلے گروہ کی صورتیں چودھویں رات کے چاند جیسی ہوں گی۔ پھر اُن سے نزدیک والوں کی چمکتے ہوئے تارے سے
زیادہ روشن جو آسمان میں چمکتا ہے۔ اُن کے دل ایک ہی آدمی کے دل جیسے ہوں گے۔ جن کے درمیان نہ
اختلاف ہوگا نہ دشمنی اور ہر شخص کی اُن میں سے دو بیویاں حور عین سے ہوں گی۔ حسن کے باعث ہڈی
اور گوشت کے اندر سے جن کی پنڈلیوں کا گودا نظر آئے گا۔ صبح و شام اللہ کی تسبیح بیان کریں گے۔ نہ وہ بیمار
ہوں گے۔ نہ پیشاب اور پاخانہ کریں گے۔ نہ تھوکیں گے۔ اور نہ ناک صاف کریں گے۔ اُن کے برتن سونے اور چاندی کے اور
اُن کی کنگھی سونے کی ہوں گی۔ اور اُن کا پسینہ مشک ہوگا۔ سب ایک آدمی کی طرح اپنے باپ حضرت آدم
کی صورت پر ہوں گے۔ جن کا قد ساٹھ گز ہوگا (ایضاً)

حضرت ابوسعید خدری رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہلِ جنت اپنے اوپر بالا
خانے والوں کو یوں دیکھیں گے۔ جیسے تم مشرق یا مغرب میں چمکتے ہوئے ستارے کو ایک دوسرے کو دکھاتے ہو۔
اُن حضرات کی فضیلت کے باعث لوگ عرض گزار ہوئے۔ یارسول اللہ وہ انبیائے کرام کے مقامات ہوں گے جن تک اُن کے
سوا دوسرے نہیں پہنچ سکیں گے۔ فرمایا کیوں نہیں۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اُن لوگوں کے
جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے۔ اور رسولوں کی تصدیق کی۔ قال بلٰی والذی نفسی بیدہ رجال اٰمنوا باللہ وصدقوا المرسلین
حدیث نمبر ۵۳۸۱ بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۸۶ جلد ۳۔

حضرت ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ مخلوق کو کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔ فرمایا کہ پانی
سے۔ ہم عرض گزار ہوئے کہ جنت کس چیز سے بنائی گئی ہے۔ فرمایا کہ ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی۔
جبکہ اس کا گارا مشک اذفر ہے۔ اس کی کنکریاں موتی اور یاقوت ہیں۔ اور اس کی مٹی زعفران ہے۔ جو اس
میں داخل ہوگا۔ وہ آرام میں رہے گا۔ غمگین نہیں ہوگا ہمیشہ رہے گا۔ نہ موت آئے گی۔ نہ اُن کے کپڑے پھٹیں گے اور
نہ جوانی فنا ہوگی۔ اُن سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں کوئی درخت
نہیں۔ مگر اس کا تنا سونے کا ہے۔ (صفحہ ۸۷ جلد ۳ مشکوٰۃ شریف) حضرت بریدہ رضہ سے روایت ہے
کہ ایک شخص عرض گزار ہوا۔ یارسول اللہ ﷺ کیا جنت میں کوئی گھوڑا ہے۔ فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں جنت میں داخل کرے
تو تم یاقوت کے سرخ گھوڑے پر سواری کرنا چاہو گے۔ تمہیں جنت میں لیے پھرے جہاں تم چاہو۔ تو ایسا ہو جائے گا۔
ایک آدمی پوچھتے ہوئے عرض گزار ہوا۔ یارسول اللہ ﷺ کیا جنت میں اونٹ ہیں۔ راوی کا بیان ہے۔ کہ آپ نے اُسے وہ جواب
نہ دیا جو اس کے ساتھی کو دیا تھا۔ بلکہ فرمایا۔ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں جنت میں داخل کرے تو وہاں تمہارے لیے وہی ہوگا۔ جو تمہارا
دل چاہے گا۔ اور تمہاری آنکھ لذت پاتی ہوگی ترمذی مشکوٰۃ شریف صفحہ ۸۹ جلد ۳۔

حضرت ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرما رہے تھے۔ اور آپ کی بارگاہ میں ایک
دیہاتی بھی تھا۔ کہ اہلِ جنت میں سے ایک آدمی اپنے رب سے کاشتکاری کی اجازت مانگے گا۔ اس سے فرمایا جائے
گا۔ کیا تو اپنی پسندیدہ حالت میں نہیں۔ عرض گزار ہوگا۔ کیوں نہیں۔ لیکن میں کاشت کرنا چاہتا ہوں

Date ______

پس وہ بو دے گا۔ جو آنکھ جھپکنے میں اگ آئے گا۔ فصل بڑھے گی۔ بعد کاٹنے کے قابل ہو جائے گی۔ وہ پہاڑوں کے برابر اونچی ہو گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اے ابن آدم تو عجیب ہے کہ کوئی چیز تیرا پیٹ نہیں بھرتی۔ اعرابی نے کہا۔ خدا کی قسم ہمیں تو وہ قریشی یا انصاری معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ وہی کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ جبکہ ہم کھیتی باڑی نہیں کرتے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبسم ریز ہو گئے   بخاری مشکوٰۃ ص ۹۳

(۱) حضرت مالک بن دینار کا واقعہ۔ آپ نے ایک آدمی کو اپنا گھر جو بنوا رہا تھا۔ کہ تو اٹھ دیر ہائی تو زیادہ کرے۔ اور جنت کا مکان ——— حصے ہیں ہر ص ملا ۔ جنت کی ضمانت ———

(۲)

رحمت دی تصویر مدینہ۔ عاشق دی جاگیر مدینہ۔ ہر عاشق دا قبلہ و کعبہ عشق دی زنجیر مدینہ۔ پیار دا پہلا باب ہے مدینہ۔ کل مشکلاں دا پیر مدینہ۔ دین دی خاطر چھوڑ یا ہے جس رو رو کے شبیر مدینہ۔ ہر شئے نے مر مٹ جانا اے۔ رہنا فقط اخیر مدینہ

۲۳-۰۲-۲۰۰۷
۰۴-۰۲-۱۴۲۸

جمعۃ المبارک   -۵-

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ یَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ یَّتُوْبُوْا یَكُ خَیْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ یَّتَوَلَّوْا یُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِیْمًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِی الْاَرْضِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ۷۴ پ ۱۰ توبہ ۔ اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا۔ اور بے شک ضرور انہوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام میں آکر کافر ہو گئے۔ اور انہوں نے (کچھ اذیت رساں باتوں کا) ارادہ (بھی) کیا تھا جنہیں وہ نہ پا سکے اور وہ اسلام اور رسول کے عمل میں سے) اور کسی چیز کو ناپسند نہ کر سکے۔ سوائے اس کے کہ انہیں اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے غنی کر دیا تھا سو اگر یہ اب بھی توبہ کر لیں تو ان کے لئے بہتر ہے۔ اور اگر اسی طرح روگرداں رہیں۔ تو اللہ انہیں دنیا و آخرت دونوں زندگیوں میں دردناک عذاب میں مبتلا فرمائے گا۔ اور ان کے لئے زمین میں نہ کوئی دوست ہو گا اور نہ کوئی مددگار   عرفان القرآن ص ۲۹۷ ۔ آیت پاک میں حضور علیہ السلام کے سے متعلق جو منافقت کرتے تھے ان کے عیوب بتائے جا رہے ہیں۔ اور حضور علیہ السلام کی عظمت و رحمت کا ذکر ہے۔

شان نزول | اس آیت کریمہ کے دو جز ہیں۔ پہلا جز یحلفون باللہ ۔ دوسرا وھموا بما لم ینالوا ۔ ان دونوں کے شان نزول علیحدہ ہیں۔ ۱۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں دو ماہ قیام فرمایا اس دوران میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منافقوں کے برے انجام پر ان کے بدترین حالات کا ذکر فرماتے تھے۔ جو غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے۔ اس پر جلاس بن سوید نے کہا کہ وہ لوگ ہمارے بھائی ہمارے سردار ہیں ہم اشراف ہیں۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچ کہتے ہیں۔ تو ہم گدھوں سے بدتر ہوئے۔ اس پر عامر ابن قیس انصاری بولے اللہ کی قسم حضور انور سچے ہیں۔ اور تو گدھے سے بدتر ہے۔ پھر عامر نے حضور انور کی خدمت میں یہ واقعہ عرض کیا۔ حضور انور نے جلاس کو بلا کر پوچھا۔ وہ قسم کھا گیا کہ میں نے کچھ نہیں کہا۔ حضرت عامر نے ہاتھ اٹھا کر دعا

Date ______

کہ کیا ایسی بات نبی سچے کی تصدیق اور جھوٹے کی تکذیب نازل فرمائے۔ حاضرین صحابہ بلکہ حضور انور نے بھی آمین کہا تب یہ آیت نازل ہوئی۔ پھر جلاس بولے کہ یا رسول اللہ عامر سچے ہیں۔ مجھ سے قصور ہوا۔ نفاق سے توبہ کرتا ہوں۔ (تفسیر کبیر۔ خازن روح البیان۔ معانی۔ خزائن العرفان) ــــــ اس آیت کریمہ کا دوسرا جز وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا۔ اس کے متعلق بعض فرماتے ہیں۔ کہ جلاس بن سوید نے چاہا کہ عامر ابن قیس کو قتل کر دے تاکہ یہ خبر حضور انور تک نہ پہنچ سکے۔ مگر وہ اس میں ۳
کامیاب نہ ہو سکا۔ اور خبر حضور انور تک پہنچ گئی اس کے متعلق یہ جز نازل ہوا (خازن) ۲۔ غزوہ تبوک سے واپسی پر منافقین نے چاہا کہ راستہ میں حضور انور کو رات کے وقت اچانک اس طرح قتل کر دیں کہ کسی کو اس کی خبر نہ ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو ان کے شر سے بچا لیا اس موقع پر یہ جز نازل ہوا (کبیر۔ خازن وغیرہ)

اللہ رب العزت فرماتا ہے۔ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا۔ اگرچہ مذکورہ واقعہ ایک بار ہو چکا تھا گزشتہ زمانہ میں مگر اس گزری ہوئی بات کا نقشہ ذہن نشین فرمانے کے لئے حال کے صیغہ يحلفون سے ارشاد فرمایا۔ جیسے گزری خواب حال سے بیان کرتے ہیں۔ نیز اگرچہ یہ واقعہ ایک آدمی کا ہے۔ کہ اس نے قسم کھائی تھی۔ مگر چونکہ اس کی قوم اس کے ساتھ تھی۔ اس قسم میں اس کی ہم نوا تھی۔ لہذا يحلفون جمع ارشاد ہوا۔ کیونکہ جرم کرنے والا کرانے والا راضی ہونے والا سب ہی مجرم ہوتے ہیں۔ حلف یعنی قسم گزشتہ پر بھی ہوتی ہے آئندہ پر بھی۔ مگر چونکہ یہاں گزشتہ پر قسم مراد ہے۔ جیسا کہ قالوا سے معلوم ہوا۔ نیز قسم سچی بھی ہوتی ہے جھوٹی بھی یہاں جھوٹی قسم مراد ہے۔ یعنی وہ ہی بات جو حضور انور تک ان کے متعلق پہنچی تھی۔ منافقین جھوٹی قسم کھا جاتے ہیں کہ ہم نے وہ بات نہیں کہی۔ وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ یہ رب تعالیٰ کی طرف سے ان کی تردید و تکذیب ہے۔ رب تعالیٰ کی ان
کے خلاف حضرات صحابہ کے حق میں گواہی ہے۔ اے محبوب ہم گواہی دیتے ہیں۔ کہ انہوں نے کفر کی بات کہی [illegible] کفر ۳
کہا ہے۔ آپ کی شان کا انکار آپ کے صحابہ کی توہین۔ خیال رہے کہ یہاں کلمہ سے مراد نہ تو حرف نحو والا کلمہ ہے نہ منطقی والا کلمہ بمعنی بات ہے۔ قرآن مجید میں کلمہ بات معنی میں استعمال ہوا ہے۔ حتی کہ عیسیٰ علیہ السلام کو کلمۃ اللہ فرمایا گیا ہے۔ یہاں بمعنی بات یا بکواس ہے۔ ــــــ منافقین ایسے بیباک ہیں کہ آپ کی بارگاہ عالیہ میں آکر آپ کے سامنے اللہ کی جھوٹی قسم کھا لیتے ہیں۔ کہ ہم نے آپ کے یا آپ کے صحابہ کرام کے بارے میں کے خلاف کچھ نہیں کہا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ انہوں نے کفر بکا ہے۔ آپ کے اور حضرات صحابہ کے خلاف زہر اگلا ہے۔ اب تک اسلام ظاہر کرتے تھے۔ اب کفر ظاہر کر دیا۔ معلوم ہوا۔ جھوٹی قسم کھانا ہر جگہ اور ہر وقت ہی برا ہے۔ کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے نام شریف کی بے ادبی ہے کہ اس نام پاک کو اپنے جھوٹ پر گواہ بنانا مگر حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو کر جھوٹی قسم کھانا غضب پر غضب ہے۔ کہ اس میں رب تعالیٰ کے نام پاک کی بے ادبی کے ساتھ حضور انور کی مجلس پاک کی بھی بے ادبی و توہین ہے۔ یہ فائدہ يحلفون بالله ــــ سے اشارۃً حاصل ہوا کہ ان منافقوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ کر مذکورہ جھوٹی قسم کھائی تھی۔ بعض مسلمان اپنے مقابل سے کسی بزرگ کے پاس یا کسی بزرگ کی قبر کے پاس قسم لیتے ہیں۔ ان کا ماخذ یہ آیت ہو سکتی ہے۔ (۲) اللہ کی بارگاہ میں حضور کے صحابہ کا بڑا ہی احترام ہے کہ ان کی دعا پر اور ان کے کلام کو سچا کرنے کے لئے قرآن مجید کی آیات نازل کی جاتی ہیں۔ دیکھو حضرت عامر ابن قیس نے دعا کی تھی۔ کہ خدایا ایسی آیت نازل فرما دے جس سے سچے کا سچ اور جھوٹے کا جھوٹ ظاہر ہو جائے ان کی دعا پر

Scanned with CamScanner

Date ______

یہ آیت نازل ہوئی کہ انہیں ستایا کرنے کے لئے منافق کو مجبور کرنے کیلئے ۔ (۳۳) اللہ تعالیٰ کی حفاظت سارا جہان مل
کر نہیں توڑ سکتا ۔ یہ فائدہ وھموا بما لم ینالوا ـــــ سے حاصل ہوا کہ منافقین نے حضور انور کو
خفیہ اچانک طور پر قتل کرنے کی سازش کی مگر ناکام رہے۔ کیونکہ حضور انور اللہ کی حفاظت میں تھے۔
وکفروا بعد اسلامھم خیال رہے کہ یہاں کفر و اسلام سے مراد ان دونوں کا اظہار ہے ورنہ منافقین پہلے
مسلمان تھے ہی نہیں وہ تو پہلے سے ہی کافر تھے۔ یعنی انہوں نے اسلام ظاہر کرنے کے بعد کفر ظاہر کر دیا۔ وھموا
بما لم ینالوا ۔ یہ ان کا تیسرا جرم ہے یعنی انہوں نے اس چیز کا ارادہ کیا جو پا نہ سکے۔ حضور انور کو شہید کرنے کا
یا نبی اکرم کے صحابی عامر کو شہید کرنے کا۔ صرف ارادہ کر کے ہی رہ گئے۔ اس میں کامیاب نہ ہو سکے۔ وما نقموا
الا ان اغنٰھم اللہ ورسولہ من فضلہ اس جملے میں ان منافقوں کی احسان فراموشی محسن کشی کا ذکر ہے۔ اللہ
رسول کے احسانات کا ذکر ہے۔ جو دنیا میں ان پر ہوئیں۔ اللہ فرماتا ہے منافقین ان مسلمانوں سے اور کسی وجہ سے تو
ناراض ہو نہیں سکتے۔ صرف اس لئے ناراض ہوئے ہوں گے کہ انہیں اللہ رسول نے اپنے فضل و کرم سے غنی و مالدار کر دیا
کہ یہ لوگ۔ مدینہ منورہ میں حضور انور کی تشریف آوری سے پہلے انتہائی غریبی میں تھے۔ حضور انور نے تشریف لا کر انہیں
غنی کر دیا۔ جلاس بن سوید کا غلام کسی کے ہاتھوں مارا گیا۔ حضور انور نے اسے قاتل سے بارہ ہزار درہم خون بہا دلوایا
یہ ہی واقعہ عبداللہ بن ابی کا ہوا۔ کہ اس کا غلام مارا گیا۔ تو حضور انور نے اسے بھی اتنی رقم دلوائی تھی۔ جس سے وہ بھی امیر کبیر
بن گیا تھا۔ یعنی اس کرم نوازی پر انہیں شکر گزار ہونا چاہئے تھا۔ مگر وہ اور زیادہ دشمن ہو گئے۔ خیال رہے کہ یہاں اللہ
تعالیٰ کا ذکر یا تو برکت کیلئے ہے کہ انہیں غنی حضور انور نے کیا تھا۔ یا اس لئے کہ حضور کے کام رب تعالیٰ کے کام ہیں ذاتی
دینے والا وہ ہی ہے۔ عارضی اور اس کے حکم سے دینے والے حضور انور ہیں۔ من فضلہ میں ضمیر رسول کی طرف ہے
کہ وہ ہی قریب ہے۔ لطف یہ ہے کہ اغنٰھم میں واحد اور فضلہ میں ضمیر بھی کیونکہ درمیان میں اللہ رسول کا ذکر
ہی ہے یگانگت یعنی مفسرین نے فرمایا کہ اغنٰھم کی ضمیر مومنوں کی طرف ہے۔ یعنی منافقوں کو حسد اس پر ہوا.
کہ مومنوں کو اللہ رسول نے اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ یہ لوگ جل گئے کہ مسلمان محتاج اور بیمار دستنگر کیوں نہ
رہے۔ اللہ فرماتا ہے۔ یہ منافقین اسلام ظاہر کرنے کے بعد اب کفر ظاہر کر دیا۔ اسی پر بس نہیں۔ بلکہ آپ کے
خلاف برے خطرناک منصوبے باندھے۔ آپ کو شہید کرنے کے جنون میں وہ مسلسل ناکام رہے۔ اپنے ناپاک ارادوں کی تکمیل
نہ کر سکے۔ یہ ناشکرے احسان فراموش یہ تو سوچیں کہ آخر انہیں آپ سے کیا تکلیف پہنچی ہے۔ آپ کی کون سی بات
انہیں ناپسند ہے۔ یہ تاکہ یہ لوگ بڑے مفلس و قلاش تھے۔ آپ کے رب نے اور آپ نے انہیں ہر طرح اپنے فضل و کرم
سے غنی کر دیا۔ اس پر تو انہیں چاہئے تھا۔ کہ آپ کے قدم دھو کر پیتے مگر اس کے برعکس الٹے آپ کے دشمن ہو گئے۔
حضور انور سب کا محسن اعظم ہیں۔ آپ کی نافرمانی انتہائی ناشکری کی بد احسان فراموشی ہے۔ اور طریقہ
منافقین ہے۔ یہ فائدہ وما نقموا الا ان ـــــ ورسولہ سے حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو نمک حلال بنائے
ہم حضور کے نمک خوار ان کے در کے پروردہ ہیں۔ اللہ نے حضور کو ایسا غنی کر دیا۔ کہ آپ دوسروں کو غنی فرما دیتے ہیں
رب فرماتا ہے۔ ووجدک عائلا فاغنٰی رب نے آپ کو حاجت مند پایا تو غنی کر دیا۔ کہ تم ایسے ایسے ہزاروں جہانوں کو
پال سکتے ہو۔ (بخاری شریف) وہ ہاتھ جس سمت اٹھے غنی کر دیا ۔ ان کی دست سخاوت پر لاکھوں سلام ۔

Scanned with CamScanner

Date ______

۳۔ یہ کہنا جائز ہے کہ ہمیں اللہ رسول نعمتیں دیتے ہیں۔ اللہ رسول جنت دیتے ہیں۔ اللہ رسول دوزخ سے بچاتے ہیں۔ رب دیتا ہے حضور تقسیم فرماتے ہیں۔ ؎

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم　　　رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں۔
رب کی روزی ان کا صدقہ　　　کھاتے ہم ہیں کھلاتے یہ ہیں۔

بے ایمان لوگ اللہ رسول کی نعمتیں پا کر سرکش ہو جاتے ہیں۔ ان کے غلاموں سے الجھتے ہیں۔

اللہ رب العزت فرماتا ہے۔ فان یتوبوا ______ لھم۔ اس فرمان عالی میں ان جرموں کے بعد رب کے عفو و کرم کا ذکر ہے۔ یعنی اگرچہ انہوں نے ناقابل معافی قصور کیے ہیں۔ مگر اب بھی انہیں موقع دیا جاتا ہے۔ کہ اگر توبہ کریں ان کے لیے سب کچھ اچھا ہو جائے گا۔ ہم سب معاف کر دیں گے۔ یہ فرمان عالی سن کر جلاس بن سوید توبہ کر گئے۔ و ان یتولوا یعذبھم اللہ ______ والاخرہ۔ اس جملے میں تصویر کا دوسرا رخ دکھایا گیا۔ تولی سے مراد توبہ سے منہ موڑنا اپنے قصور پر قائم رہنا۔ توبہ نہ کرنا۔ اگر یہ مجرم منافقین ہماری اس رعایت سے فائدہ نہ اٹھائیں۔ توبہ نہ کریں تو اللہ تعالیٰ انہیں دنیا و آخرت میں دردناک عذاب دے گا۔ دنیاوی عذاب ذلت و رسوائی۔ قیامت تک ان پر پھٹکار و بدنامی موت کے وقت عذاب کے فرشتوں کا مشاہدہ بعد میں عذاب قبر وغیرہ ۔ آخرت کا عذاب تو معلوم ہی ہے کہ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار۔ منافقین دوزخ کے سب کے نچلے طبقے میں ہوں گے۔ جہاں عذاب بہت ہی سخت ہے۔ وما لھم فی الارض من ولی ولا نصیر۔ ان کے تیسرا عذاب کا ذکر کہ دنیا بھر میں نہ ان کا کوئی دوست جو انہیں بشفارش کے ذریعے عذاب سے بچائے۔ نہ کوئی مددگار جو طاقت و قوت کے ذریعے بچائے۔ وہ ہر طرح بے کس و بے بس ہوں گے۔ الارض فرما کر بتایا کہ کسی جگہ انہیں پناہ نہ ملے گی۔ رب کی پناہ لینی ہے تو توبہ استغفار ہم کرو۔ یشفع المذنبین کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ۔ ______ دنیاوی بدنامی لوگوں کی پھٹکار کرنا بھی اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے۔ جو نائدہ عذابا الیما ______ والاخرۃ سے حاصل ہوا۔ فرعون ہامان نمرود ابوجہل ابولہب وغیرہم پر آج بھی عذاب ہو رہا ہے کہ دنیا میں ان پر پھٹکار کر رہی ہے۔ اس کے برعکس ذکر خیر اچھا چرچا اللہ کی رحمت ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی۔ واجعل لی لسان صدق فی الاخرین۔ اے میرے رب آئندہ لوگوں میں میرا اچھا چرچا رکھ۔ دنیاوی مددگار نہ ہونا۔ انسان کا بے کس و بے بس ہونا یعنی کنارہ پر اللہ کا عذاب ہے جس سے مومنین بفضلہ تعالیٰ محفوظ ہیں۔ وما لھم فی الارض ______ ولا نصیر۔ مومنوں کے متعلق فرماتا ہے انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین امنوا ______

۲۔ تفسیر ۔ منافقین جو ایمان دل سے نہیں لائے تھے۔ بلکہ محض دنیاوی مفاد اور سیاسی مصلحتوں کے پیش نظر مسلمانوں کے ساتھ ملے ہوئے تھے۔ جب وہ الگ بیٹھتے تو اسلام اور رسول اسلام کے خلاف گستاخیاں کرتے۔ اور جب بھی ان کا راز فاش ہوتا تو اپنی براءت ثابت کرنے کیلئے جھوٹی قسموں کے پل باندھ دیتے کہ واللہ باللہ ہم نے ہرگز یہ بات نہیں کہی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ ان جھوٹی قسموں سے تم خدا کو دھوکہ دینا چاہتے ہو۔ جو سب رازوں کا جاننے والا ہے۔ تم نے یہ باتیں کہیں اور اظہار اسلام کے بعد پھر کفر اختیار کر لیا۔ اس ضمن میں یہ واقعہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ کہ حضور ﷺ جب تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ تو بارہ منافقوں

Date ______

نے ارادہ کرلیا۔ کہ جب رات کو حضورؐ سفر کر رہے ہوں۔ اور کسی گھاٹی کے دھانے پر پہنچیں تو دھکا دے کر گرا دیا جائے۔ چنانچہ حضورؐ تشریف لئے جا رہے تھے۔ حذیفہ بن یمان رضی اللہ اونٹنی کی نکیل پکڑے آگے آگے تھے۔ اور عمارؓ پیچھے پیچھے جب اونٹنی ایک گھاٹی کے کنارے پر پہنچی تو بارہ آدمی جنہوں نے اپنے چہرے ڈھانپے ہوئے تھے راستہ روک کر کھڑے ہو گئے۔ حضورؐ نے عتاب آلود آواز سے جب انہیں للکارا تو بھاگ کھڑے ہوئے۔ حضورؐ نے حضرت حذیفہ و عمار سے دریافت فرمایا۔ کہ کیا تم نے انہیں پہچانا۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ انہوں نے منہ چھپائے ہوئے تھے ہم تو انہیں پہچان نہ سکے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ ھؤلاء المنافقون الی یوم القیامۃ یہ ازلی بدبخت ہیں۔ قیامت تک یہ منافق ہی رہیں گے حضورؐ نے فرمایا کہ یہ اسی مقصد کیلئے آئے تھے کہ مجھے گھاٹی میں گرا دیں۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ ان کے قتل کا حکم کیوں صادر نہیں فرما دیتے حضورؐ نے جواب دیا۔ نہیں میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ عرب یہ کہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کو ساتھ لیکر لوگوں سے لڑتا رہا اب جب غالب آ گیا۔ تو اسی قوم کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ پھر عرض کیا اے اللہ انہیں دبیلہ کا شکار بنا دے ہم نے پوچھا یارسول اللہ دبیلہ کیا ہے۔ فرمایا یہ آگ کا شعلہ ہے۔ جو ان کی رگ دل پر پڑے گا اور انہیں ہلاک کر دے گا۔ (۲) یعنی ان احسان فراموشوں کو دیکھو کہ قرضوں کے بوجھ تلے دبے جا رہے تھے کھانے تک کو میسر نہ تھا۔ میرا رسول مدینہ میں تشریف فرما ہوا تو اس کی برکت سے کاروبار میں برکت ہوئی۔ کھیتوں میں اناج پیدا ہونے لگا۔ مال غنیمت میں ان کو بھی حصہ ملتا رہا۔ اب جب مالی حالت اچھی ہو گئی تو بجائے اس کے کہ اللہ اور اس کے رسول نے انہیں جن نوازشات سے مالا مال فرمایا۔ اس کا شکریہ ادا کرتے الٹا مخالفت پر آمادہ ہیں۔ (تفسیر ضیاء القرآن صفحہ ۲۳۳ جلد ۲)

نبی کی نعت پڑھتے ہیں عبادت ہوتی جاتی ہے۔ محمد کا کرم اللہ کی رحمت ہوتی جاتی ہے۔ بحمد اللہ محمد کی غلامی کا نتیجہ ہے خدا کے نیک بندوں سے محبت ہوتی جاتی ہے۔ نبی کا شہر تو شہر نبی ہے اس کے کیا کہنے۔ ہمیں طیبہ کے ذکر سے عقیدت ہوتی جاتی ہے۔ خدا کے شہر سے مجرم سزا سن کر وہاں پہنچے۔ نبی کے شہر میں ان کی ضمانت ہوتی جاتی ہے۔ مدینے نازاں محمد کے منبر رو برو ناظر کلام اللہ کی جیسے تلاوت ہوتی جاتی ہے۔ + عالم کا انہیں خدا نے سلطان کیا جبرائیل امین کو ان کا دربان کیا ہر چیز کا اختیار ان کو دے کر کونین کو حق نے ان کا مہمان کیا۔ + شاہ کونین جلالت تیری فرش کیا عرش تک دھوم ہے تیری + نبی کی شان ہے یا شان کبریائی کے زمین پر روضہ عرش تک مہمان کی ہے۔ (۱) ابوہریرہ کا حافظہ (۲) جمعہ کے روز یارسول اللہ ﷺ (۳) حذیفہ والی روایت سرکار نے ۱۲ منافقین کے بارے میں بتایا۔ کہ ان کے کانوں کے درمیان دبیلہ نکلے گا۔ مشکوۃ باب فی المعجزات صفحہ ۱۸۶ جلد ۳ (۴) ابوہریرہ کو کھجوریں دیں۔ دم کر کے اور برکت کیلئے۔ (۵) ایک آدمی کو جو عطا کیے۔

جلد نمبر ۳ مشکوۃ صفحہ ۱۹۷

۹-۰۳-۲۰۰۷
۲-۱۴۲۸
جمعۃ المبارک

Date ______

بسم اللہ الرحمن الرحیم وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَلَمَّاۤ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ ۷۵ - ۷۶

ترجمہ ہے۔ اور ان منافقوں میں بعض وہ بھی ہیں۔ جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا۔ کہ اگر اس نے ہمیں اپنے فضل سے دولت عطا فرمائی تو ہم ضرور اس کی راہ میں خیرات کریں گے۔ اور ہم ضرور نیکوکاروں میں سے ہو جائیں گے۔ پس جب اس نے انہیں اپنے فضل سے دولت بخشی تو وہ اس میں بخل کرنے لگے اور وہ اپنے عہد سے روگردانی کرتے ہوئے پھر گئے۔ ______ اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے ایسے لوگوں کے عیب کو بیان فرمایا جو حضور علیہ السلام کے ساتھ وعدہ کرکے پھر جاتے تھے۔ پچھلی آیت میں ان منافقوں کا ذکر ہے جو دل سے ہی منافق تھے۔ اب ان منافقین کا تذکرہ ہے جو پہلے مخلص تھے۔ پھر مالدار ہو کر منافق ہو گئے۔ تاکہ معلوم ہو کہ کبھی مال کی زیادتی ایمان سے ہٹا دیتی ہے۔ پچھلی آیت میں منافقوں کے ایک عیب کا ذکر ہوا۔ یعنی گزشتہ پر جھوٹ بولنا۔ جھوٹی قسم کھانا۔ اب ان کے دوسرے عیب کا ذکر ہے یعنی آئندہ پر جھوٹ بولنا۔ عہد و پیمان کرکے پھر جانا ______

شانِ نزول۔ اس زمانۂ پاک میں ایک شخص تھا ثعلبہ ابن حاطب ابن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ مگر یہ وہ بدری صحابی نہیں وہ تو غزوہ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ یہ انصاری ہے۔ یہ شخص بہت نمازی دن رات مسجد نبوی شریف میں حاضر رہتا حتیٰ کہ اس کا لقب حَمَامَةُ المسجد ہو گیا تھا۔ یعنی مسجد کا کبوتر۔ زیادہ سجدوں کی وجہ سے اس کی پیشانی اونٹ کے گھٹنے کی طرح ہو گئی تھی۔ پھر اس نے نماز فجر کے بعد فوراً ہی مسجد سے نکل جانا شروع کر دیا۔ بغیر دعا مانگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جلدی کی وجہ پوچھی اور فرمایا مسجد سے جلد بھاگنے کی کوشش کرنا طریقۂ منافقین ہے۔ وہ بولا کہ میری غربت و مسکینی کا یہ حال ہے۔ اور خاوند بیوی کے درمیان صرف ایک کپڑا ہے۔ پہلے میں اسے پہن کر نماز پڑھ لیتا ہوں۔ پھر گھر جا کر کپڑا بیوی کو دیتا ہوں۔ تو وہ نماز پڑھ لیتی ہے۔ ویسے وہ ننگی رہتی ہے۔ حضور دعا فرما دیں میں امیر ہو جاؤں۔ فرمایا جس تھوڑے مال کا شکر ادا ہو وہ اس زیادہ مال سے بہتر ہے۔ جس کا شکر ادا نہ ہو۔ اس نے پھر اسی دعا کی درخواست کی۔ فرمایا تو مجھے دیکھ اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں مگر دیکھ میں کیسے گزارہ کرتا ہوں۔ اس نے تیسری بار اسی دعا کی درخواست کی اور بولا۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی بنایا۔ اگر آپ کی دعا سے مجھے مال کثیر مل گیا۔ تو میں اس سے ہر حق دار کا حق ادا کروں گا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔ اللھم ارزق ثعلبۃ مالا الٰہی ثعلبہ کو بہت مال دے۔ چنانچہ اس کو ایک بکری ملی یا حضور انور نے عطا کی۔ واللہ اعلم۔ اس کے کیڑے مکوڑوں کی طرح اتنے بچے ہوئے کہ مدینہ منورہ کی گلیاں اسے تنگ ہو گئیں۔ اس نے جنگل میں مال رکھنا وہاں رہنا شروع کر دیا۔ اب صرف ظہر و عصر کی جماعت میں حاضری رہ گئی۔ پھر وہ جنگل بھی ناکافی ہوا۔ تو دور جنگل میں چلا گیا۔ اب صرف جمعہ کی حاضری رہ گئی۔ پھر اور مال زیادہ ہوا۔ آخر کار زکوٰۃ کا وقت آیا۔ تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شخصوں کو جانوروں کی زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا مگر بار بار فرماتے تھے۔ ثعلبہ پر افسوس۔ ان دونوں صاحبوں کو زکوٰۃ کے احکام لکھ کر دیئے یہ دونوں حضرات لوگوں سے زکوٰۃ وصول

Scanned with CamScanner

Date ______

کرتے ہوئے۔ ثعلبہ کے پاس پہنچے ثعلبہ نے حضور انور کا فرمان نامہ پڑھا تیوری چڑھا کر بولا۔ یہ تو جزیہ ہے
یعنی کفر کا ٹیکس۔ جاؤ واپسی میں آنا۔ یہ حضرات واپسی میں اس کے پاس گئے۔ وہ پھر یہی بولا کہ
یہ تو جزیہ ہے۔ اچھا میں سوچ لوں پھر دوں گا۔ جب یہ حضرات واپس حضور انور کی خدمت میں پہنچے
تو ان کو دیکھتے ہی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ افسوس ثعلبہ پر۔ پھر ان صاحبوں نے وہ واقعہ عرض
کیا۔ تب یہ آیت کریمہ ثعلبہ کے متعلق نازل ہوئی۔ بعض لوگوں نے ثعلبہ سے کہا کہ تیری خیر نہیں۔ تیرے
متعلق آیات قرآنیہ نازل ہوئی ہیں۔ تب وہ زکوٰۃ لیکر بطور منافقت صرف بدنامی سے بچنے کیلئے حضور
کی بارگاہ میں آیا۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مجھے رب تعالیٰ نے تیری زکوٰۃ قبول کرنے سے منع کر دیا
ہے۔ جس پر وہ لوگوں کو دکھانے کیلئے سر پر خاک ڈالتے اور واویلا پکارنے لگا۔ پھر حضور پرنور کی وفات
ہوگئی۔ وہ صدیق اکبر کے پاس زکوٰۃ لایا۔ انہوں نے بھی رد کر دی۔ پھر خلافت فاروقی میں حضرت عمر کے پاس
لایا۔ وہاں سے بھی رد ہوگئی۔ پھر خلافت عثمانی میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس لایا۔ آپ نے فرمایا کہ جو زکوٰۃ بارگاہ
رسالت سے ٹھکرا دی گئی۔ حضرات شیخین کے دروازوں سے رد کر دی گئی۔ میں وہ وصول نہیں کر سکتا۔ آخر کار
وہ خلافت عثمانیہ میں کافر ہو کر مرا (تفسیر روح البیان۔ معانی۔ کبیر۔ خازن۔ بیضاوی۔ مدارک۔ خزائن العرفان)
تفسیر: ومنہم من عاہد اللہ۔ منھم سے مراد ثعلبہ وہ منافقین میں سے تھا۔ اسے اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔
کیونکہ نئے پرانے منافقوں کا نفاق وکفر میں یکساں ہیں۔ نیز موجودہ نفاق کی وجہ سے اس کے اسلام والے دن کے
زمانہ کے سارے نیک اعمال بالکل ختم ہو چکے۔ بہرحال یہاں عہد سے مراد مضبوط وعدہ ہے۔ جس کو تکیہ اور کی جاوے
چونکہ یہ وعدہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں ہوا تھا۔ معلوم ہوا کہ حضور سے وعدہ رب تعالیٰ سے وعدہ ہے۔ لئن
آتانا من فضلہ۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ہم کو اپنے فضل سے بہت سا مال دے دیا۔ چونکہ ثعلبہ نے یہ مال اپنے اور اپنے بال بچوں
سب کے لئے مانگا تھا۔ اس لئے نا جمع ارشاد ہوا۔ لنصدقن ولنکونن من الصالحین۔ صدقہ یعنی خیرات
ادا کریں۔ جیسے زکوٰۃ یا واجب جیسے فطرہ وقربانی یا نفلی جیسے ان کے سوا۔ اور دوسرے صدقات۔ خیال رہے کہ
صدقہ بنا ہے صدق سے بمعنی سچائی۔ چونکہ خیرات دینے کے سچے مسلمان ہونے کی دلیل ہے۔ اس لئے اسے صدقہ کہا جاتا
ہے۔ ثعلبہ نے یہ وعدہ اپنے اور اپنے بال بچوں کی طرف سے کیا تھا۔ اس لئے یہاں بھی جمع ارشاد ہوئی۔ یعنی جہاد
اور دوسرے دینی کاموں میں چندہ دینا وغیرہ۔ صالحین سے مراد ہے۔ مالی عبادات کر کے نیک کار بننے والے جیسے
حج وعمرہ وغیرہ۔ ورنہ بدنی عبادت نماز روزہ تو وہ پہلے ہی کرتا تھا۔ نماز باجماعت کا بڑا پابند تھا جس کی وجہ سے حمامۃ المسجد کا لقب
پا چکا تھا۔ یعنی اب جو نیکیاں ہم غریبی کی وجہ سے نہیں کر سکتے۔ وہ بھی ضرور بالضرور کریں گے۔ یا یہ مطلب ہے
کہ سب موں ہی نیک کار رہیں گے۔ مال کی وجہ سے نیکیوں میں سستی نہ کریں گے۔ فلما آتاہم من فضلہ۔ اس
فرمان عالیہ میں اس کے انجام کا ذکر ہے۔ چونکہ ثعلبہ کے اس وعدے کے فوراً بعد حضور انور نے اس کے لئے مالداری کی دعا فرمائی
اور رب تعالیٰ نے اسے بہت جلد مالدار کر دیا۔ اس لئے یہاں فاء ارشاد فرمائی۔ من فضلہ فرما کر یہ بتایا کہ اسے
یہ مال اس کے اپنے کمال کی وجہ سے نہیں ملا۔ بلکہ محض عطائے ذوالجلال اس کے فضل وکرم سے ملا۔ تو چاہئے کہ اس کا شکر
ادا کرے۔ بخلوا بہ۔ بخل کے معنی ہیں کنجوسی یعنی بخل اور امساک۔ یہ فرق ہے کہ جو خود کھائے نہ دوسروں کو دے کھانے

Date ______

بخیل کہ وہ جو نہ خود کھائے۔ کھلائے نہ کسی کو کھلائے۔ یوں ہی جمع کر کے چھوڑ جائے۔ ان کا مقابل سخی اور جواد ہے
سخی وہ جو خود بھی کھائے دوسروں کو بھی کھلائے۔ جواد وہ جو خود نہ کھائے دوسروں کو کھلائے۔ اس لیے رب تعالیٰ کو سخی
نہیں کہتے۔ جواد کہتے ہیں۔ کیونکہ وھو یطعم ولا یطعم وہ کھلاتا ہے کھاتا نہیں۔ حضور انور بھی جواد ہیں۔
وتولوا وھم معرضون۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے منہ پھیر لیا۔ کہ باوجودیکہ حضور انور نے دو خادم دو
دفعہ اس کے پاس زکوٰۃ لینے گئے۔ مگر نہ دی۔ اور ہم معرضون سے مراد ان کی وہ عملی نافرمانی ہے۔ یعنی مسجد
نبوی کی حاضری جماعت کی پابندی بلکہ مدینہ منورہ کی رہائش سے دور ہٹتا جانا۔ وہ یہ کر سکتا تھا کہ جانوروں
کا انتظام نوکروں کے سپرد کرتا۔ خود حاضر بارگاہ رہتا ___ ان آیات سے معلوم ہوا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم
ہر ایک کی فطرت سے خبردار ہیں۔ کہ کس کی طبیعت فقیری کے لائق ہے کس کی امیری کے لائق۔ رب نے حضور کو اپنی مخلوق
کی کیفیت قلبی سے خبردار کیا ہے۔ دیکھو ثعلبہ کو حضور نے مالدار بننے سے منع کیا۔ مگر عثمان کو منع نہ کیا۔ کیونکہ ثعلبہ اور
حضرت عثمان کی فطرت سے خبردار ہیں۔ کہ حضرت عثمان مال کا تحمل کر سکتے ہیں۔ ثعلبہ نہیں کر سکتا۔ (۲) حضور انور
لوگوں کے دلی اخلاص و نفاق سے خبردار ہیں۔ دیکھو بڑے سے بڑے مجرموں کو معافی دے دی۔ جیسے جناب ابوسفیان، ہندہ،
وحشی، عکرمہ وغیرہم۔ ان کی توبہ منظور فرمالی۔ مگر معافی نہ دی اور توبہ منظور نہ کی ثعلبہ کی۔ اگرچہ سر پر خاک ڈالتا
رہا۔ کیونکہ ان حضرات کی توبہ اخلاص سے تھی۔ اس کی یہ حرکت نفاق سے۔ (۳) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک
کے انجام سے خبردار ہیں۔ کہ کون کافر مرے گا۔ کون مومن۔ کہ حضور علیہ السلام جانتے تھے کہ ثعلبہ اب بھی منافق ہے۔
اور مرے گا بھی کافر اس لیے اس کا نہ تو صدقہ قبول فرمایا نہ اس کے رونے سر پر خاک ڈالنے کی پرواہ کی کہ اس کا انجام
برا ہونے والا تھا۔ جب حضور احد پہاڑ کے دل کی جانتے ہیں۔ تو انسان کے دل کی کیوں نہ جانیں ___ (۴) حضور
کے دروازے سے ٹھکرایا ہوا کہیں مقبول نہیں۔ ثعلبہ کی زکوٰۃ نہ حضرت صدیق اکبر نے قبول کی۔ نہ حضرت فاروق
اعظم نے نہ عثمان غنی نے۔ کیونکہ حضور کے دروازے سے رد ہو چکی تھی۔ ایسے کو تو رب بھی منظور و قبول نہیں کرتا۔
وہ قسمت خدا کی نہ وہ ماں کا نہ باپ کا ___ کہ جس کو تو نے نظر سے گرا کے چھوڑ دیا ___
(۵) جب فرض عبادت ادا کرنے کا وعدہ حضور سے کر لیا جائے۔ تو اس کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ جیسے زکوٰۃ
خود بھی فرض ہے۔ اور حضور انور سے اس کی ادا کا وعدہ کر لینے سے اور بھی ضروری ہو گئی۔ کہ اس کے چھوڑنے سے
ایمان سلب ہو گیا ___ نفلی صدقہ سنت جان لینے سے فرض ہو جاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ
کر لینے سے اور زیادہ اہم فرض ___ (۶) زکوٰۃ کو ٹیکس خراج۔ جرمانہ سمجھنا۔ غلط بلکہ قریباً کفر ہے۔ یہ
تو عبادت ہے جو نہایت خوشدلی سے ادا کرنی چاہیے۔ (عمل رحمت بھی ہے اور رحمت بھی ہے)
صوفیاء فرماتے ہیں کہ جیسے کعبہ معظمہ کی طرف سجدہ کرنا کعبہ کے آگے نماز پڑھنا۔ رب کو سجدہ رب کی نماز ہے۔ ایسے
ہی حضور سے وعدہ کرنا حضور کے سامنے کھڑے ہو کر عہد کرنا رب تعالیٰ سے عہد ہے ___ [illegible]
(۷) غریبی میں خدا کو یاد کرنا امیری میں بھول جانا۔ منافقوں کا طریقہ ہے۔ (۸) رب تعالیٰ کا بڑا عذاب یہ
ہے کہ بندہ ایمان، نیک اعمال سے محروم ہو جائے۔ اور دنیاوی تکلیف تو اللہ کی رحمت بھی ہو جاتی ہے ___
تو وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا ___ ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستانہ بتایا ___

Scanned with CamScanner

بڑھ رہے سے بڑا متقی خاتمہ بالخیر سے پہلے اپنے پر اعتماد نہ کرے۔ ثعلبہ کا واقعہ تا قیامت عبرتناک ہے۔ شیطان نے ۸۰ ہزار سال عبادات کیں۔ مگر مارا گیا۔ کبھی ایک چنگاری سارے گھر جلا دیتی ہے۔ ایسے ہی کبھی ایک گناہ ساری عبادات ضائع کر دیتا ہے۔ ابلیس کے ایک گناہ نے اسے برباد کر دیا۔ تفسیر نعیمی ص ۳۸۱ ۳۹۳ ج ۱۰
تفسیر ضیاء القرآن ص ۲۳۵ جلد ۲ - مکان تون سو مکان انکی حکومت معطیٰ دی اسے -

(دستخط)

جمعۃ المبارک - ۱۶-۰۳-۲۰۰۷
۲۶-۰۲-۱۴۲۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ۸۴ توبہ ۱۰ پ۔ اور آپ کبھی بھی ان منافقوں میں سے جو کوئی مر جائے۔ اس کے جنازے پر نماز نہ پڑھیں اور نہ ہی آپ اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔ کیونکہ آپ کا کسی جگہ قدم رکھنا بھی رحمت و برکت کا باعث ہوتا ہے۔ اور یہ آپ کی رحمت و برکت کے حقدار نہیں ہیں۔ بے شک انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کفر کیا۔ اور وہ نافرمان ہونے کی حالت میں ہی مر گئے۔
عرفان القرآن ص ۳۶۹ اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علیہ السلام کی رحمت و شفقت کو بیان فرمایا۔ اور اس آیت میں منافقوں کے عیوب کو بیان کیا گیا۔ اور یہ بھی بتا دیا گیا۔ کہ آقا علیہ السلام کا خلق عظیم سب سے بلند و بالا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اے پیارے یہ منافقین اتنے برے ہیں۔ کہ آپ ان کے لئے دعائے مغفرت نہ کریں۔ اور نہ ان کی نماز پڑھیں اور نہ ان کی قبر پر کھڑے ہوں۔ کیونکہ جہاں منافق دبا ہو۔ وہ مٹی بھی آپ کے قدم کے لائق نہیں۔

شان نزول = اس آیت کریمہ کے نزول کے متعلق بخاری شریف وغیرہ میں مختلف روایات ہیں۔ یہ فقیر ایسی جامع تقریر عرض کرتا ہے جس میں بفضلہ تعالیٰ تمام روایات جمع ہو گئیں۔ اس جمع میں تفسیر خازن سے مدد لی گئی ہے قبیلہ بنی خزرج کا سردار منافقین کا پیشوا اعظم جس کے اشارہ پر سارے منافقین چلتے تھے۔ یعنی عبداللہ ابن ابی۔ جب یہ مرض موت میں گرفتار ہوا۔ تو اس نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس بلایا۔ اور عرض کیا کہ مجھے اپنی قمیص شریف عطا فرما دیں تاکہ میں اس میں کفن دیا جاؤں۔ میری نماز جنازہ حضور انور پڑھائیں۔ میرے لئے دعائے مغفرت فرما دیں۔ حضور انور ﷺ نے گھر واپس تشریف لا کر اپنی اوپر والی قمیص بھیج دی اس نے وہ واپس کر دی اور کہا یہ نیچے والی دیجئے۔ جو جسم شریف سے متصل رہی ہے۔ کچھ وقفہ کے بعد وہ مر گیا۔ اس کا بیٹا جس کا نام بھی عبداللہ تھا۔ جو مخلص مومن صحابی تھا۔ حاضر ہوا۔ اور قمیص مانگی حضور انور نے جب قمیص شریف عطا فرمانے کا ارادہ فرمایا تو حضرت عمر نے عرض کیا کہ اسے نجس العین خبیث کو قمیص طاہر و طیب کیوں عطا فرمائی جائے۔ تو ارشاد فرمایا۔ تو ارشاد فرمایا کہ اے عمر اسے تو قمیص کچھ فائدہ نہ دیگی۔ مگر مجھے امید ہے کہ اس کی برکت سے ان شاء اللہ ایک ہزار منافقین ایمان و اخلاص قبول کریں گے۔ پھر حضور انور اس کی میت تیار ہو جانے پر اس کی نماز پڑھانے تشریف لے گئے جب مصلے پر تشریف فرما ہوئے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ یہ تو منافق بلکہ منافقوں کا سردار ہے۔ حضور اس کی نماز کیوں پڑھاتے ہیں۔ فرمایا کہ ابھی تک مجھے میرے رب نے منافقوں کی نماز یا ان کے لئے دعا سے منع نہیں فرمایا

Scanned with CamScanner

Date ______

ہے۔ یہ فرمایا ہے کہ اگر ستر بار بھی آپ ان کے لئے دعا مغفرت کریں ہم نہ بخشیں گے۔ اگر میں جانتا کہ ستر بار سے زیادہ دعا کرنے سے اس کی بخشش ہو جائے گی۔ تو زیادہ دعا کرتا۔ بہرحال حضور نے اس کی نماز پڑھا دی اور واپس تشریف لائے۔ جب اسے دفن کیا جانے لگا۔ تو پھر تشریف لے گئے۔ اس وقت وہ اپنی قبر میں رکھا جا چکا تھا۔ اس کی میت نکلوائی اسے اپنے نیچے والی قمیص پہنائی۔ اور لعاب دہن شریف اس کے منہ میں ڈالا۔ یہ سب واقعات اس کے متبع منافقین دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے دو باتوں پر غور کیا۔ ایک یہ کہ ایسا دشمن رسول منافق بھی حضور سے آپ کے تبرکات مانگتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضور کے تبرکات واقعی دافع بلا اور مشکل کشا ہیں۔ دوسرا یہ کہ حضور انور نے ایسے موذی دشمن کو بھی منع نہ فرمایا۔ بلکہ اس کی ساری گذارشات قبول فرمالیں۔ یہ سوچ کر اس دن قریباً ایک ہزار منافقین نفاق سے سچی توبہ کرکے مخلص مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ جس میں حضور کو ہمیشہ کیلئے منافقین کی نماز جنازہ پڑھنے ان کی قبور پر جانے وغیرہ سے منع فرما دیا گیا۔ (تفسیر کبیر روح المعانی روح البیان بخاری مسلم وغیرہ کتب احادیث)

ان شاءاللہ اس بیان سے سارے روایات جمع ہو گئیں کہ حضور انور تین بار اس کے ہاں تشریف لے گئے۔ بیماری میں مرنے کے بعد اور دفن کے وقت جب وہ قبر میں رکھا جا چکا تھا اور تینوں بار ہی حضور انور کی قمیص مانگی گئی دو بار اس نے خود مانگی اور ایک بار اس کے بیٹے سیدنا عبداللہ نے اور حضور علیہ السلام نے خود اسے قمیص بھی پہنائی تھی۔ اور لعاب دہن شریف بھی اس کے منہ میں ڈالا تھا۔ (خیال رہے) کہ یہ بہت دراز قد تھا اور ادھر حضور کے چچا حضرت عباس بھی بہت دراز قد تھے۔ جب وہ جنگ بدر میں گرفتار ہو کر آئے۔ تو ان کے جسم پر کرتا نہ تھا۔ حضور نے فرمایا کہ کوئی صاحب اسے قمیص پہنا دیں کسی کی قمیص آپ کے جسم شریف پر نہ آئی۔ اس منافق کی قمیص بالکل درست آ گئی۔ اور اس نے وہی پہنا دی۔ حضور انور کا اس عمل شریف سے اس کے احسان کا بدلہ بھی ہو گیا۔ جو اس نے حضور کے چچا پر کیا تھا۔ (عام تفاسیر)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولا تصل علی احد منھم۔ ولا تقم علی قبرہ۔ یعنی اے محبوب آپ ان کی قبر پر زیارت کرنے یا فاتحہ پڑھنے دعا کے لئے یا احترام کرنے کے لئے نہ جاؤ۔ ان کا جنازہ بھی نہ پڑھنا۔ اور فرمایا ولا تقم علی قبرہ۔ یہ دوسری ممانعت ہے جو براہ راست حضور علیہ السلام کو ہے حضور انور کے واسطے سے سارے مسلمانوں کو منافق کی قبر پر کھڑا ہونا یہاں قیام کرنا۔ اس سے مراد کھڑا ہونا نہیں۔ بلکہ وہاں جانا۔ بیٹھنا کھڑا ہونا۔ ٹھہرنا سب ہی مراد ہے۔ خواہ زیارت کرنے دعا کرنے دفن کرنے یا دفن کے بعد دعا کرنے کے لئے ہو۔ کہ سب حرام ہے۔ قبرہ میں ہ کا مرجع وہ ہی مذکور منافق ہے۔ تحقیر و عبرت کے لئے وہاں جانا جائز بلکہ بہتر ہے۔ حضور انور ابوجہل وغیرہ کی لاشوں پر تشریف لے گئے ان سے کلام بھی فرمایا۔ اللہ فرماتا ہے۔ انھم کفروا باللہ ورسولہ۔ اس فرمان عالی میں مذکورہ ممانعتوں کی وجہ ارشاد ہوئی۔ یعنی اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اگرچہ ظاہری طور پر مسلمان محسوس ہوتے ہیں۔ مگر حقیقتاً وہ اللہ رسول کے منکر یعنی کافر ہیں۔ اور کفار کیلئے نہ دعا مغفرت جائز ہے۔ نہ ان کی قبر کی زیارت جائز کہ اس میں ان کی قبروں کی تعظیم و توقیر ہے۔ جو ناجائز ہے۔ یہ دونوں چیزیں صرف مومنوں کیلئے ہیں۔ دعا تو [illegible]۔ اس فرمان عالی میں ان منافقوں کی دوسری وجہ کا ذکر ہے۔ یعنی صرف مسلمانوں کو ستانا۔ حضور انور کو دکھ دینا وغیرہ مراد ہے۔

Scanned with CamScanner

Date ______

مطلب یہ ہے کہ بعض کافر مروت والے ہوتے ہیں۔ ان میں شرم و حیا ہوتی ہے۔ دل کے نرم ہوتے ہیں جیسے کہ سخاوت
ہیں۔ مگر یہ لوگ تو کافر بھی ہیں، موذی بھی حضور انور کو ایذا رسانی بھی۔ ایسی حالت میں یہ مر کر بھی دعا یا
نماز جنازہ یا کسی عزت و احترام کے مستحق نہیں ہو سکتے۔ اللہ فرماتا ہے کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کسی
منافق کی جو مر جائے کبھی نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ کبھی ان کی قبر کی زیارت کریں۔ نہ وہاں جا کر دعائے خیر کریں
کیونکہ یہ صرف زبانی کلمہ گو ہیں۔ درحقیقت اللہ رسول کے انکاری پورے درجے کے کافر ہیں۔ صرف کافر ہی نہیں بلکہ
موذی اور مومنوں کا دشمن ہیں۔ اس حال یعنی کفر و دشمنی پر مر گئے ایسوں کی نماز جنازہ کیسی؟ نہ ان کے لئے دعائے
خیر۔ (خیال رہے) عبداللہ ابن ابی کی نماز جنازہ اس کی قبر پر جانے سے تو حضور انور کو منع فرما دیا گیا۔ مگر اس کو
کفن میں رکھنے کے لئے چادر دینے کا ذکر نہ تو قرآن مجید میں کیا گیا۔ نہ حضرت عمر نے اس پر زور دیا کہ حضور اس سے چادر نہ
دیں۔ کیونکہ اس کے مانگنے پر چادر عطا نہ کرنا۔ جود و سخا کے خلاف تھا۔ نیز اس صورت میں اس عیب کا اعلان
حضرت عباس پر رہ جاتا۔ روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ ابن یمان سے خفیہ طور پر فرما دیا تھا
کہ فلاں فلاں کا خاتمہ منافقت پر ہوگا۔ مجھے ان کی نماز جنازہ سے منع فرما دیا گیا ہے۔ حضور انور کے وصال کے بعد
جب کوئی مشکوک آدمی مرتا تو حضرت عمر اس کے جنازہ کیلئے حضرت حذیفہ کو بلاتے اگر آپ جاتے تو حضرت عمر بھی
جاتے تھے۔ اگر نہ جاتے تو حضرت عمر بھی نہ جاتے تھے۔ سمجھ جاتے کہ یہ اس فہرست کا آدمی ہے۔ جو حضرت حذیفہ
کو بتا دی گئی ہے۔ (روح البیان) (پتہ چلا حضور انور کا علم غیب) (فوائد)
عبداللہ ابن ابی جیسا کہ سخت منافق بھی جانتا تھا کہ حضور انور کے تبرکات قبر میں مشکل کشائی کرتے
ہیں۔ جیسا کہ شان نزول سے معلوم ہوا۔ آج جو اس کا انکار کرے۔ اور کہے قبر میں تبرکات لے جانا
محض بیکار ہے صرف اپنے اعمال ہی فائدہ دیں گے۔ وہ اس منافق سے بھی بدتر ہے۔ (۲) کافر و
منافق کیلئے کوئی تبرک قبر و حشر میں مفید نہیں۔ کیونکہ اس کے پاس ایمان نہیں۔ بغیر جان کوئی دوا مفید نہیں
بغیر ایمان کوئی تبرک مفید نہیں۔ یہ فائدہ بھی اسی شان نزول سے حاصل ہوا کہ حضور نے حضرت عمر سے
فرمایا کہ میری چادر اسے فائدہ نہ دے گی۔ (۳) حضور انور کے ہر عمل میں صدہا حکمتیں ہوتی ہیں۔ دیکھو
منافق کو چادر شریف عطا کی اس کی نماز جنازہ پڑھی یہ جانتے ہوئے کہ اس کے لئے یہ چیزیں بیکار رہیں۔ مگر
اس عمل شریف سے ایک ہزار منافقوں کو ایمان مل گیا۔ چادر نے منافقوں کو ایمان بخش دیا۔ (۴) حضور
کے تبرکات تہبند شریف چادر مبارک بال شریف وغیرہ مومن کے لئے قبر میں کام آتے ہیں۔ (۵) مردے کے کفن میں
تبرک چیزیں رکھنا جائز ہے۔ وہاں یہ نہ سمجھو کہ مردہ پھولے پھٹے گا۔ تو اس کی آلائش سے یہ چیزیں لتھڑ کر خراب
ہوں گی۔ دیکھو آب زمزم پینا جائز ہے۔ حالانکہ معلوم ہے کہ وہ پیٹ میں جا کر کیا بنتا ہے۔ (۱) وہاں اور بستی والی کا
منافع دیکھ کر بات ہیں۔ فقہاء کے قول پر بسم اللہ الرحمن الرحیم (قبر میں موجود ہوتا ہے) (۶) مردے کو کفن
دینا اسے غلاف کعبہ میں لپیٹ کر دفن کرنا جائز ہے۔ کہ حضور انور کی چادر شریف غلاف کعبہ سے افضل ہے کہ غلاف کعبہ بیت اللہ
کا صحبت یافتہ ہے۔ اور یہ چادر شریف حبیب اللہ کی صحبت یافتہ۔ مگر حضور انور نے ابن ابی کو اس میں لپیٹا اور دفن کیا۔
حضرت زینب کی وفات پر ان کے سینے پر اپنا تہبند شریف رکھوا کر دفن فرمایا۔ (۷) حضرت عمر کی شان بہت بلند و بالا ہے

Scanned with CamScanner

Date ______

کہ آپ کی رائے کے مطابق بہت سی آیات آئیں۔ چنانچہ کافر قیدیوں سے فدیہ لینا۔ اس پر چھوڑنا۔ ان کی رائے کے مطابق شراب کی حرمت مقام ابراہیم کو جائے نماز بنانا۔ عورتوں کے پردہ واجب ہونے منافقوں پر نماز جنازہ نہ پڑھنے کی یہ آیات آپ کی رائے شریف کے مطابق آئیں۔ اسی لیے حضور نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے۔ یا فرمایا کہ گزشتہ امتوں میں الہام والے اولیاء ہوتے اگر میری امت میں ہیں تو عمر ہیں۔ یعنی اس امت میں ضرور ہوں گے۔ کہ یہ اشرف امت ہے۔ اور حضرت عمر ضرور الہام والے ہیں۔

(۸) مردہ کافر و منافق کو مرحوم کہنا یا رحمۃ اللہ یا رضی اللہ عنہ کے القاب دینا۔ یا ان کے لیے ختم قرآن کرنا ان کی فاتحہ قل وغیرہ کرنا حرام ہے۔ کافر اور مسلمان کی دعا میں فرق کافر مانگتا ہے تو قبول نہیں۔ مسلمان مانگتا ہے تو اللہ فرماتا ہے۔ واذا سألک عبادی عنی فانی قریب ـــ یہ مشروط ہے۔ اور محبوب کو فرمایا۔ ان صلوتک سکن لھم (وصل علیھم)۔ (۹) کفار و منافقین کی نماز جنازہ پڑھنا حرام ہے۔ جو منافق یا کافر توبہ کر کے مخلص ہو کر مرے اس کا جنازہ پڑھا جائے گا۔ (۱۰) کافر و منافق کی قبر کی زیارت کرنا وہاں پھول چڑھانا وہاں فاتحہ پڑھنا کسی ہندو کی سمادھی پر پھول وغیرہ ڈالنا حرام ہے۔ (۱۱) حضور انور کی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ مومنہ ہیں۔ یہ فائدہ ہیں سے لا تقم علی قبرہ سے حاصل ہوا۔ کیونکہ کافر و منافقین کی قبر کی زیارت ممنوع ہے۔ اور حضور انور نے باجازت رب تعالیٰ جناب آمنہ کے مزار پر انوار پر مدینہ طیبہ سے سفر کر کے زیارت کیلئے تشریف لے گئے۔ وہاں بہت روئے اور سب کو رلایا۔ اور فرمایا کہ میں نے اپنی والدہ کے لیے دعا مغفرت کی اجازت مانگی تو مجھے منع کر دیا گیا۔ زیارت قبر کی اجازت مانگی تو دے دی گئی۔ اس اجازت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مومنہ ہیں۔ رہا دعائے مغفرت سے منع فرمانا وہ اس لیے ہے کہ وہ بے گناہ ہیں۔ (۱۲) ہر کلمہ گو مومن نہیں یعنی کافر بھی ہیں۔ لہذا ہر کلمہ گو کی نماز جنازہ نہیں۔ یہ فائدہ کفروا باللہ سے حاصل ہوا۔ دیکھو کلمہ گو منافقوں کو قرآن مجید نے کافر کہا۔ اور ان پر نماز سے منع کیا۔ (۱۳) حضور انور کی عظمت کا انکار رب تعالیٰ کا انکار ہے۔ یہ فائدہ کفروا باللہ ورسولہ سے حاصل ہوا۔ دیکھو منافقین اللہ تعالیٰ کے منکر نہ تھے۔ حضور انور کے مرتبہ سے جلتے تھے۔ ان کے متعلق قرآن کی یہ آیت ہے۔

(اعتراضات) (۱) جب عبداللہ بن ابی نے حضور انور کی چادر شریف اپنے کفن کیلئے مرض الموت میں مانگی تو وہ مومن ہو گیا۔ کہ اس نے حضور انور کی نبوت مان لی۔ پھر اس کی نماز پر کیوں اعتراض ہوا ـــ (جواب) غالب یہ ہے۔ کہ اس کا عرض کرنا محض نفسانی بنا پر تھا۔ کہ میری میت بعد موت خراب نہ ہو۔ حضور انور نماز پڑھیں تو دوسرا مسلمان بھی پڑھیں ورنہ مجھے نہ کفن دیں نہ دفن کریں گے۔ نہ مسلمان ـــ (۲) اس واقعہ سے معلوم ہوا۔ کہ حضور انور کو یہ پتہ نہ تھا کہ میرے قمیص اور لعاب مبارک کا انعام اس کو مفید نہ ہو گا۔ ورنہ ہرگز عطا نہ فرماتے۔ علم غیب کی نفی ہو گئی ـــ جواب اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضور انور کو سب معلوم تھا۔ یہ بھی معلوم تھا کہ اس عطا پر ایک ہزار منافقین کو دولت ایمان و اخلاص نصیب ہو گی۔ جیسا کہ ابھی شان نزول میں عرض کیا گیا۔ اسی لیے رب تعالیٰ نے قمیص شریف عطا فرمانے سے یا اس کی نماز جنازہ پڑھتے وقت منع نہ فرمایا کہ یہ آیت نہیں بھیجی بلکہ یہ کام ہو چکنے کے بعد آئندہ کیلئے منع فرمایا۔ حضور جیسے مشتاق ہدایت ... ایک ہزار کو قمیص کی عطا نے ایمان دے دیا۔ اور آئندہ ایسا کرنا

Date ______

جیسے رحمت کی بارش اگرچہ بعض زمینوں کو فائدہ نہیں دیتی۔ مگر دوسری جگہوں میں بہار لگا دیتی ہے۔ یونہی حضور انور کی قمیض نے اگرچہ ابن ابی کو فائدہ نہ دیا۔ کہ وہ زمین شور تھی۔ مگر اس قمیض نے ایک ہزار کو ایمان واخلاص بخش دیا۔ یہی حال ہر تبرک کا ہے۔ مومن کو کسی ولی کے قریب میں دفن کرو۔ کیونکہ مردہ بھی زندہ کی طرح اچھے پڑوسی سے تکلیف [تسکین] پاتا ہے۔ ایک بار حضور انور نے حجامت کی۔ سر کے بال مبارک آدھے تو ابو طلحہ عطا فرمائے اور آدھے دیگر صحابہ کرام میں تقسیم فرما دیئے۔ جن صحابہ کرام نے حیات کے وقت اپنی ٹوپی میں رکھے تھے۔ اور بعد وفات اپنے کفن میں سلائے گئے۔ حضور انور کے بال کی برکت سے مکان آفات سے قبر عذاب سے محفوظ رہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن انیس کو حضور انور نے اپنا عصا شریف کی لاٹھی عطا فرمائی اور فرمایا کہ اس لاٹھی سے جنت کی سیر کیا کرنا۔ وہ وفات تک اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ بوقت وفات وصیت کی کہ میرے ساتھ یہ لاٹھی دفن کر دی جائے۔ اس لیے مسلمان آب زمزم میں بھگو کر کپڑا کفن کے لیے رکھتے ہیں۔ عہد نامہ غلاف کعبہ قبر میں رکھواتے ہیں۔ یہ واقعہ شریفہ بہت سے مسائل کا ماخذ ہے۔ ——— صوفیا فرماتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے لیے حضور سے فرمایا گیا۔ وصل علیہم۔ ان کے حق میں دعا کرو۔ منافقین کے لیے فرمایا گیا۔ لا تصل علی احد منہم۔ ان میں سے کسی کے لیے دعا نہ کرو۔ کافر کی قبر پر جانے سے محبوب کو روک دیا۔ زندہ مومن کے دل میں مردہ مومن کی قبر میں حضور کو جلوہ گر بنا دیا۔ یہ ہے نصیب کا فرق۔ اگر کوئی کہے کہ بعض دفعہ حضور انور کے تبرکات پاس ہوتے ہیں۔ مگر بلائیں آ جاتی ہیں۔ تو اس کی وجہ ہماری ناقدری ہے۔ دیکھو مکہ معظمہ مدینہ منورہ کی زمین طاعون سے محفوظ کر دی گئی ہیں۔ مگر جب وہاں کے باشندوں نے ان کی حرمت نہ کی تو بعض وہاں طاعون سے مرنے لگے۔ رب تعالیٰ ان برکات کی قدر شناسی کی توفیق دے۔ روح البیان

(تفسیر نعیمی صفحہ ۵۱۸ پارہ ۱۰ زیر آیت ہذا)

تفسیر ۲۔ منافقین نے جنگ تبوک میں شرکت نہ کر کے جب اپنے آپ کو آشکارا کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ؐ کو حکم دیا۔ کہ اب آپ بھی ان سے پہلی سی نرمی اور رافت کا برتاؤ نہ کیا کریں بلکہ ان کو ننگا ہونے دیں تاکہ دوسروں کیلئے موجب عبرت ہوں۔ اس لیے اب آئندہ ان کو جہاد میں شرکت سے روک دیا۔ اور اسی سلسلہ میں یہ بھی حکم فرمایا کہ اب ان کی نماز جنازہ نہ پڑھا کیجئے اور نہ ان کی قبر پر تشریف لے جایئے۔ ان کی کفر و گمراہی نے انہیں اس قابل ہی نہیں چھوڑا کہ رحمت الٰہی ان کی طرف مائل ہو۔

(تمام واقعہ عبداللہ بن ابی) حضرت عبداللہ بن عباس رض سے مروی ہے۔

اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ حضور ؐ نے قمیض کیوں عطا فرمائی۔ مفسرین نے اس کی کئی وجہیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک تو یہ کہ جب جنگ بدر میں حضرت عباس رض جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ گرفتار کیے گئے تو ان کی اپنی قمیض پھٹ گئی تھی۔ حضور نے انہیں قمیض پہنانا چاہی کیونکہ عباس دراز قامت تھے۔ عبداللہ بن ابی کا قد بھی لمبا تھا۔ اس لیے اس کی قمیض کے سوا اور کوئی قمیض انہیں پوری نہ آئی۔ اللہ کے رسول نے چاہا کہ اس کا یہ احسان دنیا میں ہی اتار دیا جائے نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو یہ تعلیم دی کہ اما السائل فلا تنہر۔ کسی سائل کو نہ جھڑکیے۔ اس لیے حضور نے اس کے سوال کو رد نہ کیا۔ اور سب سے بڑی وجہ وہی تھی جو حضور نے خود

Scanned with CamScanner

Date ______

بیان فرمائی کہ اس قمیص کی وجہ سے اللہ ایک ہزار منافقوں کو دولتِ ایمان سے مالا مال فرمائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس سے اور بڑی برکت کیا ہو سکتی ہے۔ یہاں ایک چیز خوب ذہن نشین کر لینی چاہیے۔ کہ وہ بدنصیب جس کا خاتمہ کفر پر ہوتا ہے۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا اٹل فیصلہ ہے کہ اس کی بخشش نہیں ہوگی۔ لہٰذا اس کے لیے کسی کی شفاعت قبول نہیں کی جائے گی۔ لیکن صاحبِ ایمان خواہ کتنا گنہگار کیوں نہ ہو۔ اس کے لیے اگر اللہ کے محبوب کے ہاتھ دعا کیلئے اٹھ جائیں تو مغفرت یقینی ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے۔ ولو انھم اذ ظلموا ـــــ رحیما اللہ تعالیٰ ہمیں نعمتِ ایمان نصیب فرمائے۔ اس دنیا میں بھی اور بعد حشر بھی حضور کی شفاعت کی سعادت سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ بجاہ شفیع المذنبین رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم۔

ضیاء القرآن ص ۲۳۹ جلد ۲ خزائن العرفان۔ روح البیان

۲۲-۰۳-۲۰۰۷
۲-۰۳-۱۴۲۸

جمعرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یا ایھا الناس قد جاءکم برھان من ربکم ـــــ مبینا۔ (۱) عرب کی تاریخ زمانہ جاہلیت میں۔ (۲) نبی کا معلم (۳) نبی اکرم کا خطبہ حج۔ اور سائل کا بارش مانگنا۔ اللہ کا دروازہ۔

(حدیث شریف) قال حمید بن عبدالرحمن سمعت معاویۃ خطیبا سمعت النبی ﷺ یقول من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین و انما انا قاسم واللہ یعطی۔ حمید بن عبدالرحمن نے کہا کہ میں نے حضرت معاویہ رض کو دورانِ خطاب یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ جس سے خیر کا ارادہ فرمائے اس کو دین میں فقیہ بنا دیتا ہے۔ اور میں قاسم ہوں اور اللہ عطا فرمانے والا۔ اس حدیث مبارکہ میں اثباتِ فقہ کے حوالے سے اشارہ موجود ہے۔

بعض ذہنوں میں ناروا۔ ناجائز طور غلطی سے اور کم فہمی کی وجہ سے یہ خیال آتا ہے کہ دین صرف قرآن و سنت کا نام ہے۔ یہ فقہ کا وجود میں آنا قرآن و سنت پر اضافہ ہے۔ اور یہ بدعت ہے۔ درج بالا حدیث مبارکہ سے اس مغالطے کا ازالہ ہو رہا ہے۔ اور یہ ثابت ہو رہا ہے کہ یہ فقہ بدعت نہیں بلکہ سنت ہے۔ کیونکہ حدیث کی درایت کا نام فقہ ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ جس سے خیر کا ارادہ فرماتا ہے۔ اس کو دین میں فقہ عطا کر دیتا ہے۔ پس حدیث مبارکہ کی روشنی میں یہ ثابت ہوا کہ جس کو فقہ نصیب ہو جائے۔ وہ خوش نصیب ہے۔ اس لیے اس کے ساتھ اللہ نے خیر اور بھلائی کا ارادہ فرمایا ہے۔ پس جس امر کو صاحبِ شرح حضور نے ارادہ الٰہی اور ارادہ خیر کے ساتھ تعبیر کیا۔ اس کو بدعت یا دین میں اضافہ تصور کرنا اللہ کے ارادے کے خلاف بغاوت کے مترادف ہے۔ امتِ محمدی میں اللہ تعالیٰ نے جس کے ساتھ سب سے بڑھ کر خیر کا ارادہ فرمایا۔ اس کو امت کا سب سے بڑا فقیہ بنا دیا۔ اور جو امت کا سب سے بڑا فقیہ ہوا۔ ان کا نام امام اعظم ابو حنیفہ ہے۔

(۲) حضور کی شانِ قاسمیت) دوسری چیز جو معتبرہ نے پایا میں اس حدیث سے واضح ہو رہی ہے۔ وہ یہ ہے کہ بہت سارے لوگ جو بالعموم کسی حدیث کو نہیں پڑھتے۔ اور

Scanned with CamScanner

اور متکبر لوگ بھی اسے یاد کر لیتے ہیں۔ اصل کتاب چونکہ پڑھی نہیں جاتی۔ اس لیے سیاق سباق اور کامل مضمون ذہن میں نہیں ہوتا۔ اس حدیث کا کامل مضمون یہ ہے۔ کہ فرمان رسول صرف اس قدر نہیں ہے کہ جس سے اللہ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین میں فقہ عطا کر دیتا ہے۔ اس سے تو صرف ارادہ الٰہی کا پتہ چل رہا ہے۔ اللہ یہ ارادہ کرتا کس کے ساتھ ہے۔ اور کیوں کرتا ہے۔ اس کو جاننے کے لئے حدیث کے کامل مضمون کو دیکھنا ہوگا۔ اور حدیث پاک کا اگلا حصہ یہ ہے۔ وانما انا قاسم واللہ یعطی۔ اس درجہ کو حضور نے یفقهه فی الدین کے بعد وارد فرمایا ہے۔ اللہ کا ارادہ خیر یہ ہے۔ کہ جس کی طرف اللہ ارادہ خیر سے متوجہ ہو جاتا ہے اسے دین کا فقیہ بنا دیتا ہے۔ اور فقہ فی الدین ملتی کسے ہے اللہ کا ارادہ خیر ہوتا کیسے ہے۔ اس لیے فرمایا انما انا قاسم واللہ یعطی۔ خیرات تو اللہ کی ہے مگر یہ تقسیم صرف در مصطفیٰ سے ہوتی ہے۔ حدیث کے سیاق سباق کو ملائیں تو واضح ہوتا ہے کہ تفقہ فی الدین تقسیم ہو رہی ہے۔ دین کی فقہ علم فہم کامل۔ معرفت تامہ۔ قوت استنباط و استدلال نور بیان انطباق و استخراج جو بندے کو دین کے اندر فقیہ بناتی ہے۔ یہ خیرات صرف ان کو ملتی ہے جو حضور کے دربار گہر بار سے خیرات طلب کرتے ہیں۔ اور اس کا عقیدہ بھی رکھتے ہیں۔ انما کلمہ حصر ہے حضور نے فرمایا۔ کہ ارادہ تو اللہ کا تھا۔ مگر اللہ کے ارادہ خیر کو تقسیم کرنے والا صرف میں ہوں۔

پس جو لوگ در مصطفیٰ سے سائل بن کر جتنا زیادہ متمسک ہوتے ہیں۔ مضبوطی کا تعلق رکھتے ہیں انہیں کو اللہ کے ارادہ خیر کی خیرات ملتی ہے۔ گویا فقیہ وہی ہوتا ہے۔ جو حضور کی بارگاہ قاسمیت کے ساتھ منسلک ہوتا ہے۔

(۳) توسل کی ضرورت کیوں۔ حدیث سے تیسرا نکتہ عقیدہ کے باب میں جو ظاہر ہو رہا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ بعض لوگوں کو کثرت کے ساتھ یہ مغالطہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ ہمیں توسل کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے۔؟ جب دینا اللہ نے ہے۔ تو توسل و وسیلہ کی ضرورت کیوں ہے۔ اس سوال کا جواب اور اس مغالطہ کا ازالہ یہ ہے۔ کہ ہم نے صرف یہ سنا ہے کہ اللہ دیتا ہے۔ لیکن کبھی اس پر غور نہیں کیا۔ کہ اللہ دیتا کیسے ہے۔ کوئی شک نہیں کہ اللہ دیتا ہے۔ مگر آپ صاحب نسبت سے پوچھیں کہ آقا دینے والا تو اللہ ہے مگر یہ تو بتائیں کہ دیتا کیسے ہے۔ حضور نے فرمایا۔ واللہ یعطی اللہ مجھے عطا کرتا ہے۔ اور میں آگے میں تقسیم کرتا ہوں۔ گویا عطا کا مورد بارگاہ الٰہی ہے۔ اور تقسیم کا منبع حضور کی ذات ہے۔ ہمارا تعلق عطا سے نہیں۔ تقسیم سے ہے۔ عطائے الٰہی بواسطہ رسالت تقسیم ہو رہی ہے۔ اور اسی کو وسیلہ کہتے ہیں۔ اس لیے اللہ نے فرمایا انا اعطینٰک الکوثر۔ بے شک ہم نے آپ کو ہر خیر و فضیلت میں بے انتہا کثرت بخشی ہے اعطینٰک صیغہ ماضی ہے۔ اور صیغہ ماضی میں فعل سے ارشاد یقین اور تحقق کے لیے آتا ہے۔ اعطینٰک میں بھی تحقق ہے۔ کہ بالیقین اور انا کے ذریعے تیقن پر تکرار آ گیا۔ فرمایا۔ کہ یقیناً یقیناً ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا کر دی۔ کہا جا سکتا ہے۔ کہ کوثر تو جنت کی ایک نہر ہے۔ تو آپ نے خیر کثیر کا ترجمہ کہاں سے کر دیا۔ کوثر کا ایک معنیٰ نہر ہے۔ امام بخاری نے صحیح البخاری کے اندر کوثر کی تشریح کی ہے۔ کہ اس سے مراد

Scanned with CamScanner

Date ______

خیر کثیر ہے۔ گویا امام بخاری کی تفسیر پر مدار کرتے ہوئے۔ معنیٰ ہوا کہ اے محبوب یقیناً یقیناً سارا خیر کثیر ہم نے آپ کو عطا کر دیا۔ جب سب خیر کی نہریں حضور کو عطا کر دی ہیں۔ تو پھر جس نے جو لینا ہے وہ در مصطفیٰ کا رخ کرے۔ امام یوسف نبہانی کا فرمانا ہے کہ اللہ نے فرمایا۔ اے محبوب جو بھی آپ کے دروازے پر آ گئے خالی نہ جائیں گے۔ منہاج القرآن جنوری ۲۰۰۰ء ص ۲۰

اللہ اللہ شاہ کونین جلالت تیری + فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری

آتا در پہ جو تیرے آئے گا۔ جھولیاں بھر کے جائے گا۔ جو در سخی ہے تیرا امام مجدد سلام۔

(۴) اعرابی کا جنت پانا ۔ امام قرطبی ۔ (۵) ابوہریرہ کا حافظہ ملنا

(۶) ابوہریرہ کو کھجوروں کا ملنا (۷) گھروں میں مسجد بنانا۔

عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی اور غزوہ بدر کے شرکا میں تھے۔ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور کہا یا رسول اللہ ﷺ میری بینائی میں کچھ فرق آ گیا ہے۔ اور میں اپنی قوم کے لوگوں کو نماز پڑھاتا ہوں۔ لیکن جب موسم برسات آتا ہے۔ تو میرے اور میری قوم کے درمیان جو نشیبی علاقہ ہے وہ بہہ جاتا ہے۔ اور میں انہیں نماز پڑھانے کے لیے مسجد تک آنے سے معذور ہو جاتا ہوں۔ اور یا رسول اللہ میری خواہش ہے کہ آپ میرے غریب خانہ پر تشریف لائیں۔ اور کسی جگہ نماز ادا فرمائیں تاکہ میں اسے نماز پڑھنے کی جگہ بنا لوں۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ ان شاء اللہ میں تمہاری اس خواہش کو پورا کروں گا۔۔۔ اس حدیث مبارکہ میں فوائد الحدیث کے باب میں ہے

ثابت ہوا کہ جو انبیاء و صالحین جس جگہ بھی قدم لگائیں۔ نماز پڑھیں ان کی نشست اور نماز گاہ کو حصول برکت کے لیے اپنی نماز گاہ بنانا بھی سنت ہے۔ اس جگہ سے مطلقاً تبرک لینا اور بات ہے۔ لیکن اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ جہاں حضور کے قدم لگے۔ اس جگہ کو جائے نماز بنا لینا اور اس جگہ کو اللہ کی عبادت کے لیے مخصوص کر دینا۔ پس انبیاء و صالحین کے متبرک اماکن کو جائے نماز بنانا سنت ہے۔

حضور نے حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور پوچھا۔ این تحب ان اصلی من بیتک تم کہاں چاہتے ہو کہ میں کس جگہ کھڑا ہو کر نماز پڑھوں ۔۔۔ اس میں مشائخ و علماء کیلئے سبق ہے کہ محبت کرنے والوں، عقیدت مند پیروکاروں کی دلجوئی کرنی چاہیے۔ جبکہ ہمارا رویہ اس کے الٹ ہے۔ ہم زیادہ جلال میں رہتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ جتنا جلال زیادہ ہوگا۔ آنکھیں سرخ۔ چہرہ پر دبدبہ، غصہ ہوگا۔ کلام کم۔ اور ڈانٹ ڈپٹ زیادہ ہوگی ولایت کا درجہ اتنا ہی اونچا ہوگا۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ ہر ایک کی دلجوئی کرنی چاہیے ۔۔۔ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ نے ایک جگہ اشارہ کیا۔ حضور نے اس جگہ نماز ادا فرمائی۔ اور اس جگہ کو حضرت عتبان بن مالک نے مصلیٰ بنا لیا۔ گویا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نشان جہاں لگے تھے۔ وہ مصلیٰ بن گیا۔ اس سے تبرک بالاماکن الانبیاء والصالحین۔ انبیاء و صالحین کے اماکن سے تبرک لینا۔ حتیٰ کہ عبادت کیلئے بھی ان جگہوں سے تبرک حاصل کرنا سنت سے ثابت ہے۔ اس پر قرآن کی نص ہے۔

واتخذوا من مقام مصلی (البقرۃ ۱۲۵) اور ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی جگہ کو مقام نماز بنا لو۔

مقام کیسے کہتے ہیں۔ اس کے اندر ایک لطیف نکتہ ہے۔ ہم نے تو صرف یہ خیال کر رکھا ہے۔ کہ اس پتھر کا نام مقام ابراہیم ہے۔ طواف کے بعد دو نفل وہاں پڑھتے ہیں۔ اگر قرآن چاہتا تو حجر ابراہیم بھی ہو سکتا تھا۔ مگر حجر ابراہیم کی بجائے مقام ابراہیم کا لفظ استعمال فرمایا۔ مقام اسم ظرف ہے اور اس کا معنیٰ المکان الذی قام علیہ وہ جگہ جس کے اوپر کوئی کھڑا ہوا۔ سوال یہ ہے کہ کھڑا سر سے ہوا جاتا ہے یا قدموں سے جو صاف ظاہر ہے۔ کہ قدموں سے کھڑے ہوتے ہیں۔ پس مقام کا معنیٰ ہے۔ جہاں قدم لگے۔ اس پتھر کو مقام ابراہیم اس لیے کہتے ہیں۔ کہ وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشانات موجود ہیں۔ اور اس پتھر نے ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشانات کو محفوظ کر لیا۔ اب وہ مطلق پتھر نہ رہا۔ پس جہاں اللہ کے محبوب نبی اور رسول کے قدموں کے نشان ہیں۔ ان کے بارے فرمایا۔ کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اس کعبہ سے ۳۶۰ پتھر۔ بت سارے کے سارے نکال دو۔ صرف ایک پتھر چھوڑ دو۔ جہاں میرے محبوب کے قدموں کے نشانات لگے ہیں۔ یہ نہ ہو۔ کہ آنے والے زمانے میں کوئی اس پتھر کو بھی باہر نکال دے۔ اس لیے میں ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشان والے پتھر کا ذکر قرآن میں بھی کر دیتا ہوں تا کہ اگر کوئی لاکھ چاہے بھی تو اس کو وہاں سے ہٹا نہ سکے۔ مزید فرمایا کہ کسی کا طواف اس وقت تک قبول نہیں۔ جب تک ان قدموں کے نشانات کو سامنے رکھ کر دو نفل نہ پڑھ لے۔ اب وہ پتھر مسجود نہیں بلکہ مسجود الیہ ہے۔ سجدہ نہیں ہوتا مگر توجہ ادھر ہوتی ہے۔ اسی طرح سجدہ کعبہ کو نہیں ہوتا بلکہ توجہ کعبہ کی طرف ہوتی ہے۔ گویا۔ جہاں پیغمبر کے قدموں کے نشانات لگے عبادت میں بھی اس کی طرف توجہ کرنا قرآن سے ثابت ہے۔

"مقام ابراہیم علیہ السلام اور میلاد مصطفیٰ علیہ السلام"

سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا ابراہیم علیہ السلام نے زندگی بھر ایک ہی پتھر پر قدم رکھا ہوگا۔ ساری زندگی کسی اور پتھر پر کھڑے نہیں ہوئے۔ اگر ایسا نہیں ہے۔ تو کیا اور پتھروں پر بھی قدموں کے نشان لگے۔ پیغمبر کی شان یہ ہے۔ کہ ان کے قدم جن پتھروں پر لگ جائیں۔ تو وہ پتھر نرم ہو جاتے ہیں۔ اور ان پر نشان لگ جاتے ہیں مگر مقام ابراہیم کے علاوہ اللہ نے دوسرے پتھر کیوں محفوظ نہ فرمائے۔ اس پتھر کو یہ شان کیوں ملی کہ اس پر قدموں کے نشان بھی محفوظ ہوئے اور یہ حرم کعبہ میں بھی محفوظ ہوا۔ اس کی وجہ کیا ہے۔؟۔ اس کی وجہ خاص یہ ہے۔ اس پتھر پر لگنے والے قدموں کے نشانوں کی نسبت صرف ابراہیم علیہ السلام سے نہیں بلکہ اس کی نسبت میلاد مصطفیٰ اور ولادت مصطفیٰ سے ہے۔ اس پتھر کی نسبت ولادت مصطفیٰ سے کس طرح ہے۔ قرآن پاک میں اللہ نے ارشاد فرمایا۔ واذ یرفع ابراہیم القواعد ـــــ العلیم۔ البقرۃ ۱۲۷ ـ ابراہیم اس پتھر پر کھڑے ہوتے۔ پتھر خود ہی بلند ہوتا چلا جاتا۔ اور کعبہ تعمیر ہوتا۔ کعبہ کی تعمیر مکمل ہونے کے بعد انہوں نے دعا مانگی۔ ربنا وابعث فیہم ـــــ الحکیم۔ البقرۃ ۱۲۹ ـ ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر کے بعد اللہ سے مزدوری مانگی اور مزدوری میں عرض کیا۔ کہ مولا مجھے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا دادا بنا دے۔ تا کہ قیامت کے دن جب ہر نبی و رسول اپنے نام سے پکارا جائے گا۔ اس وقت میں جدِ محمد کے طور پر پکارا جاؤں۔ ــــ

چونکہ اس پتھر پر کھڑے ہو کر آپ علیہ السلام نے دعائے ولادت مصطفیٰ اور دعائے بعثت مصطفیٰ علیہ السلام مانگی

Scanned with CamScanner

Date ______

تھی۔ اس لئے رب نے فرمایا۔ کہ باقی سب پتھروں کے نشانات مٹتے ہیں تو مٹ جائیں۔ مگر یہاں قدموں کا نشان دے جائے۔ ولادت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت رکھنے کی بنا پر قیامت کے دن تک کعبہ کے صحن میں موجود رہے گا۔ مقام ابراہیم علیہ السلام پر نفل پڑھنے سے جہاں تکریم قدمین ابراہیم علیہ السلام ہوتی ہے۔ وہاں تکریم ولادت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہوتی ہے۔ گویا مقام ابراہیم میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانی ہے۔ اس وجہ سے محفوظ ہو گیا۔

طبقات ابن سعد۔ سیرت ابن ہشام۔ سیرت حلبیہ (سیرت الرسول میں اس بات کی سند پر تمام حوالہ جات موجود ہیں) نیز الحجر الاسود میں درج ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور نبی پہچاننے کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ تھی۔ کہ قریش سے پوچھا گیا۔ کہ وہ نبی جس کو تم نہیں مانتے۔ کبھی ان کے قدموں کے نشانوں کو دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ ہاں دیکھا ہے۔ پوچھا۔ کہ کیا ان کے قدموں کے نشان اس طرح ہیں۔ جو ابراہیم علیہ السلام کے پتھر پر لگے ہوئے ہیں۔ قریش نے کہا ہاں مماثلت ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ بس جان لو۔ وہی آخر الزمان ہیں۔ پس ابراہیم ؑ اور حضور کے قدموں کے نشانوں میں مماثلت مقام ابراہیم کو محفوظ کرنے کا سبب ہے۔

حدیث مبارکہ کی طرف واپس آتے ہیں۔ کہ جب حضور ﷺ حضرت عتبان بن مالک کے ہاں تشریف لے گئے۔ تو اس موقع پر پہلے تھے کہ تمام لوگ اکٹھے ہو گئے۔ ایک شخص نہ آیا۔ حاضرین صحابہ میں سے کسی نے کہا۔ کہ دیکھو یہ منافق ہے۔ حضور ﷺ کی زیارت کے لئے نہیں آیا۔ حضور جو کہ احوال قلب سے بھی مطلع ہیں۔ نیتوں سے بھی مطلع ہیں۔ اور نیت سے بڑا امر غیب کوئی نہیں ہے۔ حضور نے ان کی بات سن کر فرمایا۔ اس کو منافق مت کہو۔ تم نے نہیں دیکھا۔ کہ اس نے کلمہ پڑھا۔ میں اس کی نیت کو جانتا ہوں۔ کہ اس نے رضائے الٰہی کے لئے اخلاص کے ساتھ کلمہ پڑھا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر صحابہ بول اٹھے۔ اللہ و رسولہ اعلم۔ آقا ہم نے تو ظاہر پر اعتبار کرتا بات کی تھی۔ دلوں کا حال اللہ اور اللہ کا رسول ہی بہتر جانتا ہے۔

(۸) پیشاب کے قطرات سے بچنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ انسانوں کو عذاب الٰہی سننے سے محروم کر دیا۔ جانور سنتے ہیں۔ لیکن آقا علیہ السلام سنتے ہیں۔ آقا کی مثل کوئی نہیں۔ الرحمن علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان۔ رحمان نے ما کان وما یکون کا بیان سکھایا۔

منہاج القرآن مارچ ۲۰۰۷ صفحہ ۲۹ سے ۳۲

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری
سید شبیر حسین شاہ کی شرح میں بہترنگ
تقریر گستاخ رسول ـ ۵ ـ

1-5-2007
12-4-1428
AM - 9=59

Date ______

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط قل ان کنتم تحبون اللہ ------- واللہ غفور رحیم آل عمران پ۳
حضرات گرامی اللہ رب العزت نے آیت ہذا میں آقا حضور تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم
کی محبت اور اطاعت کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ یہ آیت پاک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف
کا ایک مسحور کن گلدستہ ہے۔ اللہ فرماتا ہے جس نے میرے محبوب علیہ السلام سے محبت
کی اس نے اللہ کا قرب حاصل کر لیا۔ اور جس نے اللہ کا قرب حاصل کر لیا اس کے گناہوں
کو معاف فرما کر اس کے درجات کو بلندیاں نصیب ہو جاتی ہیں۔ اور اس پر اللہ کی رحمت
ہوتی ہے۔ .... محبت ایک عربی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہے۔ ایثار للمحبوب
محبوب کیلئے سب کچھ قربان کر دینا۔ الشوق الی المحبوب۔ اپنے محبوب کی زیارت کے لئے ہمہ وقت
تڑپتے رہنا۔ آنسو بہاتے رہنا۔ اس کی راہیں دیکھتے رہنا۔ اس کے آثار سے پیار کرنا۔ اس
کی ہر ادا و یاد سے پیار کرنا۔ اور دوسری بات قابل غور ہے۔ وہ یہ ہے کہ
محبت ہر کسی سے نہیں ہوتی۔ اور محبت ہر کسی کو بھی نہیں ہوتی۔ اگر یہ چمکتے چہرے سے محبت ہوتی تو
ابولہب سے بھی دنیا محبت کرتی۔ کیونکہ ابولہب کو ابولہب اس لئے کہتے تھے کہ اس کا گورا رنگ
تھا۔ اور انگارے کی طرح اس کے گال چمکتے تھے۔ لیکن اس پر قیامت تک لعنت برس رہی ہے۔
تبت یدا ابی لھب وتب ٥ - اس کا مطلب ہے۔ کہ ہر کوئی محبت کے قابل نہیں ہوتا۔ اور یہ
بھی کہ ہر دل بھی محبت کے قابل نہیں ہوتا۔ اگر ہر دل میں محبت ہوتی تو ابولہب بھی محب رسول ہوتا
ابوجہل بھی عاشق رسولؐ ہوتا۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ
محبت کیلئے کچھ خاص دل مخصوص ہوتے ہیں۔ یہ وہ نغمہ ہے جو ہر ساز پہ گایا نہیں جاتا۔
اور پھر محبت کچھ خاص صفات سے ہوتی ہے۔ ان تمام کو جمع کرو۔ تو ان کا نچوڑ تین چیزیں
نکلتی ہیں۔ محبت ہوتی ہے جمال سے یا محبت ہوتی ہے کسی کمال سے یا محبت ہوتی ہے جود و نوال
سے یعنی سخاوت۔ اور پھر محبت دو قسم کی ہے ایک محبت طبعی۔ یعنی فطری طبیعت
کی محبت اس پر کسی کا اجارہ نہیں۔ کسی کا کوئی کنٹرول نہیں۔ اضطراری کیفیت ہوتی ہے۔ کہ
گلاب کے پھول کو دیکھا۔ تو طبیعت نے چاہا۔ اس کو ہاتھ لگاؤں۔ یہ طبیعت کا تقاضا ہے۔ اور
اس طبعی محبت پہ کسی کا کنٹرول نہیں ہے۔ دوسری محبت ہے۔ عقلی یا علمی کہ دل
چاہے یا نہ چاہے۔ طبیعت چاہے نہ چاہے علم کہتا ہے عقل کہتی ہے کہ یہ شخص محبت کے قابل ہے۔ مثلاً
باپ ہے ماں ہے استاد ہے۔ استاد صبح صبح کے وقت جا کے ہاتھوں پہ ڈنڈے بھی لگائے۔ لیکن جب
سارا دن علم پڑھائے۔ دل تو کہتا ہے کہ استاد بڑا مارنے والا ہے۔ اس نے سزا دی ہے۔ لیکن علم کہتا ہے
کہ جانتا ہے یہ کون ہے۔ ماں باپ نے مجھے اٹھایا مٹی پہ بٹھایا۔ لیکن استاد نے اٹھایا اور مجھے عرش پہ پہنچایا۔
حضرات گرامی لیکن اہل اللہ نے کہا۔ کہ حضور علیہ السلام سے تینوں محبتوں کا تقاضا ہے۔ یہ سلسلہ طبیعت
سے جدا ہیں۔ فرمایا کہ تمام کائنات کی اصل حضور ہیں۔ اور تمام کائنات کی بنیاد حضور ہیں

Scanned with CamScanner

Date ______

اب ساری کائنات بنی ہے حضور سے اور اصول یہ ہے کہ جو چیز جس سے بنی ہوتی ہے وہ اسی کی طرف کھینچتی ہے۔ اس کی طرف اس کا جانا طبعی ہے۔ فرمایا کہ ہم سارے بنے ہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے۔ عرش بھی بنا حضور کے نور سے حوریں بھی بنیں حضور کے نور سے۔ سارا جہان بنا حضور کے نور سے۔ اس سے ہر چیز کو حضور سے محبت ہے۔ فرمایا یا جابر ان اللہ قد خلق لاشیاء ـــــ نورہ۔ اللہ نے ہر چیز کو میرے نبی کے نور سے بنایا۔ پس ہر چیز کی بنیاد اصل اور جڑ حضور اور حضور کا نور ہیں۔ اس لئے ہر چیز حضور سے پیار کرنے پر مجبور ہے۔ حضور ہماری طبعی محبت کے حق دار ہیں۔ اور ہماری عقلی محبت کے بھی حق دار ہیں۔ اور اسے اللہ نے فرض قرار دیا ہے۔ حضور کا حق قرار دیا۔ فرمایا کہ جس دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں۔ وہ دل مسلمان کا دل نہیں۔ اللہ نے فرمایا۔

قل ان کان اباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال اقترفتموھا۔ تمام چیزیں گن گن کر بتائیں۔ کہ اگر ان میں سے کوئی چیز اللہ اور رسول کی محبت کے درمیان آڑے آئے۔ یا ان سے اللہ کے حبیب کی محبت کم ہو گئی تو سن لو۔ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ۔ تو پھر تم انتظار کرو۔ کہ اللہ اپنا عذاب غضب برسائے۔ اگر اس پوری کی پوری کائنات سے محبت ہے۔ اور حضور سے ذرہ ان سے کم محبت ہے۔ فرمایا ایسا بندہ خدا کے غضب کا انتظار کرے۔ فرمایا۔ ہر چیز کو پیچھے رکھو۔ ہر چیز کو میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیار پہ قربان کر دو۔ ہر چیز کی محبت گھٹا میرے نبی کی محبت کو بڑھا۔ پھر مومن کہلا۔ ـــــ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو کہا کرتے تھے محبت بڑھاؤ۔ حضرت ابو ہریرہؓ ہر وقت آپ کے پاس بیٹھتے ایک دن حضور علیہ السلام کہ کبھی ہماری زیارت کرنے میں ناغہ بھی کر لیا کر۔ عربی کی [illegible] کو رتل برداشت نہیں کرتا فرمایا ناغہ پیار تو ہم سے بہت ہے لیکن پیار میں اضافہ کر۔

(۳) حضرت علی سے کسی نے پوچھا۔ حضورؐ سے کتنا پیار ہے فرمایا حضور کی محبت مال سے جان سے اولاد سے بڑھ کر ہے۔ حتی کہ آخری لفظ یہ ہے کہ جب پیاسے کو جب پیاس لگی ہو۔ اور اس کو ٹھنڈا شربت پیش کیا جائے۔ تو اس کو جتنا پیارا لگتا ہے ہمیں حضورؐ سے ٹھنڈے شربت سے بھی زیادہ پیار ہے۔ فرمایا کہ پانی جسم کی حیات ہے۔ اور ہمارے حضورؐ کی جو ذات ہے ہماری روح کی حیات ہے۔

(۴) حضرت ثوبان کی محبت۔ حضور کی بارگاہ میں آنا۔ اور دیکھتے رہنا۔ ـــــ جنت میں پہنچ کر بھی بے قرار ہیں۔ [illegible]

(۵) حضرت [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم ـــــ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہا [illegible]

انس کا فرمانا۔ کہ جب حضورؐ بولے کہ جو جس سے پیار کرتا ہے۔ وہ اس کے ساتھ ہوگا۔ مت پوچھو۔ پھر ہمارے دل کا کیا حال ہوا۔ کہتے ہیں دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ ہم نے کتنا جشن منایا۔ کہتے ہیں پہلے

Scanned with CamScanner

Date ______

جشن اس دن منایا تھا۔ جب کلمہ پڑھا تھا۔ دوسرا جشن اس دن منایا جب سرکار ﷺ نے یہ خوشخبری
دے دی کہ یہ جنت میں تم ہمارے ساتھ ہو گے۔ کہتے ہیں۔ اس دن سے زیادہ خوشی کبھی نہیں ہوئی۔
کیا خوشی ہے اللہ اکبر۔ (۵) شفاعت کے بارے میں پوچھا۔

میں گردش کو پیار کرتا ہوں۔ میں یہی کاروبار کرتا ہوں۔ بندگی کی کچھ خبر نہیں مجھ کو میں
تیرے محبوب سے پیار کرتا ہوں۔ (۶) حضرت صفوان ابن قدامہ مکے سے مدینے
آئے۔ کہتے ہیں کہ جب مدینے آیا تو حضور سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ
میں آپ کی خدمت میں آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا کیا کروں۔ صحابی کہنے لگا کہ ذرا اپنا ہاتھ آگے کرو
فرمایا کیوں ہاتھ دوں۔ عرض کی دل کرتا ہے کہ اپنے آپ کو تیرے ہاتھوں پہ بیچ دوں۔ میں سودا
کرنے آیا ہوں۔ اور کیا سودا یا رسول اللہ میں بکنے آیا ہوں۔ بہت کیا ہوتی ہے۔ بکتا بک جاتا

گرم ہے مصر کا بازار تیرے کوچے میں۔ آتے جاتے ہیں خریدار تیرے کوچے میں۔

صحابی کہتا ہے کہ دل کرتا ہے کہ بک جاؤں خرید لو مجھے۔ ہاتھ دو مجھے سرکار نے ہاتھ دیا۔ اس نے ہاتھ پکڑ
لیا۔ اب ہاتھ پکڑنے کے بعد کہا۔ یا رسول اللہ۔ انی احبک یا رسول اللہ مجھے آپ سے پیار ہے۔ فرمایا
کہ تو جس سے پیار کرتا ہے۔ تو اسی کے ساتھ جنت میں ہو گا۔ مجھ سے پیار ہے تو پیچھے پیار کرتا رہ۔ یہ پیار تیرا
میرا قیامت کے بعد بھی ساتھ رہے گا۔ (۷) ابو ہریرہ کی روایت کردہ حدیث ہے۔ کہ سرکار نے فرمایا
میرا ہے کہ میرے بعد لوگ آئیں گے۔ مجھ سے اتنا شدید پیار کریں گے۔ اتنا لوگ کہ مجھے چاہیں گے۔ مجھ سے
اتنی محبت کریں گے۔ کہ ان کا دل بھڑکے گا۔ بعد کہیں گے کاش کہ جان بھی لگ جائے۔ مال بھی لگ جائے۔ سرکار
کی زیارت ہو جائے۔ بدلے کی ایک جھلک نظر آ جائے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ یہ لوگ کب آئیں گے۔ فرمایا
یہ لوگ بعد میں آئیں گے۔ یہ پیار کرنے والے لوگ گنہگار بھی ہوں گے۔ لیکن ان کے پہلو میرے پیار سے خالی نہیں
ہوں گے۔ کچھ لوگ یہ ظلم کرتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ کہ جو گنہگار ہے۔ اس کے دل میں نبی ﷺ کی محبت نہیں ہوتا۔
یہ جھوٹ بنا ہے۔ ایک صحابی ہے شراب کے جرم میں آیا۔ اور اس کو سزا بار بار ملتی ہے
غازی علم الدین کی بات۔ علامہ اقبال اور قائد اعظم دیگر علماء کا

اور علم الدین کی زیارت کرنے کے لیے پیر مہر علی شاہ گو بہت

یہ پھول کی قسمت میں کہاں ناز عروساں۔ کچھ پھول تو کھلتے ہیں مزاروں کے لیے۔
جسے چاہا در پہ بلا لیا۔ جسے چاہا اپنا بنا لیا۔ یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

(۸) ایک صحابی خالد کی بیٹی کہتی ہے۔ میرا ابا جب رات کو سوتے۔ تو نبی کی یاد میں
میں سو جاتے یا محسنا یا محسنا کہتے کہتے۔ حتیٰ کہ آنکھ لگ جاتی ہے

(۹) جنگ احد میں عورت کا تڑپنا نبی کے بارے میں سوال کرنا۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا۔
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا۔ کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان

Date ______

(۱۵) حضرت عمر فاروق کے ایک غلام تھے۔ امیر المومنین کے ساتھ اکثر رات گشت کرتے تھے۔ زید بن اسلم
ان کا نام تھا۔ چرخا کاتنا — صلی محمد صلوۃ الابرار۔ صلی علیہ المطیبون الاخیار۔
قد کنت قواما بکاء للاسحار یالیت شعری والمنایا اطوار + وھل تجمعنی و حبیبی الدار
اندھیرے کا رونا + ایک یہودی کا تجزیہ دس مرتبہ دنیا بنے۔
(۱۱) کیونکہ کائنات کی رگ رگ میں فطرت میں میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیار رچا ہوا ہے۔ اور
اسی لیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیار انسانوں سے گزر کر چرندوں کے اندر اتر گیا۔ میرے نبی کا
پیار انسانوں سے گزر کر حیوانوں میں بس گیا۔ نبی کا پیار انسانوں سے گزر کر نباتات و جمادات میں
رچ بس گیا۔ (۱۲) اونٹنیوں کو ذبح کرنا — ایک ایک کر کے قتل آتے ہیں۔
تو پھر چھری ہمارے گلے پہ تب مزہ ہو۔ اور ہم دل سے دعا دیں ہمارے قاتل کا بھلا ہو۔
(۱۳) ستون حنانہ کا رونا — ہر چیز کو رلایا۔ جبریل کا حکم کاٹنا — —
ولیدوں کا نغمہ — کو بیٹے چڑھ رکھو زیبا گھر گر بلیں آگ + میں سمجھا کہ ایک سی گھا ای تا
کتنا سارا جگ — (۱۴) یعفور گدھے کا حال —
— اگر جنت میں جانے کا ارادہ ہو تمہاری کا۔ تو گلے میں ڈال لو پٹا محمد کی غلامی کا

خان محمد قادری کا ماسٹرپیس ۳۲-۵۷

۲-۵-۲۰۰۷
بروز بدھ 9:10 AM ۱۴-۴-۱۴۲۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ والذین امنوا اشد حبا للہ۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی خصوصیت
بیان کرتے ہوئے فرمایا وہ خوش نصیب ایمان کی دولت سے سرفراز ہوئے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی
دعوت کو مانا۔ ان کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنے رب سے ٹوٹ کر پیار کرتے ہیں۔ اپنے رب سے انتہا درجے
کی محبت کرتے ہیں۔ یہاں صرف اہل ایمان کی صفت بتائی فرمایا۔ کہ ان کے اندر اللہ کے رسول ﷺ کا پیار شامل ہے
یاایھا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبونہ۔ یہاں صرف بتایا ہے
یہاں تنبیہ کی ہے۔ کہ مجھے کیسے مومن چاہئے۔ کس قسم کے بندے مجھے چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے اہل
ایمان اگر تم دین سے پھر جاؤ۔ تم دین کو پشت دے کر پھر جاؤ۔ اللہ بے پرواہ ہے اسے کوئی پرواہ نہیں ہے
اسے مانو یا نہ مانو وہ بے نیاز ہے اللہ کو کیسے بندوں کی ضرورت ہے فرمایا — اللہ ایسی قوم لائے گا۔
ایسی جماعت لائے گا۔ جن سے اللہ پیار فرمائے گا۔ وہ اللہ سے پیار کریں گے۔ ان دو لفظوں آیتوں کو ملائیں
تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہم لوگ اللہ کو معبود سمجھتے ہیں۔ اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ سر جھکاتے ہیں پیشانی
جھکاتے ہیں۔ اس کے سامنے قیام کرتے ہیں۔ لیکن اللہ کا ہم سے تقاضا یہ ہے۔ کہ تم مجھے معبود ہی نہ بناؤ۔ محبوب بھی

Date ______

محبوب بھی بناؤ۔ میری عبادت کرو۔ لیکن میری عبادت میں شامل محبت کرو۔ وہ عبادت عبادت نہیں ہوتی جس عبادت میں محبت نہیں ہوتی اس لیے فرمایا کہ خالی سجدے۔

واے ناکامی زاہد پیشانی پر اس کی داغ سجدہ تو بنا داغ محبت نہ بنا۔

فرمایا مجھے ان کی ضرورت ہے۔ جن کے سجدوں میں پیار ہو۔ جن کے نیام میں محبت ہو۔ جن کی ہر ہر ادا میں محبت جھلک رہی ہو۔ مجھے محبت سے خالی سجدوں کی لوڑ نہیں۔ حضرت سید یحییٰ بن آذر اولیاء کے اماموں کے امام ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ سجدہ جس میں اللہ کا پیار ہو۔ اللہ کا عشق ہو۔ مجھے وہ سجدہ ستر سال کی بے ریا عبادت و ریاضت سے افضل و اعلیٰ ہے۔ جو بغیر محبت کی جائے ستر سال کی بے ریا عبادت ایک طرف اور عشق سے بھرپور سجدہ ایک طرف۔ اس لیے سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا۔ جس کے اندر پیار نہیں۔ اس کے اندر ایمان ہی نہیں۔ اس لیے محبت محبت رہتی ہے جب تک قید میں رہتی ہے۔ جب حدود قیود کو توڑتی ہے۔ تو محبت عشق بن جاتا ہے۔ اور اس کا تقاضا ہم سے ہے کہ تم اللہ سے محبت کرو۔ بلکہ اللہ سے پیار کرو بلکہ اللہ سے عشق کرو۔

حضرت یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بنایا۔ اس کو امتیازی شان عطا فرمائی۔ اس کو سب سے کامل انسان بنایا۔ پھر اس میں دل کو کامل بنایا۔ اور دل کو اس لیے سب سے افضل و اعلیٰ بنایا۔ کہ محبت کا شہباز رہیں پر آ گیا۔ اگر دل میں محبت نہیں ہے۔ تو دل دل نہیں ہے۔ اور جس میں دل نہیں ہے۔ معاذاللہ بندہ نہیں ہے۔ تو بندے کی حیثیت دل سے ہے۔ دل کی حیثیت محبت سے۔ اگر دل محبت سے خالی ہو تو دل نہ رہا۔ اور اگر انسان دل سے خالی ہو تو انسان ہی نہ رہا۔ انسان اور حیوان میں خط امتیاز محبت ہے۔ بنیادی لکیر محبت ہے۔ جس کے دل میں پیار ہے۔ اس کا بیڑا پار ہے۔ — حضرت بابا گنج شکر کے پاس کچھ لوگوں نے اعتراض کیا کہ حضور آپ بزرگ لوگ یہ کہتے ہیں کہ عشق بہت ضروری ہے۔ حضور نماز پڑھیں۔ روزہ رکھیں۔ حج کریں۔ زکوٰۃ دیں تو کیا یہ چیزیں کام نہیں کریں گی۔ نماز پڑھیں یہ فسق و فجور کو مٹاتی ہے برائیوں کو مٹاتی ہے۔ روزہ رکھیں بندہ برائیوں سے بچا رہتا ہے۔ اندر کی جتنی بری خصلتیں ہیں۔ وہ دبی رہتی ہیں۔ آپ نے فرمایا تو یہی سچا ہے لیکن ہمارا قول اس سے بھی اچھا ہے۔ عرض کی حضور عشق کیوں ضروری ہے۔ فرمایا پیار سے نماز پڑھو گے۔ کیا پڑھو گے۔ کیا اثر ہو گا۔ بولا حضور آپ بتائیں۔ فرمایا دل جنگل کی طرح ہے۔ دل دریا سمندروں ڈونگے۔ یہ دل ایک کائنات ہے۔ ایک جہان ہے۔ اس میں جتنی جھاڑیاں اُگنے جنگل اتنی گھاس ہے۔ کہ کہیں کیکر کا ڈھیرہ۔ کہیں نفاق کا ڈیرہ۔ بے شمار جھاڑیاں ہیں۔ اب ان میں سے ایک ایک کو کاٹو تاکہ مکان مکین کے لائق بنے مکان ستھرا ہو گا۔ جھاڑو پھیرا لگا۔ چونا ہو گا۔ چھڑکاؤ ہو گا۔ پھر اس مکان والا آئے گا۔ کیونکہ وہ پاک ہے وہ ستھرا ہے۔ وہ صاف ہے۔ وہ اس مکان میں ڈیرہ لگاتا ہے۔ جہاں کوئی گندگی کا ڈھیر تو نہیں آتا ہے۔ جیسے دل میں وہ ڈیرہ نہیں لگاتا۔ تیرا دل تو جنگل کی طرح بھرا ہوا ہے۔ ادھر بوٹا نفاق کا ادھر درخت بغض کا ادھر حسد کا تیرے اندر تو اتنی جھاڑیاں لگی ہیں۔ اب وہ کیسے مکین آئے گا۔ اور اس مکان کی قدر مکین سے ہے۔ اگر

Scanned with CamScanner

Date ______

لیکن نہ آیا۔ تو لاکھ مکان کو ادبی بنا۔ اس کی لاکھ بار بان دروازے بنا رونق نہیں ہوگی۔ کیونکہ مکانوں کی رونق مکینوں سے ہوتی ہے۔ جن مکانوں سے مکین چلے جاتے ہیں۔ وہاں بھی رونق نہیں ہوتی۔ بزرگ رہتا تھا۔

دل ایک مکان ہے۔ اس مکان کو ستھرا کر۔ ایک نماز پڑھے گا ایک اسلسر کی ٹہنی ٹوٹے گی۔ درمیان میں وقفہ آئے گا۔ تو بازار میں جائے گا۔ جو اللہ آگے جائیں گے۔ تو ایک ہفتہ روزہ رکھے گا۔ اپنے جگر کو پیاسا رکھے گا۔ دو درخت کٹیں گے۔ چار درخت کٹیں گے۔ لیکن جنگل ہرے کا ہرا ہے۔ گیارہ پتے پھر جنگل کا جنگل اب ہمارے یار۔ یہ کیسے صاف ہوگا۔ آپ ہی بتائیں۔ اس جنگل کو ختم کرنے کا طریقہ اس صحن چمن کو ختم کرنے کا طریقہ کیا ہے۔ اس دل کی کائنات کو اجلا ستھرا کرنے کا طریقہ کیا ہے۔ اس کا علاج کیا ہے۔ جنگل کو کیسے ختم کریں۔ ________ اور حضور عمر گزر گئی جاتا گھساتے گھساتے نہ ختم ہوا۔ پڑھتے پڑھاتے ہار گئے۔ وقت گزر گیا پھر بھی فرق نہیں آیا۔ معاف کریں حضور میں کیا کروں۔ دنیا کو وعظ سنا سنا کے علاج کرتے کرتے تھک گیا لیکن یہ رہیں کا رہیں۔ کوئی علاج بتائیں۔ آپ نے فرمایا جنگل کو ختم کرنے کا ایک ہی علاج ہے۔ کہ اس ایک طرف کھڑے ہو کر تیلی لگا دو۔ کھڑا کر دے۔ ایک طرف سے آگ لگا دو۔ چنگاری پھینک دو۔ ایک طرف سے بھڑکے گی دوسرا کنارہ تک نکل جائے گی۔ نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔ نہ ہوگا جرم کا۔ نہ ہوگا حسد کا عمل حمید شاہ نے صدا دی اس نے کہا۔

بھٹھ تپتی شیر عشق والی اہ بھڑکے تے بھاہ مچا کرے۔ عاشق سڑدے تڑ تڑ کرے کو عشق کھڑا واہ واہ کرے۔
سلیمان بھکاری دا بیٹ جائے۔ یوسف نال زلیخا نکاح کرے۔ ساڈا اپنا آپ نہ جائے پیر اے جنت لگ کیوں جاہ کرے

اس لئے علاج کیا ہے دل کو آباد کرنے کا۔ اس آخری بستی کو شاد کرنے کا عشق کی آگ لگا دو۔ جب یہ لگتی ہے تو پھر دعائیں نکلتی ہیں۔ پھر رات کو تہجد بھی آپ پڑھی جاتی ہے ________ حضرت سری سقطیؒ کے وصال کا وقت آیا۔ خادم کو بلایا۔ ایک چٹ یا رقعہ ہاتھ میں پکڑایا۔ فرمایا جب میں گزر جاؤں اس کو کھولنا۔ لیکن کسی سے نہ بولنا۔ اس نے رقعہ اٹھایا۔ سینے سے لگایا۔ جب حضرت کا وصال ہوگیا تو رقعہ کھولا۔ تو لفظ لفظ بولے۔ رقعے میں کیا لکھا تھا۔ میرے پیارے بیٹے۔ اپنے آپ کو خدا نہ بنانا۔ خدا سے عشق کرنا۔ خدا سے اتنا عشق کرنا۔ اتنا اپنے آپ کو خدا کے عشق میں جلانا۔ کہ اپنا سب کچھ اس کے نام لگانا۔ پھر سننا تو آنکھوں سے دیکھنا تو آنکھوں سے۔ باتیں کرنا تو آنکھوں سے۔ حرف آنکھوں کا باقی سب کچھ خدا کے نام لگانا۔ اسے سمجھ نہ آئی۔ کہ اس رقعے کا مطلب کیا ہے۔ جب حضرت بابا فریدؒ کے کوچے میں قدم رکھا۔ تو آپ تڑپ تڑپ کے صدا کرتے رہے۔ کہ

کاگا سب تن کھائیو چن چن کھائیو ماس۔ دو نیناں مت کھائیو موہے پیا دیکھن کی آس۔

حضرت بابا فریدؒ سے کسی نے کہا۔ حضور عشق کیا ہے۔ فرمایا سات سو فرض ہیں عشق کی۔ اول یہی منزل ہے۔ کہ ہتھیلی پر سر کو رکھ کر کوچہ یار میں جانا ہے

مرنا مرنا ہر کوئی آکھے۔ تے میں وی آکھاں مرنا۔
جس مرنے وچ ویل نہ ہووے اس مرنے نوں کی کرنا۔

حضور چشتی خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ کو فرید الدین گنج شکرؒ نے جو پڑھایا۔ سکھایا۔ ان میں سے

Date ______

میرا غلام دہلی آیا۔ جب رب نے مشرکوں پر چڑھایا۔ تو ایک رات کسی نے فرمایا۔ غلام تو ہمیں پسند آیا
اب بتا عاشق بنے گا یا معشوق۔ جب بنے گا محبوب ___ دونوں کے لعل کے پاس آئے۔ یہ
ماں باپ تھی میرے غلام کی۔ ماں کے قدم اٹھا کے تلووں کو بوسے دے کے کہتا ہے کہ۔ لعل تو میری بتا پوچھا
گیا ہے کیا بنے گا۔ میں اب کیا بنوں۔ آہ نکل گئی ماں کی۔ کیا کر رہا لعل۔ فرمایا دیکھ اس کا دل میرے
دامن میں ہی رہتا ہے۔

Date ______

قاری محمد سلیمان نظامی

خادم کلام اللہ ح

0301 7783175

DATE: ______

لطائف اذکار

۱۔ لطیفۂ قلب = دائیں پستان کے ۲ انچ نیچے مقام پر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے قلب مبارک سے بطفیل حضور سید الانبیاء فیض ملتا ہے

۲۔ لطیفۂ روح = دائیں پستان کے ۲ انچ نیچے مقام پر حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کے قلب مبارک سے بطفیل حضور سید الانبیاء فیض ملتا ہے۔

۳۔ لطیفۂ سِرّی = بائیں پستان کے ۲ انچ اوپر مقام پر حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے قلب مبارک سے بطفیل حضور سید الانبیاء فیض ملتا ہے۔

۴۔ لطیفۂ خفی = دائیں پستان کے ۲ انچ اوپر مقام پر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے قلب مبارک سے بطفیل حضور سید الانبیاء فیض ملتا ہے۔

۵۔ لطیفۂ اخفاء دونوں پستانوں کے درمیان مقام پر حضور سید الانبیاء کی بارگاہِ اقدس سے فیض طہارت ملتا ہے۔ اور یہاں پانچوں فیض جمع ہو جاتے ہیں۔

۶۔ لطیفۂ نفس دونوں آنکھوں کے اوپر پیشانی کے مقام پر انوار و تجلیات اللہ کی طرف سے

۷۔ سلطان الاذکار = سارے جسم پر

ان تمام اذکار کا طریقہ یہ ہے۔ کہ آنکھوں کو بند کر کے زبان کو تالو سے لگا کر سانس کے ذریعے مذکورہ مقامات پر ضربیں لگاؤ۔ اسم اللہ ھو جب سانس اندر جائے تو اللہ۔ اور جب سانس باہر آئے تو ھو۔

لطائف مراقبہ (۱) احدیت کا مقام زمین سے لیکر آسمانوں تک لا کھوں کروڑوں میل ہیں اور ذکر الہی یہ ہے۔ لا شریک لہٗ وحدہٗ لا شریک لک۔ یہ وہ مقام ہے جہاں کہ تعداد اولیاء اللہ صالحین کی جماعت یہاں کی ہر چیز سفید نظر آتی ہے

DATE: ____________

۲۔ معیت = معیت کا مقام آسمان اول سے لیکر عرش تک اور ذکر الہی یہ ہے وھو معکم اینما کنتم ۔ یہ وہ مقام ہے جہاں کی ہر چیز سبز نظر آتی ہے۔

۳۔ اقربیت = اس کا مقام عرش سے لیکر لامکان تک اور ذکر الہی یہ ہے نحن اقرب الیہ من حبل الورید ۔ یہ وہ مقام ہے جہاں کی ہر چیز سرخ نظر آتی ہے۔

سیر کعبہ شریف = تین دفعہ اللھم لبیک اللھم لبیک لا شریک لا لبیک حجر اسود کے سامنے آکر پڑھیں بسم اللہ اللہ اکبر طواف شروع کریں پہلے تین چکر پہلوانوں کی طرح اور چار چکر آرام سے طواف کرنے کے بعد مقام ملتزم یعنی بیت اللہ شریف کے دروازے پر آکر دعا کریں اور مدینہ عالیہ کی طرف سفر کریں حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں درود سلام ۔ ابوبکر صدیق کی خدمت میں سلام ۔ عمر فاروق رض کی خدمت میں سلام ۔ مسجد نبوی شریف میں قیام ریاض الجنۃ میں قیام درود شریف ابراہیمی اس کے بعد ساری امت کے لئے دعا کریں۔

نوٹ ۔ ذکر الہی شروع کرنے سے پہلے تعوذ ۳ بار ۔ تسمیہ ۳ بار ۔ سوم کلمہ ۳ بار استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ ۔ ۳ بار ۔ درود شریف ابراہیمی ۳ بار

پیپلز کالونی کوٹھی نمبر ۱۵۵ c نکا سٹاپ (محمد یسین سرہندی فیصل آباد)

قادری چوک فیصل آباد PH-۸۷۱۵۳۳۴۴

[signature]

۱۵-۰۳-۲۰۰۷ جمعرات

۰۲-۱۴۲۸

AM - ۸ - ۰۰

DATE: ____________

ایصالِ ثواب کا طریقہ

اَللّٰھُمَّ اَوْصِلْ ثَوَابَ جَمِیْعِ الْکَلَامِ وَجَمِیْعِ الطَّعَامِ وَجَمِیْعِ الطَّیِّبٰتِ الطَّیِّبَتِ
الشَّرِیْفَۃِ اِلٰی حُضُوْرِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ
وَبَارَکَ وَسَلَّمَ ط وَاِلٰی جَمِیْعِ اَزْوَاجِہِ الْمُطَھَّرَاتِ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ ط وَ
اِلٰی جَمِیْعِ اَھْلِ بَیْتِہِ الْاَطْھَارِ ط وَاِلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ عَلَیْھِمُ
الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ مِنْ رُوْحِ اٰدَمَ اِلٰی رُوْحِ عِیْسٰی عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ
وَالسَّلَامُ ط وَاِلٰی جَمِیْعِ صَحَابَۃِ نَبِیِّکَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ ط وَاِلٰی
جَمِیْعِ التَّابِعِیْنَ وَالتَّابِعَاتِ ط وَالتَّبْعِ تَابِعِیْنَ وَالتَّبْعِ تَابِعَاتِ ط وَاِلٰی جَمِیْعِ
الْمَذَاھِبِ مَذْھَبِ الْحَنَفِیَّۃِ وَالشَّافِعِیَّۃِ وَالْمَالِکِیَّۃِ وَالْحَنْبَلِیَّۃِ ط
وَاِلٰی جَمِیْعِ السَّلَاسِلِ سِلْسِلَۃِ الْقَادِرِیَّۃِ وَالنَّقْشَبَنْدِیَّۃِ وَ
الْچِشْتِیَّۃِ وَالسُّھْرَوَرْدِیَّۃِ وَاِلٰی رُوْحِ سَیِّدِنَا وَالشَّیْخِنَا وَمُرْشِدِنَا
فَرْدِ الْاَفْرَادِ قُطْبِ الْاَقْطَابِ نَافِعِ الْعِبَادِ دَافِعِ الْفَسَادِ غَوْثِ الثَّقَلَیْنِ
اِمَامِ الْفَرِیْقَیْنِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا الْاِمَامِ اَبِیْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ الْقَادِرِ
الْحَسَنِیِّ الْحُسَیْنِیِّ الْجِیْلَانِیِّ الْکَرِیْمِ ط وَاِلٰی جَمِیْعِ عُلَمَاءِ اُمَّتِ حَبِیْبِکَ
الْکَرِیْمِ الْعَظِیْمِ الْعَلِیْمِ الْحَکِیْمِ الْاَمِیْنِ الرَّؤُفِ الرَّحِیْمِ ط وَاِلٰی جَمِیْعِ اَوْلِیَاءِ
مِلَّتِہِ الْکَامِلِیْنَ الْعَارِفِیْنَ الْمُتَّقِیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ الْمُخْلِصِیْنَ ط وَبِالْخُصُوْصِ
اِلَی الرُّوْحِ الْمَرْحُوْمِ الْمَغْفُوْرِ اگر عورت ہو تو ـ وَاِلَی الرُّوْحِ الْمَرْحُوْمَۃِ
الْمَغْفُوْرَۃِ ۞ والدہ کیلئے وَاِلٰی رُوْحِ وَالِدَۃِ (یہاں نام) والد کیلئے وَاِلٰی
رُوْحِ وَالِدِ بیوی کیلئے وَاِلٰی رُوْحِ زَوْجَتِہٖ لڑکی کیلئے وَاِلٰی رُوْحِ بِنْتِ

Scanned with CamScanner

DATE: ____________

لڑکے کیلئے وَ اِلٰی رُوْحِ اِبْن ــــ اگر کسی آدمی کیلئے وَ اِلٰی رُوْحِ فلاں بن فلاں۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ ــــ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهَا ــــ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْهُ فِی الْجَنَّةِ عِنْدَ جِوَارِ الْمُصْطَفٰی وَالْمُجْتَبٰی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ط اَللّٰهُمَّ ارْزُقْهَا فِی الْجَنَّةِ عِنْدَ جِوَارِ سَیِّدَةِ النِّسَاءِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ سَلَامُ اللّٰهِ تَعَالٰی وَصَلٰوتُهٗ عَلَیْهَا ط اَللّٰهُمَّ بَرِّدْ قَبْرَهٗ بِحُرْمَةِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ الْاَمِیْنِ الرَّؤُفِ الرَّحِیْمِ ط اَللّٰهُمَّ وَسِّعْ قَبْرَهٗ بِحُرْمَةِ ــــ نماز کیلئے اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا هٰذِهِ الصَّلٰوةَ الْفَجْرِ مَعَ جَمَاعَةِ الْمُسْلِمِیْنَ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ط کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ عَلَیْهِمُ التَّحِیَّةُ وَالتَّسْلِیْمُ ط۔

(signature)

عطیہ حافظ محمد مشتاق نگو ۲۷-۷-۲۰۰۵

بیان نقل کیا بروز جمعۃ المبارک ۲-۱۱-۲۰۰۷

AM ۹:۱۳:۳۵

Scanned with CamScanner

DATE: ______

دُرُوْدِ تَاج

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ دَافِعِ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ
وَالْاَعْدَآءِ وَالظُّلْمَاءِ وَالْقَحْطِ وَالْقَرْضِ وَالْمَرَضِ وَالسَّقَمِ وَ
الْحُزْنِ وَالْاَلَمِ ط اِسْمُهٗ مَكْتُوْبٌ مَّرْفُوْعٌ مَّشْفُوْعٌ مَّنْقُوْشٌ
فِى اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ سَيِّدِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ ط صَاحِبِ الْحَيَاءِ وَالسَّخَاءِ
وَالْعَطَاءِ وَالْوَفَاءِ وَالشِّفَاءِ فِى الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْفَيْضِ وَالْفَضْلِ
وَاللُّطْفِ وَالْاِحْسَانِ وَالْكَرَمِ ط جِسْمُهٗ مُقَدَّسٌ مُّعَطَّرٌ مُّطَهَّرٌ مُّنَوَّرٌ
فِى الْبَيْتِ وَالْحَرَمِ ط شَمْسِ الضُّحٰى بَدْرِ الدُّجٰى صَدْرِ الْعُلٰى نُوْرِ
الْهُدٰى كَهْفِ الْوَرٰى مِصْبَاحِ الظُّلَمِ ط جَمِيْلِ الشِّيَمِ شَفِيْعِ
الْاُمَمِ صَاحِبِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ ط سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَيْنِ الْعِنَا
* يَةِ وَكَنْزِ الْهِدَايَةِ اِمَامِ الْحَضْرَتِ اَمِيْرِ الْمَمْلَكَتِ طِرَازِ الْحُلَلِ
نَاصِرِ الْمِلَلِ سُلْطَانِ الطَّرِيْقَةِ بُرْهَانِ الْحَقِيْقَةِ زِيْنَةِ
الْمَعْرِفَةِ شَمْسِ الشَّرِيْعَةِ شَفِيْعِ الْاُمَّةِ كَاشِفِ الْغُمَّةِ عَالِي
الْهِمَّةِ سِرَاجِ الْعٰلَمِيْنَ ط اَللّٰهُ (______) عَاصِمُهٗ وَجِبْرِيْلُ
خَادِمُهٗ وَالْبُرَاقُ مَرْكَبُهٗ وَالْمِعْرَاجُ سَفَرُهٗ وَعِنْدَ سِدْرَةِ
الْمُنْتَهٰى مَقَامُهٗ وَقَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى مَطْلُوْبُهٗ وَالْمَطْلُوْ
بُ مَقْصُوْدُهٗ وَالْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدُهٗ وَالْمَوْجُوْدُ مَعْبُوْدُهٗ وَالْمَعْبُوْدُ رَبُّهٗ
سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ اَنِيْسِ الْغَرِيْبِيْنَ شَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ

DATE: ______

رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ رَاحَةِ الْعَاشِقِيْنَ مُرَادِ الْمُشْتَاقِيْنَ شَمْسِ الْعَارِفِيْنَ
سِرَاجِ السَّالِكِيْنَ مِصْبَاحِ الْمُقَرَّبِيْنَ مُحِبِّ الْفُقَرَآءِ وَالْغُرَبَآءِ وَ
الْمَسَاكِيْنَ سَيِّدِ الثَّقَلَيْنِ نَبِيِّ الْحَرَمَيْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ وَسِيْلَتِنَا
فِي الدَّارَيْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبِّ
الْمَغْرِبَيْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ مَوْلَانَا وَمَوْلَى الثَّقَلَيْنِ اَبِي
الْقَاسِمِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ نُوْرٍ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰهِ ط يَآ اَيُّهَا
الْمُشْتَاقُوْنَ بِنُوْرِ جَمَالِهٖ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا
كَثِيْرًا كَثِيْرًا ط بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۵ تین بار پڑھے

Mabbas

عطیہ درود تاج حافظ محمد مشتاق گگو

12 - 7 - ۲۰۰۸
13 - 7 - ۱۴۲۹
بروز جمعرات
PM ! ۴ : ۳۳ : ۵۲